برائے بالغان

١ نورانی قاعدہ / حفظ سورۃ بمع ترجمہ وتفسیر ٢ ایمانیات
٣ عبادات ٤ احادیث ومسنون دعائیں ٥ اخلاق وآداب
پر مشتمل مختصر اور آسان نصاب
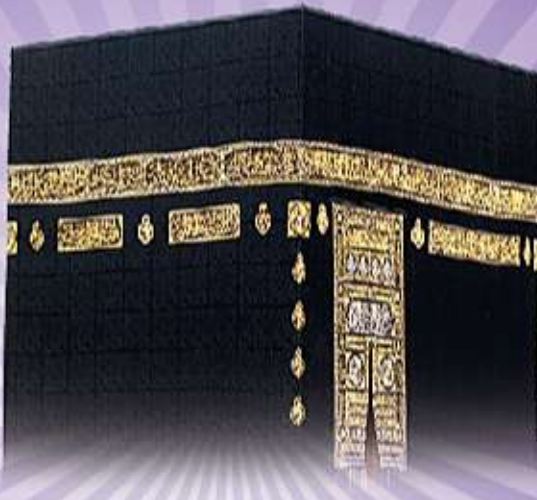
جمع وترتیب
علمائے کرام مکتب تعلیم القرآن الکریم

تربیتی نِصَاب
حصہ اوّل

(برائے بالغان)

دین کا بنیادی علم حاصل کرنے کے لیے
ایک مختصر اور آسان نصاب

نام طالب علم .... ولدیت ....

مکتب کا نام .... مُعلّم کا نام ....

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم
صدر دارالعلوم کراچی

جمع وترتیب
احباب مکتب تعلیم القرآن الکریم

کتاب کا نام : **تربیتی نصاب** (حصہ اوّل) برائے بالغان

تاریخ اشاعت : جولائی 2014

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : جنید اقبال، عبید اشفاق

ناشر : مکتب تعلیم القرآن الکریم

ملنے کے پتے

① **مکتب تعلیم القرآن الکریم**

C-1 کاسمو پولیٹن سوسائٹی، بالمقابل سہوانی کلب، گرومندر کراچی۔

فون:0332-2154190

ای میل:maktab2006@hotmail.com

② **مدرسہ بیت العلم**

ST-9E بلاک نمبر 8، گلشن اقبال، عقب مسجد بیت المکرم کراچی

فون:92-21-34976073+ فیکس:92-21-34976339+

③ **مکتبہ بیت العلم** اردو بازار کراچی۔ فون: 021-32726509

کراچی (موبائل نمبر): 0300-2298536, 0323-2163507, 0334-3630795

لاہور (موبائل نمبر): 0321-4066762

تربیتی نصاب حصہ اوّل کا مکمل خاکہ

قاعدہ	نورانی قاعدہ	مکمل نورانی قاعدہ۔
قرآن کریم	حفظ سورۃ مع ترجمہ وتفسیر	تلاوت کے آداب، قرآن کریم صحیح پڑھنے کا بیان، سورۃ الفاتحہ، سُوْرَۃُ الْفِیْلُ تا سُوْرَۃُ النَّاسِ، حفظ مع ترجمہ وتفسیر۔
ایمانیات	کلمے ایمان مجمل مفصل	کلمۂ طیبہ، کلمۂ شہادت، کلمۂ تمجید، کلمۂ توحید، کلمۂ استغفار، کلمۂ ردکفر۔ ایمان مجمل، ایمان مفصل۔
	عقائد	اللہ تعالیٰ، فرشتے، آسمانی کتابیں، قرآن کریم، انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متعلق ضروری عقائد۔ رسالتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت کی نشانیاں اور حالات، قیامت کی بڑی نشانیاں، مرنے کے بعد زندہ ہونا اور تقدیر۔
عبادات	طہارت	استنجا، وضو اور غسل کا بیان۔
	اذان	اذان واقامت کے کلمات اور ان کا جواب دینے کا طریقہ۔
	نماز	کلمات نماز اور نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کے تفصیلی احکام، قضا نماز، جمعے کا بیان، مسافر کی نماز، بیمار کی نماز، سجدۂ تلاوت، تراویح کی نماز، عید کی نمازوں کا بیان، نماز جنازہ کا بیان۔
احادیث	۲۰/احادیث مع ترجمہ وتشریح	(۱) نیت کی درستگی (۲) پاکیزگی کی اہمیت (۳) کامل مسلمان کون؟ (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب (۵) خیر خواہی (۶) مسلمانوں کے چند حقوق (۷) مسلمان بھائی کا عیب چھپانا (۸) دنیا کی حیثیت (۹) حقیقی پہلوان (۱۰) رشتہ داروں سے تعلق جوڑنا (۱۱) ناراضگی کی مدت (۱۲) جھوٹے کی پہچان (۱۳) چغل خوری (۱۴) ظلم کی برائی (۱۵) بے حیائی کی برائی (۱۶) تصویر اور کتے کی نحوست (۱۷) چند بڑے گناہ (۱۸) ٹخنوں سے نیچے تک لباس پہننے کی وعید (۱۹) مسجد کی فضیلت (۲۰) درود شریف کی فضیلت۔

مسنون اذکار	۵ مسنون اذکار	(۱) اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے کہیں (۲) نیچے اترتے ہوئے کہیں (۳) کوئی چیز اچھی لگے تو کہیں (۴) جب کسی کام کرنے کا ارادہ کریں تو کہیں (۵) کوئی مصیبت کی خبر پہنچے تو کہیں۔
مسنون دعائیں	۱۶ مسنون دعائیں	(۱) علم میں اضافے کی دعا (۲) دودھ پینے کے بعد کی دعا (۳) گھر سے نکلنے کی دعا (۴) کپڑے پہننے کی دعا (۵) نیا کپڑا پہننے کی دعا (۶) دعوت کھانے کے بعد کی دعا (۷) جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا مانگیں (۸) بیمار کی عیادت کی دعا (۹) افطار کی دعا (۱۰) اذان کے بعد کی دعا (۱۱، ۱۲، ۱۳) صبح اور شام کی تین مسنون دعائیں (۱۴) مجلس سے اٹھنے کے بعد کی دعا (۱۵) مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا پڑھیں (۱۶) قرضوں اور پریشانیوں سے نجات کے لیے دعا۔
اخلاقیات	اخلاق وآداب	سنّت پر عمل کرنا، کھانے کے آداب، پینے کے آداب، سونے کے آداب، سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت، گھر کے آداب، چھینک اور جمائی کے آداب، سلام کے آداب، مصافحے کے آداب، زبان کی حفاظت، بات کرنے کے آداب، مسجد کے آداب، لباس کے آداب، شکر، والدین کا ادب واحترام، والدین کو نہ ستانا، تقویٰ، پاکیزہ اور حلال روزی، امانت دار تاجر، لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، دوستی، سچ، جھوٹ، تواضع اور عاجزی، تکبر اور غرور، غیبت، حسد، گالی گلوچ سے بچنا۔

فہرست مضامین

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

اظہارِ تشکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ [1]

دینِ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اور صرف اسلام ہے، دینِ اسلام کی خدمت محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عطا ہے۔
ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں جس نے تعلیم بالغان کے لیے یہ کتاب مرتب کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔
دینِ اسلام میں مسلمانوں کو دین کا علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں۔ دین کا علم حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ علم تو مہد (ماں کی گود) سے لحد (قبر میں جانے) تک حاصل کیا جاتا ہے۔
دین کا علم حاصل کرنے میں رواجی شرم اور جھجک کو ہرگز رکاوٹ اور آڑ نہ بننے دیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگی سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قَدْ تَعَلَّمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ كِبَرِ سِنِّهِمْ" [2]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمر رسیدہ ہونے کے باوجود دین سیکھا۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگی سے جس طرح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دین کا علم نہ جاننے والوں کی ذمے داری ہے کہ وہ دین سیکھیں، اسی طرح دینی علوم جاننے والوں کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں، رشتہ داروں، اہلِ محلہ اور دینی علوم سے ناواقف حضرات کو دین سکھائیں۔
مساجد کے ائمہ کرام، کمیٹی کے ذمے داران اور منتظمین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی مساجد میں تعلیم بالغان کا نظم بنائیں تاکہ معاشرے میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہو جائے۔ جس سے دنیا بھی بھلی ہو اور آخرت بھی بھلی ہو۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰه! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی دی ہوئی توفیق سے "اساتذہ کرام مکتب تعلیم القرآن الکریم" نے بالغ افراد کے لیے صرف سو (۱۰۰) گھنٹے پر مشتمل نصاب "تربیتی نصاب" کے نام سے مرتب کیا ہے، جس میں:

---

[1] سنن ابن ماجہ، الادب، باب فضل الحامدین، الرقم: ۳۸۰۳
[2] صحیح البخاری، العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، الرقم: ۱۵

- قرآن کریم کی درستگی اور منتخب سورتیں یاد کرانا اور ان کا ترجمہ و تفسیر............
- دین کے ضروری اور بنیادی عقائد اور مسائل......
- ۲۴ گھنٹے کی مسنون دعائیں اور مسنون اعمال..................
- معاشرت اور معاملات پر مشتمل احادیث اور عملی اسباق مثبت انداز میں مرتب کیے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ''حصہ اول'' پیش خدمت ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔

''رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.''

ایک عاجزانہ درخواست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ''تربیتی نصاب (حصہ اول)'' مدرسہ عربیہ رائیونڈ، جامعہ دار العلوم، جامعہ فاروقیہ، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور اور دیگر مدارس کے فضلاء کی زیر نگرانی مرتب کیا گیا ہے۔ اس لیے ان سب مدارس کو اور مکتب تعلیم القرآن الکریم کے اساتذہ اور معاونین کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیے گا۔ اس سے ان شاء اللہ آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

''مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ.''[1]

ترجمہ: ''جو کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں (غائبانہ) دعا کرے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: ''تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔''

از

(مفتی) محمد حنیف عبد المجید عفا اللہ عنہ وعن والدیہ

مکتب تعلیم القرآن الکریم

---

[1] صحیح مسلم، الذکر۔۔۔ باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب، الرقم: ۶۹۲۷

تربیتی نصاب کی خصوصیات

1. کل سو گھنٹے کا مختصر نصاب جسے ہر بالغ فرد دیگر مصروفیات کے ساتھ آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔
2. یہ نصاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔
3. یہ نصاب ایک مکمل نظام کے ساتھ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔
4. ہر سبق پڑھانے کے لیے دنوں کو متعین کیا گیا ہے۔
5. نصاب کا اجمالی خاکہ دیا گیا ہے۔
6. مضامین کے شروع میں اس کی مفہومی تعریف اور اس کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔
7. قرآنی آیات کا ترجمہ اور حفظ سورۃ میں تفسیر "آسان ترجمہ قرآن" (از: مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ) سے لی گئی ہے۔
8. احادیث حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے "چہل حدیث" سے منتخب کی گئی ہیں۔
9. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں تاکہ بات مستند اور معتمد ہو۔
10. نصاب کے آخر میں نماز کی ڈائری موجود ہے تاکہ نماز کا اہتمام پیدا ہو۔

نصاب پڑھانے کا طریقہ

1. اس نصاب کو پڑھانے کے لیے کل سو (۱۰۰) گھنٹے درکار ہیں۔
2. نابالغ اور کم عمر بچوں کو یہ نصاب نہ پڑھایا جائے، ان کے لیے علیحدہ نصاب مرتب کیا گیا ہے۔
3. مکمل نصاب اجتماعی طور پر پڑھایا جائے، البتہ سبق سنتے وقت یہ محسوس کریں کہ کسی کو سبق سنانے میں جھجھک ہوتی ہے تو اس کا انفرادی سبق سنیں، اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں، ایسی کوئی بات ہرگز نہ کریں جو بری لگے اور وہ بنیادی دینی علم سیکھنا چھوڑ دے۔
4. نورانی قاعدہ بورڈ پر پڑھائیں۔

تعلیمی ایام

1. یہ نصاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ مکمل کرنے کی مدت "چھ ماہ" پڑھائی کے کل سو گھنٹے درکار ہیں۔
2. ہفتے میں پڑھائی کے چار دن مقرر کیے گئے ہیں۔
3. روزانہ کا دورانیہ ایک گھنٹہ ہے۔ اسی کے مطابق کتاب میں دنوں کی تقسیم کی گئی ہے۔
4. نصاب میں کل پانچ مضامین ہیں۔ اس میں سے نورانی قاعدہ/ قرآن کریم روزانہ پڑھائیں اور باقی چار مضامین میں سے دو مضمون پہلے دن اور باقی دو مضمون اگلے دن پڑھائیں۔
5. آسانی کے لیے نظام الاوقات تین طرح کے دیے گئے ہیں تاکہ ہر مسلمان آسانی کے ساتھ دین کا فرض عین اور بنیادی علم سیکھ سکے۔

نظام الاوقات

پہلی ترتیب:

ہفتے میں پڑھائی کے چار دن اپنی سہولت سے متعین کرلیں اور دورانیہ ایک گھنٹہ ہو۔ اس ترتیب پر نظام الاوقات یہ ہے:

پہلے دن پڑھایا جائے		دوسرے دن پڑھایا جائے	
نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم	۳۰ منٹ	نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم	۳۰ منٹ
ایمانیات	۱۵ منٹ	احادیث ومسنون دعائیں	۱۵ منٹ
عبادات	۱۵ منٹ	اخلاق وآداب	۱۵ منٹ

دوسری ترتیب:

ہفتے میں پڑھائی کے دو دن بروز ہفتہ اور اتوار متعین کرلیں اور دورانیہ دو گھنٹے ہو۔ اس ترتیب پر نظام الاوقات یہ ہے:

بروز ہفتہ		بروز اتوار	
نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم	۶۰ منٹ	نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم	۶۰ منٹ
ایمانیات	۳۰ منٹ	احادیث ومسنون دعائیں	۳۰ منٹ
عبادات	۳۰ منٹ	اخلاق وآداب	۳۰ منٹ

تیسری ترتیب:

ہفتے میں پڑھائی کا ایک دن بروز ہفتہ یا اتوار متعین کرلیں اور دورانیہ چار گھنٹے ہو۔اس ترتیب پر نظام الاوقات یہ ہے:

بروز ہفتہ -یا- بروز اتوار	
نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم	۲ر گھنٹے
ایمانیات	۳۰ر منٹ
عبادات	۳۰ر منٹ
احادیث و مسنون دعائیں	۳۰ر منٹ
اخلاق وآداب	۳۰ر منٹ

وضاحت:

1. ان تین ترتیبوں میں سے کوئی ایک ترتیب متعین کرلیں البتہ پہلی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب میں دنوں کی تقسیم کی گئی ہے۔اس لیے کہ یومیہ ایک گھنٹہ میں آسانی ہے۔
2. دوسری اور تیسری ترتیب بھی علاقے اور طلبا کی نوعیت کے اعتبار سے بنائی جاسکتی ہے اس صورت میں کتاب میں دی گئی دنوں کی تقسیم بدل جائے گی، لہٰذا اس کو مدنظر رکھیں۔
3. علاقے کے آٹھ، دس بالغ افراد یومیہ ایک گھنٹے کی ترتیب پر پڑھنا چاہیں اور دوسرے آٹھ، دس افراد دو گھنٹے کی ترتیب پر پڑھنا چاہیں تو یہ صورت بھی بنائی جاسکتی ہے۔

پیر، منگل، بدھ اور جمعرات پہلی جماعت کو پڑھادیں۔ استاذ محترم جمعے کے دن چھٹی کریں اور ہفتہ، اتوار دوسری جماعت کو دو دو گھنٹے والی ترتیب پر پڑھائیں۔

قرآن کریم کے بعض ضروری آداب

مسئلہ ۱: قرآن کریم صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ہر حرف ٹھیک ٹھیک پڑھیں۔ ہم آواز حروف یعنی ہمزہ اور عین۔ اسی طرح حا اور ھا، ذال، ظا، زا اور ضاد اور سین، صاد اور ثا ٹھیک ٹھیک پڑھیں۔ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھیں۔

مسئلہ ۲: اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے حا کی جگہ ھا پڑھتا ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث، س، ص سب کو سین ہی پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر محنت برابر کرتا رہے اس کے باوجود درست نہ ہو تو نماز درست ہے جب تک محنت جاری رکھی جائے گی۔ [1]

مسئلہ ۳: اگر حا، عین وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن کوئی ایسی لاپروائی سے پڑھتا ہے کہ حا کی جگہ ھا اور عین کی جگہ ہمزہ پڑھتا ہے کچھ خیال کرکے نہیں پڑھتا تو وہ گناہ گار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔ [2]

---

[1] (الدر المختار: ۱/ ۶۰۸)　[2] (رد المختار: ۱/ ۶۶۲)

''نورانی قاعدہ''

قاعدہ: جس کتاب میں قرآن کریم پڑھنے کے طریقے بتائے جائیں اس کو ''قاعدہ'' کہتے ہیں۔

تعوذ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سبق: ۱ نقطے
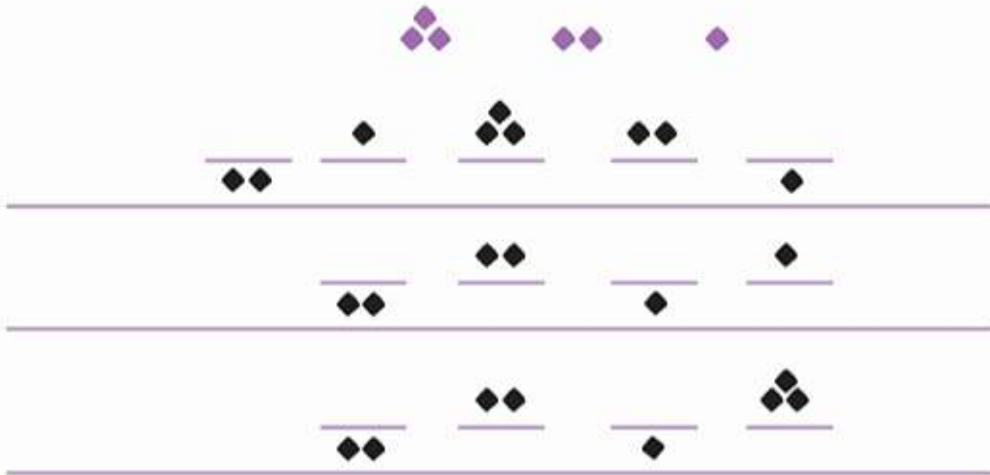
یہ صفحہ ایک دن میں پڑھائیں

مُفردات

مفردات: الگ الگ لکھے ہوئے حروف کو "مفردات" کہتے ہیں۔

① موٹے حروف سات (۷) ہیں: ان کا مجموعہ "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" ہے۔

خ ص ض ط ظ غ ق

② نرم حروف تین (۳) ہیں:

ث ذ ظ

③ سیٹی والے حروف تین (۳) ہیں:

ز س ص

④ ہم آواز حروف

ت ط	ذ ز ض ظ	ث س ص	ح ہ	ع ء	ق ك

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں	دستخط معلم	

سبق: ۲ **مُرکّبات**

مرکبات: ملے جلے لکھے ہوئے حروف کو "مرکبات" کہتے ہیں۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

سـ شـ
صـ ضـ

سل	شل	ض	ص	ش	س
بصر	ضل	تض	نص	يس	بس

طـ ظـ

حطت	طال	ظل	ثط	ظ	ط

عـ حـ
غـ خـ

يغ	بح	خ	عج	غ	ع
		نغذ	بعد		

فـ فو
قـ ـق

يفر	يف	قل	فو	ق	ف
		خلق	نقر		

كـ ك
کـ ک

كل	لك	كب	كا	ک	ك
		ملك	تلك		

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

تمت بالخیر

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں	دستخط معلم	

سبق: ۳ حروفِ مُقَطَّعَات

ان حروف کو الگ الگ کر کے پڑھائیں۔ ہجے نہ کرائیں۔

الٓمّٓ	الٓمّٓصٓ	الٓرٰ	الٓمّٓرٰ
كٓهٰيٰعٓصٓ	طٰهٰ	طٰسٓمّٓ	طٰسٓ
يٰسٓ	صٓ	حٰمٓ	حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ
قٓ	نٓ	الٓمّٓ ۚ اللّٰهُ	

طٰسٓمّٓ: پڑھنے کی صورت: طَا سِيْمْ مِّيْمْ۔

الٓمّٓ ۚ اللّٰهُ: ملا کر پڑھنے کی صورت: اَلِفْ لَآمْ مِّيْمَ اللّٰهُ۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

حرکات

ـُـ پیش	ـِـ زیر	ـَـ زبر
پیش ہمیشہ حرف کے اوپر مڑا ہوا ہوتا ہے	زیر ہمیشہ حرف کے نیچے ہوتی ہے	زبر ہمیشہ حرف کے اوپر ہوتا ہے

ـَـ ـِـ ـَـ ـُـ ـِـ ـُـ ـِـ ـَـ ـُـ

(۱) زبر، زیر اور پیش کو ''حرکات'' کہتے ہیں۔

(۲) جس حرف پر زبر، زیر یا پیش ہو اس کو ''متحرک'' کہتے ہیں۔

(۳) متحرک حرف کو جلدی پڑھیں ذرا بھی نہ کھینچیں جھٹکا بالکل نہ دیں۔

(۴) الف ہمیشہ خالی ہوتا ہے اور اگر اس پر حرکت آجائے تو اس الف کو "ھمزہ" کہتے ہیں۔

ـَـ زبر

اَ	ہَ	عَ	حَ	غَ	خَ	قَ
كَ	جَ	شَ	یَ	ضَ	لَ	نَ
رَ	طَ	دَ	تَ	صَ	سَ	زَ
ظَ	ذَ	ثَ	فَ	وَ	بَ	مَ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

ــــِــــ زیر

''زیر'' والے حرف کوجلدی پڑھیں، ذرا بھی نہ کھینچیں، جھٹکا بالکل نہ دیں، معروف پڑھیں، مجہول پڑھنے سے بچیں۔

اِ	هِ	عِ	حِ	غِ	خِ	قِ
كِ	جِ	شِ	يِ	ضِ	لِ	نِ
رِ	طِ	دِ	تِ	صِ	سِ	زِ
ظِ	ذِ	ثِ	فِ	وِ	بِ	مِ

ــــُــــ پیش

''پیش'' والے حرف کوجلدی پڑھیں، ذرا بھی نہ کھینچیں، جھٹکا بالکل نہ دیں، معروف پڑھیں، مجہول پڑھنے سے بچیں۔

اُ	هُ	عُ	حُ	غُ	خُ	قُ
كُ	جُ	شُ	يُ	ضُ	لُ	نُ
رُ	طُ	دُ	تُ	صُ	سُ	زُ
ظُ	ذُ	ثُ	فُ	وُ	بُ	مُ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں	دستخط معلم	

سبق: ۴ تنوین
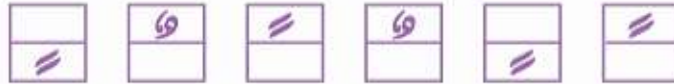
دو زبر، دو زیر، دو پیش کو "تنوین" کہتے ہیں۔ تنوین میں "غنہ" کرنے کی بھی مشق کرائی جائے۔
"غنہ" ناک میں آواز لے جانے کا نام ہے۔

زبر کی تنوین ً

ہجے کرتے وقت زبر کی تنوین میں "الف" اور "یا" کا نام نہ لیں۔
جیسے: با دو زبر "بًا"۔ دال دو زبر "دًی"۔

ظًا	ذًی	ثًا	فًا	وًا	بًا	مًا
رًا	طًا	دًی	ةً	صًا	سًا	زًا
كًا	جًا	شًا	يًا	ضًا	لًا	نًا
ءً	هًا	عًا	حًا	غًا	خًا	قًا

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

زیر کی تنوین ــٍ

مٍ بٍ وٍ فٍ ثٍ ذٍ ظٍ

زٍ سٍ صٍ تٍ دٍ طٍ رٍ

نٍ لٍ ضٍ يٍ شٍ جٍ كٍ

قٍ خٍ غٍ حٍ عٍ هٍ ءٍ

پیش کی تنوین ــٌ

مٌ بٌ وٌ فٌ ثٌ ذٌ ظٌ

زٌ سٌ صٌ ةٌ دٌ طٌ رٌ

نٌ لٌ ضٌ يٌ شٌ جٌ كٌ

قٌ خٌ غٌ حٌ عٌ هٌ ءٌ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

حرکات اور تنوین کی مشق

ہجے اور رواں دونوں طریقوں سے پڑھائیں اور وقف بھی کرائیں۔

اَبَدًا	اَحَدٌ	اَخَذَ	اَذِنَ	اَمَرَ	اَنَا ہر جگہ پڑا نون
بَخِلَ	بَرَرَةٍ	جَعَلَ	جَمَعَ	حَسَدَ	حَشَرَ
خَشِيَ	خَلَقَ	خُلِقَ	ذَكَرَ	رَفَعَ	رَقَبَةٍ
سُرُرٌ	سَفَرَةٍ	صُحُفًا	صَمَدٌ	طَبَقٍ	طَبَقًا
طُوًى	عَبَسَ	عَدَلَ	عَلَقٍ	عَمَدٍ	عِنَبًا
غَبَرَةٌ	فَعَلَ	قَتَرَةٌ	قُتِلَ	قَدَرَ	قُرِئَ
قَسَمٌ	كَبَدٍ	كُتُبٌ	كَسَبَ	كَفَرَ	كُفُوًا
لُبَدًا	لُمَزَةٍ	لَهَبٍ	مَسَدٍ	نَخِرَةً	وَجَدَ
وَسَقَ	وَقَبَ	وَلَدَ	وَهَبَ	هُمَزَةٍ	هُدًى

وضاحت: "اَنَا" قرآن مجید میں جہاں بھی آئے اس کا الف نہیں پڑھا جائے گا۔

اَنَا: ہمزہ زبر اَ، نون زبر نَ، اَنَ وقفًا اَنَا۔ وقف کی صورت میں "اَنَا" ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

یہ صفحہ چار دن میں پڑھائیں	دستخط معلم	

سبق: ۵ کھڑی حرکات

کھڑی حرکات تین ہیں: کھڑا زبر، کھڑی زیر اور الٹا پیش۔

کھڑا زبر، کھڑی زیر اور اُلٹا پیش کو "کھڑی حرکات" کہتے ہیں، "کھڑی حرکات" کو ایک "الف" کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

۱۔ کھڑا زبر

بٰ	یٰ	رٰ	مٰ	لٰ	وٰ	نٰ
ءٰ	ھٰ	عٰ	غٰ	حٰ	خٰ	تٰ
ثٰ	جٰ	دٰ	ذٰ	زٰ	سٰ	شٰ
صٰ	ضٰ	طٰ	ظٰ	فٰ	قٰ	کٰ
			اٰ	ہٰ	ءٰ	

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

ٖ کھڑی زیر

بٖ یٖ رٖ مٖ لٖ وٖ نٖ
ءٖ ھٖ عٖ غٖ حٖ خٖ تٖ
ثٖ جٖ دٖ ذٖ زٖ سٖ شٖ
صٖ ضٖ طٖ ظٖ فٖ قٖ كٖ
اٖ ہٖ ءٖ

ٗ الٹا پیش

بٗ یٗ رٗ مٗ لٗ وٗ نٗ
ءٗ ھٗ عٗ غٗ حٗ خٗ تٗ
ثٗ جٗ دٗ ذٗ زٗ سٗ شٗ
صٗ ضٗ طٗ ظٗ فٗ قٗ كٗ
اٗ ہٗ ءٗ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

جزم (سکون)

جزم کا دوسرا نام سکون ہے، جس حرف پر جزم ہو اس کو "ساکن" کہتے ہیں۔
ساکن حرف کو پہلے والے حرف سے ملا کر پڑھیں۔

ـــْـــ جزم

اَاْ	اِاْ	اُاْ	اَعْ	اِعْ	اُعْ	اَثْ	اِثْ	اُثْ
اَذْ	اِذْ	اُذْ	اَظْ	اِظْ	اُظْ	اَزْ	اِزْ	اُزْ
اَسْ	اِسْ	اُسْ	اَصْ	اِصْ	اُصْ	اَحْ	اِحْ	اُحْ
اَهْ	اِهْ	اُهْ	اَتْ	اِتْ	اُتْ	اَطْ	اِطْ	اُطْ
اَكْ	اِكْ	اُكْ	اَقْ	اِقْ	اُقْ	اَبْ	اِبْ	اُبْ
اَجْ	اِجْ	اُجْ	اَدْ	اِدْ	اُدْ	اَشْ	اِشْ	اُشْ
اَضْ	اِضْ	اُضْ	اَغْ	اِغْ	اُغْ	اَرْ	اِرْ	اُرْ
اَفْ	اِفْ	اُفْ	اَمْ	اِمْ	اُمْ			
اَوْ	اُوْ	اَیْ	اِیْ					

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

حروفِ مدّہ

حروف مدہ تین ہیں، "الف"، "واؤ" اور "یا"۔حروف مدہ کو ایک "الف" کی مقدار کھینچ کر پڑھیں۔"الف" سے پہلے "زبر" ہو تو الف مدہ ہوتا ہے۔جیسے: با الف زبر "بَا"۔واو ساکن سے پہلے "پیش" ہو تو واو مدہ ہوتا ہے۔ جیسے: با واو پیش "بُوْ" یا ساکن سے پہلے زیر ہو تو یا مدہ ہوتی ہے۔جیسے: با یا زیر "بِیْ"۔

بَا	بُوْا	بِیْ	تَا	تُوْا	تِیْ	ثَا	ثُوْا	ثِیْ
حَا	حُوْا	حِیْ	خَا	خُوْا	خِیْ	رَا	رُوْا	رِیْ
زَا	زُوْا	زِیْ	طَا	طُوْا	طِیْ	ظَا	ظُوْا	ظِیْ
فَا	فُوْا	فِیْ	هَا	هُوْا	هِیْ	یَا	یُوْا	یِیْ
ءَا	اُوْا	اِیْ	جَا	جُوْا	جِیْ	دَا	دُوْا	دِیْ
ذَا	ذُوْا	ذِیْ	سَا	سُوْا	سِیْ	شَا	شُوْا	شِیْ
صَا	صُوْا	صِیْ	ضَا	ضُوْا	ضِیْ	عَا	عُوْا	عِیْ
غَا	غُوْا	غِیْ	قَا	قُوْا	قِیْ	کَا	کُوْا	کِیْ
لَا	لُوْا	لِیْ	مَا	مُوْا	مِیْ	نَا	نُوْا	نِیْ
			وَا	وُوْا	وِیْ			

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں	دستخط معلم	

سبق: ۶ حروفِ لین

حروفِ لین دو ہیں، "واؤ اور یا" جب کہ یہ ساکن ہوں اور ان سے پہلے زبر ہو۔ حروفِ لین کو نرم آواز کے ساتھ جلدی پڑھیں، معروف پڑھیں اور مجہول پڑھنے سے بچیں۔

تَوْ	تَیْ	ثَوْ	ثَیْ	دَوْ	دَیْ	ذَوْ	ذَیْ
رَوْ	رَیْ	زَوْ	زَیْ	سَوْ	سَیْ	شَوْ	شَیْ
صَوْ	صَیْ	ضَوْ	ضَیْ	طَوْ	طَیْ	ظَوْ	ظَیْ
لَوْ	لَیْ	نَوْ	نَیْ	اَوْ	اَیْ	بَوْ	بَیْ
جَوْ	جَیْ	حَوْ	حَیْ	خَوْ	خَیْ	عَوْ	عَیْ
غَوْ	غَیْ	فَوْ	فَیْ	قَوْ	قَیْ	کَوْ	کَیْ
مَوْ	مَیْ	وَوْ	وَیْ	هَوْ	هَیْ	یَوْ	یَیْ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

مشق

اُمَنَ	اُوی	اُنیَةٍ	اِلفِ	اَیْنَ	بِهٖ
جَآءَ	جِآیٔ	هَادٍ	نَارًا	خَیْرٌ	دَاوٗدُ
رُوَیْدًا	رَضُوْا	رِجَالٌ	مٰلِكِ	شَیْءٌ	طَغٰی
طَغَوْا	طَیْرًا	عَادٍ	عَلٰی	عَیْنٌ	فِیْهِ
قَالَ	قَوْلٌ	کَانَ	کَیْدًا	کَیْفَ	لَوْحٍ
لَیْسَ	مَالًا	خَوْفٍ	مَآءٍ	وَیْلٌ	یَوْمٍ
یَرَهٗ	حَاسِدٍ	حَافِظٌ	دَافِقٍ	شَاهِدٍ	عَابِدٌ
عَآئِلًا	غَاسِقٍ	نَاصِرٍ	وَالِدٍ	اَعُوْذُ	
اَکِیْدُ	یَخَافُ	یَدُهٗ	یُقَالُ	تُرَابًا	

یہ صفحہ چار دن میں پڑھائیں

حِسَابًا	سُبَاتًا	سِرَاجًا	سَلٰمٌ	شِدَادًا
شَرَابًا	صَوَابًا	طَعَامٍ	عَذَابًا	عَطَآءً
غُثَآءً	كِتَابًا	كِرَامًا	لِبَاسًا	لِسَانًا
مَاٰبًا	مَتَاعًا	مُطَاعٍ	مَعَاشًا	مَفَازًا
مِهٰدًا	نَبَاتًا	وِفَاقًا	ثُبُوْرًا	رَسُوْلٍ
شُهُوْدٌ	قُعُوْدٌ	وُجُوْهٌ	اَثِيْمٍ	اَلِيْمٍ
بَصِيْرًا	خَبِيْرٌ	رَحِيْقٍ	شَهِيْدٌ	عَظِيْمٌ
قَرِيْبًا	كَرِيْمٍ	مَجِيْدٌ	مُحِيْطٌ ۝	نَعِيْمٍ ۝
يَتِيْمًا	يَسِيْرًا	ذٰلِكَ	قُرَيْشٍ ۝	عِيْشَةٍ
مَوْءٗدَةٌ	مَوْضُوْعَةٌ	مَوَازِيْنُهٗ	يَوْمَئِذٍ	

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں | دستخط معلم

سبق: ۷ مشق

اَنْتَ	اِهْدِ	بَعْدُ	بَطْشَ	سَعْىَ
كُنْتُ	لَسْتَ	قُرْاٰنٌ	بَرْدًا	مِرْيَةٍ
اِرْجِعْ	اِرْبَةٍ	مِصْرَ	قِطْرٍ ط	قِرْطَاسٍ
مِرْصَادٍ	فِرْقَةٍ	مَنِ ارْتَضٰى		اِرْحَمْ
اِرْتَبْتُمْ	اَنْذِرْ	خَيْرٌ ط	فَاصْبِرْ	صَبْرًا
يَسِيْرٌ ط	غُلْبًا	فَصْلٌ	قَدْحًا	قَضْبًا
كَاْسًا	كَدْحًا	يُغْنِىْ	لَغْوًا	مِسْكٌ
نَخْلًا	نَشْطًا	نَفْسٍ	نَقْعًا	يُسْرًا

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں

اَبْقٰى عَدْنٍ عَشْرٍ يَخْشٰى يَسْعٰى

يَتْلُوْا يَدْعُوْا تَجْرِىْ يَهْدِىْ اَلْقَتْ

اَمْهِلْ اِقْرَاْ فَارْغَبْ فَانْصَبْ وَانْحَرْ

مِنْ هَادٍ مِنْ عَلَقٍ اَنْعَمْتَ مَنْ اٰمَنَ مِنْ خِلَافٍ

اَلْهَمَ اَنْشَرَ اَنْقَضَ دَمْدَمَ عَسْعَسَ

اَعْبُدُ نَعْبُدُ يَخْرُجُ يَشْرَبُ يَحْسَبُ

يَشْهَدُ تَرْهَقُ تَعْرِفُ اُقْسِمُ يُبْدِئُ

دُنْيَا قِنْوَانٌ صِنْوَانٌ بُنْيَانٌ حُشِرَتْ سُطِحَتْ

كُشِطَتْ نُشِرَتْ بَلْ سکتہ رَانَ اَثَرْنَ وَسَطْنَ

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں

فَرَغْتَ	تَاْتُوْنَ	يُسْقَوْنَ	يَفْعَلُوْنَ	يَعْمَلُوْنَ

يَعْلَمُوْنَ	يَضْحَكُوْنَ	يَكْسِبُوْنَ	يَدْخُلُوْنَ

يَنْظُرُوْنَ	رَاٰيِ ط	مَنْ سکتہ رَاقٍ (۱)	اَنْذَرْنَا

اَنْزَلْنَا	خَلَقْنَا	رَفَعْنَا	وَضَعْنَا	نُطْفَةٍ ج

عِبْرَةً ط	زَجْرَةٌ ط	تَذْكِرَةٌ	مُسْفِرَةٌ	مُؤْصَدَةٌ ۞

مَا يَشَآءُ	اِسْتَطَعْتُ ط	شَهْرٍ ۞	فَجْرٍ ط	قَدْرٍ ۞

زَكٰوةً ط	صَلٰوةً ط	بَالِغِهٖ ط	مَمْنُوْنٍ ۞	مَحْفُوْظٍ ۞

نِسَآءً ط	طُوًى ط	مَسْرُوْرًا ۞	مَآءً ط	اَبْوَابًا ط

(۱) آواز بند کر کے سانس جاری رکھنے کو "سکتہ" کہتے ہیں اور سکتہ قرآن کریم میں صرف چار جگہ ہے۔ • سورۃ الکہف: عِوَجًا ۞ سکتہ قَيِّمًا
• سورۃ یٰسٓ: مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ هٰذَا • سورۃ القیٰمۃ: مَنْ سکتہ رَاقٍ • سورۃ المطففین: بَلْ سکتہ رَانَ۔

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں

مَجْرٖ ىهَا(۱)	اَزْوَاجًاؕ	اَشْتَاتًا	اِطْعَامٌ	اَعْنَابًا
اَفْوَاجًا	اَلْفَافًاؕ	قُرْاٰنًا	اَلْحَمْدُ	اِهْدِنَا

وَالْفَتْحُ — وَالْعَصْرِ — مِنَ الْمُعْصِرٰتِ — مَعَ الْعُسْرِ

مَا الْقَارِعَةُ۝ — وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ — يَنْظُرُ الْمَرْءُ

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ — كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ — لَيْلَةُ الْقَدْرِ۝

اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ — مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ — عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۝ — ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ۝

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۝ۙ

يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۝ — اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ — آٰلْئٰنَ

(۱) مَجْرٖ ىهَا: میم جیم زبر مَجْ، را امالہ والی رے مَجْرٖ، ھا الف زبر ھَا، مَجْرٖ ىهَا، وقفاً مَجْرٖ ىهَا۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۸ تشدید

۱. تین دندانوں والی اس شکل (ّ) کو تشدید کہتے ہیں۔
۲. جس حرف پر تشدید ہو اس کو "مشدَّد" کہتے ہیں۔
۳. مشدد حرف کو دو بار پڑھا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ اپنے سے پہلے والے متحرک حرف کے ساتھ ملا کر، دوسری مرتبہ اپنی حرکت کے ساتھ۔ جیسے: ہمزہ باز بر "اَبْ"، با زبر بَ "اَبَّ"۔
۴. مشدد حرف کو سختی اور جماؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

اَبَّ	اِبَّ	اُبَّ	اَتَّ	اِتَّ	اُتَّ
اَثَّ	اِثَّ	اُثَّ	اَجَّ	اِجَّ	اُجَّ
اَحَّ	اِحَّ	اُحَّ	اَخَّ	اِخَّ	اُخَّ
اَدَّ	اِدَّ	اُدَّ	اَذَّ	اِذَّ	اُذَّ
اَرَّ	اِرَّ	اُرَّ	اَزَّ	اِزَّ	اُزَّ
اَسَّ	اِسَّ	اُسَّ	اَشَّ	اِشَّ	اُشَّ
اَصَّ	اِصَّ	اُصَّ	اَضَّ	اِضَّ	اُضَّ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

تشدید کی مشق

بُرِّزَ	حُصِّلَ	صَدَّقَ	عَدَّدَ	قَدَّرَ
كَذَّبَ	نَعَّمَ	يَظُنُّ (١)	يَحُضُّ	جَنَّةٍ
ثُمَّ	قُوَّةٍ	كَرَّةٌ	سُعِّرَتْ	قَدَّمَتْ
كَذَّبَتْ	زُوِّجَتْ	سُجِّرَتْ	فُجِّرَتْ	سُيِّرَتْ
عُطِّلَتْ	كُوِّرَتْ	اَيْدِيْهِنَّ ط	عَلَيْهِنَّ ط	نُيَسِّرُهُمْ
اَلْبَيِّنَةُ	قَيِّمَةٌ ط	عَشِيَّةً	مُذَّكِّرٌ	اَيَّانَ
اِيَّاكَ	تَجَلّٰى	اِيَّاىَ ط	يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط	

(١) يَظُنُّ: یا زبری، ظا، نون پیش ظُنْ، یَظُنَّ نون پیش نُ، یَظُنُّ، وقفاً: یَظُنْ (غنّے کے ساتھ)۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

عَدُوٌّ ط(۱)	تَوَلّٰی	تَوَّابًا	ثَجَّاجًا	غَسَّاقًا
مَفَرٌّ ط	اَذَلَّ	وَالْمُعْتَرَّ ط	مُمَدَّدَةٍ ۝	مُكَرَّمَةٍ ۝
لَاتَاْمَنَّا(۲)	وَالسَّمَآءِ	وَالتَّرَآئِبِ	وَالنّٰشِطٰتِ	
وَالنّٰزِعٰتِ	وَالسّٰبِحٰتِ	فَالسّٰبِقٰتِ	فَالْمُدَبِّرٰتِ	
ءَاَعْجَمِيٌّ(۳) وَّعَرَبِيٌّ ط	فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ			

بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

(۱) جب واو اور یا مشدد پر وقف کریں تو شد ادا کر کے آخری حرف کو ساکن کر دیں۔ جیسے: عَدُوٌّ وقفاً: عَدُوْ۔

(۲) نون کو ادا کرتے وقت ہونٹ گول کریں، اس کو "اشمام" کہتے ہیں۔

(۳) ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ میں دوسرے ہمزہ کو نرمی کے ساتھ پڑھیں گے، اس کو "تسہیل" کہتے ہیں۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۹

مَرُّوْا	رَبِّیْ	مُدَّتْ	حُقَّتْ	وَتَبَّ
تَبَّتْ	اَحَطْتُّ ط [(۱)]	مُسَمًّی ط	اَنْ نَّمُنَّ	وَالصُّبْحِ
وَالشَّمْسِ	فَظَلُّ ط	فِی الْحَجِّ	سَامِرِیُّ ط	
بِمُصْرِخِیَّ ط	وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝	سِجِّیْلٍ	سِجِّیْنٌ	
فِی الْیَمِّ	اِنَّ الْجَنَّةَ	لِحُبِّ الْخَیْرِ		
اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ	مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝			
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝				

(۱) اَحَطْتُّ: ہمزہ زبر اَ، حا، طا، تا زبر حَطْتُّ، اَحَطْتَ تا پیش تُ، اَحَطْتُّ، وقفاً: اَحَطْتُّ۔ "اَحَطْتُّ" میں طا پُر اور تا باریک پڑھیں گے۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

عِلِّيِّيْنَ۝	مُزَّمِّلُ	مُدَّثِّرُ	يَذَّكَّرُ	يَزَّكّٰى

مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ	اِلَّا الَّذِيْنَ	اِنَّ الَّذِيْنَ	عِلِّيُّوْنَ۝

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ

مد کا بیان

لَضَآلُّوْنَ۝	حَآجُّوْكَ	حَآجَّكَ	دَآبَّةٍ	ضَآلًّا

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ	اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ (۱)	وَلَا الضَّآلِّيْنَ

وَلَا جَآنٌّ	جَآءَتِ الصَّآخَّةُ۝	مُضَآرٍّ ط	وَالصّٰٓفّٰتِ

صَوَآفَّ	فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى

(۱) اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ ہمزہ زبر اَ، تا پیش تُ، اَتُ، حا، الف، جیم مد زبر حَآجّ، اَتُحَآجّ جیم، واؤ، نون مد پیش جُوْٓنّ، اَتُحَآجُّوْٓنّ، نون یا زیر نِي، اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ، وقفًا: اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ۔

	دستخطِ معلم:	یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں

سبق:۱۰ خاتمہ اجرائے قواعدِ ضروریہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

جَزَآءً	مَلٰٓئِكَةُ	اِنَّآ اَعْطَيْنَا	اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ○

خَيْرًا يَّرَهٗ ○	شَرًّا يَّرَهٗ ○	مِيْقَاتًا يَّوْمَ

فَمَنْ يَّعْمَلْ	مِنْ نَّصِيْرٍ	مِنْ مَّآءٍ	صَدِيْدٍ

مِنْ رَّبِّكَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	مِنَ اللّٰهِ	صُحُفًا مُّطَهَّرَةً

صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ	قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ

اَبْصَارُهَا	سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا

اَكْلًا لَّمًّا وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ○

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں

عَادَا نِ الْاُوْلٰی (۱) ○	لُمَزَةِ ○ نِ الَّذِیْ	فَخُوْرَا ○ نِ الَّذِیْنَ

قَدِیْرُ ○ نِ الَّذِیْ	نُوْحُ نِ ابْنَهٗ	مَنْ بَخِلَ (۲)	لَیُنْبَذَنَّ

مِنْ بَعْدِ	مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ	لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ

بِذَنْبِهِمْ	مُطَهَّرَةٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ	کِرَامٍ بَرَرَةٍ ○

هُمْ فِیْهَا	لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ○

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ	تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ	مِمَّ	اَللّٰهُمَّ

(۱) عَادَا نِ الْاُوْلٰی: عین الف زبر عَا، دال زبر دَ عَادَ، نون لام زیر نِ لْ ، عَادَا نِ الْ، همزہ واو پیش اُوْ، عَادَا نِ الْاُوْ، لام کھڑا زبر لٰی، عَادَا نِ الْاُوْلٰی آگے وقف: عَادَا نِ الْاُوْلٰی۔

(۲) مَنْ بَخِلَ: میم، میم زبر مَنْ ، با زبر بَ، مَنْ بَ، خا زیر خِ، مَنْ بَخِ، لام زبر لَ، مَنْ بَخِلَ، آگے وقف: مَنْ بَخِلْ۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

یہ کلمات وہ ہیں جو موافق رسم خط قرآن مجید کے لکھنے میں اور طرح ہیں اور پڑھنے میں اور طرح

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	پارہ نمبر مع رکوع	لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	پارہ نمبر مع رکوع
اَنَاْ	اَنَ	جس جگہ بھی ہو	لَنْ نَّدْعُوَاْ	لَنْ نَّدْعُوَ ، وصلاً	پ۱۵ رکوع ۱۴
یَبْصُۜطُ	یَبْسُطُ	پ۲ رکوع ۱۶	لِشَاْیْءٍ	لِشَیْءٍ	پ۱۵ رکوع ۱۶
اَفَاْئِنْ	اَفَئِنْ	پ۴ رکوع ۶	لٰکِنَّاْ	لٰکِنَّ	پ۱۵ رکوع ۱۷
لَاْ اِلَی اللّٰہِ	لَاِلَی اللّٰہِ	پ۴ رکوع ۸	لَاْ اَذْبَحَنَّہٗ	لَاَ ذْبَحَنَّہٗ	پ۱۹ رکوع ۱۷
بَصْۜطَةً	بَسْطَةً	پ۸ رکوع ۱۶	لَاْ اِلَی الْجَحِیْمِ	لَاِلَی الْجَحِیْمِ	پ۲۳ رکوع ۶
مَلَاْئِہٖ	مَلَئِہٖ	جس جگہ بھی ہو	لِیَبْلُوَاْ	لِیَبْلُوَ ، وصلاً	پ۲۶ رکوع ۵
وَلَاْ اَوْضَعُوْا	وَلَاَوْضَعُوْا	پ۱۰ رکوع ۱۳	نَبْلُوَاْ	نَبْلُوَ ، وصلاً	پ۲۶ رکوع ۸
ثَمُوْدَاْ	ثَمُوْدَ	پ۱۹ رکوع ۲	لَاْ اَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ	پ۲۸ رکوع ۵
اَلرَّسُوْلَا ، وقفاً	اَلرَّسُوْلَ ، وصلاً	پ۲۲ رکوع ۵	سَلَاسِلَاْ	سَلَاسِلَ ، وصلاً	پ۲۹ رکوع ۱۹
لِتَتْلُوَاْ	لِتَتْلُوَ ، وصلاً	پ۱۳ رکوع ۱۰	قَوَارِیْرَاْ	قَوَارِیْرَ ، وصلاً	پ۲۹ رکوع ۱۹
اَلظُّنُوْنَا ، وقفاً	اَلظُّنُوْنَ ، وصلاً	پ۲۱ رکوع ۱۸	اَلسَّبِیْلَا ، وقفاً	اَلسَّبِیْلَ ، وصلاً	پ۲۲ رکوع ۵

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	پارہ نمبر مع رکوع
بِئْسَ الِاسْمُ	بِئْسَ لِسْمُ	پ۲۶ رکوع ۱۴

یہ تمام کلمات خوب یاد کرا دیے جائیں۔

یہ صفحہ ایک دن میں پڑھائیں

علامات وقف

① ○ وقفِ تام۔ ② م وقفِ لازم۔

③ ط وقفِ مطلق۔ ④ ج وقفِ جائز۔

ان چار پر وقف کر کے آگے سے ابتدا کریں۔

⑤ ز وقف مُجوّز۔

⑥ ص وقف مُرخّص۔

⑦ صلے وصلِ بہتر۔

⑧ ق قیل علیہ الوقف (یعنی بعض کے نزدیک یہاں وقف ہے)

ان چار پر ضرورت کی بنا پر وقف کر کے آگے سے ابتدا کریں۔

⑨ صل یعنی ملا کر پڑھو۔ اگر وقف کریں تو اعادہ کریں یعنی پیچھے سے لوٹائیں۔

⑩ س سکتہ: سانس نہ ٹوٹے یعنی سانس توڑے بغیر تھوڑی دیر رکیں۔

⑪ لا یعنی اس کے بعد سے ابتدا نہ کرو اگر یہ علامت آیت کے درمیان میں ہو۔

یہ صفحہ ایک دن میں پڑھائیں	دستخط معلم	

قرآن کریم

تلاوت کے آداب:

قرآن کریم کا ادب کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ یہاں چند آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔ اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہوگی۔

قرآن کریم ہمیشہ وضو کر کے پڑھنا چاہیے۔

قرآن کریم پاک اور صاف جگہ پر پڑھنا چاہیے۔

قرآن کریم کو رحل یا تپائی یا کسی اونچی جگہ پر رکھ کر پڑھنا چاہیے۔

تلاوت شروع کرنے سے پہلے ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھنی چاہیے۔

قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو مناسب جگہ پر وقف کر کے قرآن کریم بند کر کے ضرورت پوری کرنی چاہیے۔ اس کے بعد قرآن کریم پڑھنا شروع کریں تو دوبارہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھیں۔

اگر لوگ کام میں مشغول ہوں یا نماز پڑھ رہے ہوں تو قرآن کریم آہستہ آواز سے پڑھنا چاہیے۔

اگر لوگ قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوں اور سن رہے ہوں تو قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا چاہیے۔

قرآن کریم اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قرآن کریم کی عظمت دل میں رکھنی چاہیے کہ یہ بہت ہی بلند مرتبہ کلام ہے۔

جب کوئی دوسرا آدمی قرآن کریم پڑھ رہا ہو تو ادب سے خاموش ہو کر سننا چاہیے۔

جہاں سجدے کی آیت آئے وہاں سجدہ ضرور کرنا چاہیے۔

قرآن کریم پڑھنے کے بعد جز دان میں لپیٹ کر رکھیں تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہے۔

قرآن کریم اونچی جگہ پر رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہو۔

نماز میں تلاوت کے بعض ضروری آداب

مسئلہ ۱: جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں دوبارہ پڑھ لی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بغیر ضرورت کے ایسا کرنا بہتر نہیں۔ (۱)

مسئلہ ۲: جس طرح قرآن کریم میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنی چاہیے۔ یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے اس سے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے: کسی نے پہلی رکعت میں ''قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' پڑھی تو اب ''اِذَا جَآءَ'' یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھے اور ''اَلَمْ تَرَ كَیْفَ'' اور ''لِاِیْلٰفِ'' وغیرہ اس سے پہلے کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی بھولے سے اس طرح پڑھ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: جب کوئی سورت شروع کی تو اب بغیر ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔ (۳)

مسئلہ ۴: جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نیا مسلمان ہوا ہو وہ سب جگہ سُبْحَانَ اللّٰه، سُبْحَانَ اللّٰه وغیرہ پڑھتا رہے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن نماز برابر سیکھتا رہے اگر نماز سیکھنے میں غفلت کرے گا تو بہت گناہ گار ہوگا۔ (۴)

---

(۱) ردالمحتار: ۱/ ۵۷۰ (۲) ردالمحتار: ۱/ ۵۷۱ (۳) ایضاً
(۴) بہشتی زیور: ۲/ ۱۳۶ (ط: دارالاشاعت)

حفظ سورہ بمع ترجمہ وتفسیر

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ⑦

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔ (۱)

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ کی ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۲) ① جو سب پر مہربان، بہت مہربان ہے ② جو روزِ جزا کا مالک ہے (۳) ③ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں (۴) ④ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما ⑤ اُن لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے ⑥ نہ کہ اُن لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے، اور نہ اُن کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں ⑦"

---

(۱) عربی کے قاعدے سے "رحمٰن" کے معنی ہیں وہ ذات جس کی رحمت بہت وسیع ہو، یعنی اس رحمت کا فائدہ سب کو پہنچتا ہو، اور "رحیم" کے معنی ہیں وہ ذات جس کی رحمت بہت زیادہ ہو، یعنی جس پر ہو مکمل طور پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت دُنیا میں سب کو پہنچتی ہے، جس سے مؤمن کافر سب فیض یاب ہو کر رزق پاتے ہیں، اور دُنیا کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، اور آخرت میں اگرچہ کافروں پر رحمت نہیں ہوگی، لیکن جس کسی پر (یعنی مؤمنوں پر) ہوگی، مکمل ہوگی، کہ نعمتوں کے ساتھ کسی تکلیف کا کوئی شائبہ نہیں ہوگا۔ "رحمٰن" اور "رحیم" کے معنی میں جو یہ فرق ہے، اس کو ظاہر کرنے کے لیے رحمٰن کا ترجمہ "سب پر مہربان" اور رحیم کا ترجمہ "بہت مہربان" کیا گیا ہے۔

(۲) اگر آپ کسی عمارت کی تعریف کریں تو درحقیقت وہ اس کے بنانے والے کی تعریف ہوتی ہے، لہٰذا اس کائنات میں جس کسی چیز کی تعریف کی جائے وہ بالآخر اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے، کیوں کہ وہ چیز اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ "تمام جہانوں کا پروردگار" کہہ کر

اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ انسانوں کا جہاں ہو یا جانوروں کا، جمادات کا جہاں ہو یا نباتات کا، آسمانوں کا جہاں ہو یا ستاروں، سیاروں اور فرشتوں کا، سب کی تخلیق اور پرورش اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، اور ان جہانوں میں جو کوئی چیز قابلِ تعریف ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور شانِ ربوبیت کی وجہ سے ہے۔

(۳) "روزِ جزا" کا مطلب ہے وہ دن جب تمام بندوں کو اُن کے دُنیا میں کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ یوں تو روزِ جزا سے پہلے بھی کائنات کی ہر چیز کا اصلی مالک اللہ تعالیٰ ہے، لیکن یہاں خاص طور پر روزِ جزا کے مالک ہونے کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہی انسانوں کو بہت سی چیزوں کا مالک بنایا ہوا ہے، یہ ملکیت اگرچہ ناقص اور عارضی ہے، تاہم ظاہری صورت کے لحاظ سے ملکیت ہی ہے۔ لیکن قیامت کے دن جب جزا وسزا کا مرحلہ آئے گا تو یہ ناقص اور عارضی ملکیتیں بھی ختم ہو جائیں گی، اُس وقت ظاہری ملکیت بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہوگی۔

(۴) یہاں سے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے، اور اسی کے ساتھ یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی قسم کی عبادت کے لائق نہیں، نیز ہر کام میں حقیقی مدد اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے، کیوں کہ صحیح معنی میں کام بنانے والا اُس کے علاوہ کوئی نہیں۔ دُنیا کے بہت سے کاموں میں بعض اوقات کسی انسان سے جو مدد مانگی جاتی ہے، وہ اُسے کام بنانے والا سمجھ کر نہیں، بل کہ ایک ظاہری سبب سمجھ کر مانگی جاتی ہے۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ① اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ② وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ③ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ④ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ⑤

ترجمہ: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ [1] ① کیا اُس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بے کار نہیں کر دی تھیں؟ ② اور اُن پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیے تھے ③ جو اُن پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے ④ چناں چہ اُنہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھوسا ⑤"

(۱) یہ ابرہہ کے لشکر کی طرف اشارہ ہے جو کعبے پر چڑھائی کرنے کے لیے ہاتھیوں پر سوار ہو کر آیا تھا۔ ابرہہ یمن کا حکمران تھا اور اُس

نے یمن میں ایک عالی شان کلیسا (عیسائیوں کا عبادت خانہ) تعمیر کر کے یمن کے لوگوں میں یہ اعلان کرا دیا کہ آئندہ کوئی شخص حج کے لیے مکہ مکرمہ نہ جائے اور اسی کلیسا کو بیت اللہ سمجھے۔ عرب کے لوگ اگر چہ بت پرست تھے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تبلیغ سے کعبے کی عظمت اُن کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی، اس اعلان سے اُن میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور اُن میں سے کسی نے رات کے وقت اُس کلیسا میں جا کر گندگی پھیلا دی اور بعض روایتوں میں ہے کہ اُس کے کچھ حصے میں آگ بھی لگائی۔

ابرہہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے ایک بڑا لشکر تیار کر کے مکہ مکرمہ کا رُخ کیا، راستے میں عرب کے کئی قبیلوں نے اُس سے جنگ کی، لیکن ابرہہ کے لشکر کے ہاتھوں اُنہیں شکست ہوئی۔ آخر کار یہ لشکر مکہ مکرمہ کے قریب مَغَمّسْ نامی ایک جگہ تک پہنچ گیا۔ لیکن جب اگلی صبح اُس نے بیت اللہ کی طرف بڑھنا چاہا تو اُس کے ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور اُسی وقت سمندر کی طرف سے عجیب وغریب قسم کے پرندوں کا ایک غول آیا اور پورے لشکر پر چھا گیا۔

ہر پرندے کی چونچ میں تین تین کنکر تھے جو انہوں نے لشکر کے لوگوں پر برسائے، ان کنکروں نے لشکر کے لوگوں پر وہ کام کیا جو بارودی گولی بھی نہیں کر سکتی۔ جس پر بھی یہ کنکری لگتی، اُس کے پورے جسم کو چھیدتی ہوئی زمین میں گھس جاتی تھی، یہ عذاب دیکھ کر سارے ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے، لشکر کے سپاہیوں میں سے کچھ وہیں ہلاک ہو گئے اور کچھ جو بھاگ نکلے وہ راستے میں مرے اور ابرہہ کے جسم میں ایسا زہر سرایت کر گیا کہ اُس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ کر گرنے لگا۔ اسی حالت میں اُسے یمن لایا گیا اور وہاں اُس کا سارا بدن بہہ بہہ کر ختم ہو گیا اور اُس کی موت سب سے زیادہ عبرت ناک ہوئی۔

اُس کے دو ہاتھی چلانے والے مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے جو اپاہج اور اندھے ہو گئے۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ ہی پہلے پیش آیا تھا اور حضرت عائشہ اور اُن کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے ان دو اندھے اپاہجوں کو دیکھا ہے۔ (تفصیلی واقعات کے لیے ملاحظہ ہو معارف القرآن)۔ اس سورت میں اس واقعے کا تذکرہ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے، اس لیے جو لوگ آپ کی دُشمنی پر کمر باندھے ہوئے ہیں، آخر میں وہ بھی ہاتھی والوں کی طرح منہ کی کھائیں گے۔

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الفیل پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم :	

سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍۙ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِۚ ﴿۲﴾ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِۙ ﴿۳﴾ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۠ ﴿۴﴾

ترجمہ: "چوں کہ قریش کے لوگ عادی ہیں، ﴿۱﴾ یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں (یمن اور شام کے) سفر کرنے کے عادی ہیں، [(۱)] ﴿۲﴾ اس لیے اُنہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں ﴿۳﴾ جس نے بھوک کی حالت میں اُنہیں کھانے کو دیا اور بدامنی سے اُنہیں محفوظ رکھا۔ ﴿۴﴾"

(۱) اس سورت کا پس منظر یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب میں قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا، کوئی شخص آزادی اور امن کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا تھا، کیوں کہ راستے میں چور ڈاکو یا اُس کے دُشمن قبیلے کے لوگ اُسے مارنے اور لوٹنے کے درپے رہتے تھے۔ لیکن قریش کا قبیلہ چوں کہ بیت اللہ کے پاس رہتا تھا اور اسی قبیلے کے لوگ بیت اللہ کی خدمت کرتے تھے اس لیے سارے عرب کے لوگ اُن کی عزت کرتے تھے اور جب وہ سفر کرتے تو کوئی اُنھیں لوٹتا نہیں تھا، اس وجہ سے قریش کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی تجارت کی خاطر سردیوں میں یمن کا سفر کرتے تھے اور گرمیوں میں شام جایا کرتے تھے۔ اسی تجارت سے اُن کا روزگار وابستہ تھا اور اگرچہ مکہ مکرمہ میں نہ کھیت تھے، نہ باغ، لیکن انہی سفروں کی وجہ سے وہ خوش حال زندگی گزارتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں اُنھیں یاد دلا رہے ہیں کہ اُن کو سارے عرب میں جو عزت حاصل ہے اور جس کی وجہ سے وہ سردی اور گرمی میں آزادی سے تجارتی سفر کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس بیت اللہ کی برکت ہے کہ اُس کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے سب اُن کا احترام کرتے ہیں۔ لہٰذا اُنھیں چاہیے کہ اس گھر کے مالک، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور بتوں کو پوجنا چھوڑیں، کیوں کہ اسی گھر کی وجہ سے اُنھیں کھانے کو مل رہا ہے اور اسی کی وجہ سے اُنھیں امن و امان کی نعمت ملی ہوئی ہے۔ اس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ جس کسی شخص کو کسی دینی خصوصیت کی وجہ سے دُنیا میں کوئی نعمت میسّر ہو، اُسے دوسروں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرنی چاہیے۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ② وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ③ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ④ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ⑥ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ⑦

ترجمہ: ”کیا تم نے اُسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ ① وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے[۱] ② اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا[۲] ③ پھر بڑی خرابی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کی ④ جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں[۳] ⑤ جو دِکھاوا کرتے ہیں[۴] ⑥ اور دُوسروں کو معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں۔[۵] ⑦“

---

(۱) کئی کافروں کے بارے میں روایت ہے کہ اُن کے پاس کوئی یتیم خستہ حالت میں کچھ مانگنے آیا تو اُنہوں نے اُسے دھکا دے کر نکال دیا۔ یہ عمل ہر ایک کے لیے انتہائی پتھر دلی اور بڑا گناہ ہے، لیکن کافروں کا ذکر فرما کر اشارہ یہ کیا گیا ہے کہ یہ کام اصل میں کافروں ہی کا ہے، کسی مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

(۲) یعنی خود تو کسی غریب کی مدد کیا کرتا، دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا۔

(۳) نماز سے غفلت برتنے میں یہ بھی داخل ہے کہ نماز پڑھے ہی نہیں، اور یہ بھی کہ اُس کو صحیح طریقے سے نہ پڑھے۔

(۴) یعنی اگر پڑھتے بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے لوگوں کو دِکھاوا کرنے کے لیے پڑھتے ہیں۔ اصل میں تو یہ کام منافقوں کا تھا۔ اگرچہ مکہ مکرّمہ میں جہاں یہ سورت نازل ہوئی، منافق موجود نہ ہوں، لیکن چوں کہ قرآنِ کریم عام اَحکام بیان فرماتا ہے اور آئندہ ایسے منافق پیدا ہونے والے تھے، اس لیے ان گناہوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۵) ”معمولی چیز“ قرآنِ کریم کے لفظ ”مَاعُوْن“ کا ترجمہ کیا گیا ہے، اسی لفظ کے نام پر سورت کا نام ”مَاعُوْن“ ہے۔ اصل میں ”مَاعُوْن“ اُن برتنے کی معمولی چیزوں کو کہتے ہیں جو عام طور سے پڑوسی ایک دوسرے سے مانگ لیا کرتے ہیں، جیسے برتن وغیرہ۔ پھر ہر قسم کی معمولی چیز کو بھی ”مَاعُوْن“ کہہ دیتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ اُنہوں نے اس کی تفسیر زکوٰۃ سے کی ہے، کیوں کہ وہ بھی انسان کی دولت کا معمولی (چالیسواں) حصہ ہوتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یہی فرمائی ہے کہ کوئی پڑوسی دوسرے سے کوئی برتنے کی چیز مانگے تو انسان اُسے منع کرے۔

سورۃ قریش اور سورۃ الماعون پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سُوۡرَۃُ الۡکَوۡثَرِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

ترجمہ: "(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے،[1] ﴿۱﴾ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوش نودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو ﴿۲﴾ یقین جانو تمہارا دُشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔[2] ﴿۳﴾"

---

(۱) "کوثر" کے لفظی معنیٰ ہیں "بہت زیادہ بھلائی"۔ اور کوثر جنت کی اُس حوض کا نام بھی ہے جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں دی جائے گی اور آپ کی اُمت کے لوگ اُس سے سیراب ہوں گے۔ حدیث میں ہے کہ اُس حوض پر رکھے ہوئے برتن اتنے زیادہ ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے۔ یہاں یہ لفظ اگر "بہت زیادہ بھلائی" کے معنیٰ میں لیا جائے تو اُس بھلائی میں حوضِ کوثر بھی داخل ہے۔

(۲) قرآنِ کریم میں اصل لفظ "اَبۡتَر" ہے، اس کے لفظی معنیٰ ہیں "جس کی جڑ کٹی ہوئی ہو" اور عرب کے لوگ اُس شخص کو "اَبۡتَر" کہتے تھے جس کی نسل آگے نہ چلے، یعنی جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔

جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہوا تو آپ کے دُشمنوں نے جن میں عاص بن وائل پیش پیش تھا، آپ کو یہ طعنہ دیا کہ مَعَاذَ اللّٰہ آپ "اَبۡتَر" ہیں اور آپ کی نسل نہیں چلے گی۔

اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یوں فرمایا ہے کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی ہے، آپ کے مبارک ذکر اور آپ کے دین کو آگے چلانے والے تو بے شمار ہوں گے۔ "اَبۡتَر" تو آپ کا دُشمن ہے جس کا مرنے کے بعد نام ونشان بھی نہیں رہے گا۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور آپ کی سیرتِ طیبہ تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ زندۂ جاوید ہے اور طعنے دینے والوں کو کوئی جانتا بھی نہیں اور اگر کوئی اُن کا ذکر کرتا بھی ہے تو بُرائی سے کرتا ہے۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيَ دِيْنِ ۠﴿۶﴾

ترجمہ: ”تم کہہ دو کہ: اے حق کا اِنکار کرنے والو! ﴿۱﴾ میں اُن چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو ﴿۲﴾ اور تم اُس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں ﴿۳﴾ اور نہ میں (آئندہ) اُس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو ﴿۴﴾ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں ﴿۵﴾ تمہارے لیے تمہارا دِین ہے اور میرے لیے میرا دِین [1] ﴿۶﴾۔“

---

(۱) یہ سورت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب مکہ مکرمہ کے کچھ سرداروں نے جن میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ شامل تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کرلیا کریں تو دُوسرے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کرلیں گے۔ کچھ اور لوگوں نے اسی قسم کی کچھ اور تجویزیں بھی پیش کیں جن کا خلاصہ یہی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نہ کسی طرح ان کافروں کے طریقے پر عبادت کے لیے آمادہ ہوجائیں تو آپس میں صلح ہوسکتی ہے۔ اس سورت نے دوٹوک الفاظ میں واضح فرمادیا کہ کفر اور ایمان کے درمیان اس قسم کی کوئی مصالحت قابلِ قبول نہیں ہے جس سے حق اور باطل کا اِمتیاز ختم ہوجائے اور دینِ برحق میں کفر یا شرک کی ملاوٹ کردی جائے۔ ہاں! اگر تم حق کو قبول نہیں کرتے تو تم اپنے دین پر عمل کرو جس کے نتائج تم خود بھگتو گے اور میں اپنے دین پر عمل کروں گا اور اُس کے نتائج کا میں ذمے دار ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے کوئی ایسی مصالحت جائز نہیں ہے جس میں اُن کے دین کے شعائر کو اِختیار کرنا پڑے۔ البتہ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے امن کا معاہدہ ہوسکتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم نے سورۂ انفال (۸:۶۱) میں فرمایا ہے۔

سورۃ الکوثر اور سورۃ الکافرون پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم :	

سُوْرَةُ النَّصْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۝١ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

ترجمہ: "جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے (۱) ۝۱ اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دِین میں داخل ہو رہے ہیں ۝۲ تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو اور اُس سے مغفرت مانگو (۲)۔ یقین جانو وہ بہت معاف کرنے والا ہے ۝۳۔"

---

(۱) اس سے مراد مکہ مکرمہ کی فتح ہے، یعنی جب مکہ مکرمہ آپ کے ہاتھوں فتح ہو جائے۔ زیادہ تر مفسرین کے مطابق یہ سورت فتحِ مکہ سے کچھ پہلے نازل ہوئی تھی اور اس میں ایک طرف تو یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ مکہ مکرّمہ فتح ہو جائے گا اور اُس کے بعد عرب کے لوگ جوق در جوق دِین اسلام میں داخل ہوں گے، چناں چہ واقعہ بھی یہی ہوا اور دُوسری طرف چوں کہ اسلام کے پھیل جانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں تشریف لانے کا مقصد حاصل ہو جائے گا، اس لیے آپ کو دُنیا سے رُخصت ہونے کی تیاری کے لیے حمد، تسبیح اور اِستغفار کا حکم دیا گیا ہے۔

جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس میں دی ہوئی خوش خبری کی وجہ سے، بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہوئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اسے سن کر رونے لگے اور وجہ یہ بیان کی کہ اس سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ رہا ہے۔

(۲) اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کے گناہوں سے بالکل پاک اور معصوم تھے اور اگر آپ کی شان کے لحاظ سے کوئی بھول چوک ہوئی بھی ہو تو سورۂ فتح (۴۸:۲) میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو بھی معاف کرنے کا اعلان فرما دیا تھا، اس کے باوجود آپ کو اِستغفار کی تلقین اُمت کو یہ بتانے کے لیے کی جا رہی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستغفار کرنے کو کہا جا رہا ہے تو دُوسرے مسلمانوں کو تو اور زیادہ اہتمام کے ساتھ اِستغفار کرنا چاہیے۔

سُوْرَةُ اللَّهَبِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

ترجمہ: "ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں اور وہ خود برباد ہو چکا ہے [1] ۝١ اُس کی دولت اور اُس نے جو کمائی کی تھی وہ اُس کے کچھ کام نہیں آئی ۝٢ وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا [2] ۝٣ اور اُس کی بیوی بھی [3] لکڑیاں اٹھاتی ہوئی [4] ۝٤ اپنی گردن میں مونج کی رسّی لیے ہوئے [5] ۝٥ ۔"

---

(۱) ابولہب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چچا تھا جو آپ کی دعوتِ اسلام کے بعد آپ کا دشمن ہو گیا تھا اور طرح طرح سے آپ کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار اپنے خاندان کے لوگوں کو صفا پہاڑ پر جمع فرما کر اُن کو اِسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے یہ جملہ کہا تھا:

"تَبًّا لَكَ! أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟" یعنی "بربادی ہو تمہاری! کیا اس کام کے لیے تم نے ہمیں جمع کیا تھا؟"

اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس میں پہلے تو ابولہب کو بددعا دی گئی ہے کہ بربادی (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے، بل کہ ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں۔ (عربی محاورے میں ہاتھوں کی بربادی کا مطلب انسان کی بربادی ہی ہوتا ہے) پھر فرمایا گیا ہے کہ وہ برباد ہو ہی گیا ہے، یعنی اُس کی بربادی اتنی یقینی ہے جیسے ہو ہی چکی۔ چناں چہ جنگِ بدر کے سات دن بعد اُسے طاعون جیسی بیماری ہوئی جسے عدسہ کہتے ہیں، عرب کے لوگ چھوت چھات کے قائل تھے اور جسے عدسہ کی بیماری ہوتی اُسے ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے۔ چناں چہ وہ اسی حالت میں مر گیا اور اُس کی لاش میں سخت بدبو پیدا ہو گئی، یہاں تک کہ لوگوں نے کسی لکڑی کے سہارے اُسے ایک گڑھے میں دفن کیا (روح المعانی)۔

(۲) بھڑکتے شعلے کو عربی میں "لَھَبْ" کہتے ہیں۔ ابولہب بھی اُس کو اس لیے کہتے تھے کہ اُس کا چہرہ شعلے کی طرح سرخ تھا۔ قرآنِ کریم نے یہاں دوزخ کے شعلوں کے لیے یہی لفظ استعمال کر کے یہ لطیف اشارہ فرمایا ہے کہ اُس کے نام میں بھی شعلے کا مفہوم داخل ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام بھی "سُوْرَةُ اللَّهَبْ" ہے۔

(۳) ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل کہلاتی تھی اور وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُشمنی میں اپنے شوہر کے ساتھ برابر کی شریک تھی، بعض روایتوں میں ہے کہ وہ رات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے دار لکڑیاں بچھا دیا کرتی تھی اور آپ کو طرح طرح سے ستایا کرتی تھی۔

(۴) اس کا مطلب بعض مفسرین نے تو یہ بتایا ہے کہ وہ اگرچہ ایک باعزت گھرانے کی عورت تھی، لیکن اپنی کنجوسی کی وجہ سے ایندھن کی لکڑیاں خود اٹھا کر لاتی تھی اور بعض حضرات نے فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں جو کانٹے دار لکڑیاں بچھاتی تھی، اُس کی طرف اشارہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں لکڑیاں اٹھانے کی یہ صفت دُنیا ہی سے متعلق ہے اور بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ یہ اُس کے دوزخ میں داخلے کی حالت بیان فرمائی گئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں لکڑیوں کا گٹھڑا اُٹھائے داخل ہوگی۔ قرآنِ کریم کے الفاظ میں دونوں معنی ممکن ہیں اور ہم نے جو ترجمہ کیا ہے اُس میں بھی دونوں تفسیروں کی گنجائش موجود ہے۔

(۵) پہلی تفسیر کے مطابق جب یہ عورت لکڑیاں اٹھا کر لاتی تو اُن کو مونج (ایک قسم کی گھاس) کی رسّی سے باندھ کر رسّی کو اپنے گلے میں لپیٹ لیتی تھی اور دوسری تفسیر کے مطابق یہ بھی دوزخ میں داخلے کی کیفیت بیان ہو رہی ہے کہ اُس کے گلے میں مونج کی رسّی کی طرح طوق پڑا ہوا ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

سورۃ النصر اور سورۃ اللھب پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

ترجمہ: ”کہہ دو[1]: بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ایک ہے[2] ﴿۱﴾ اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اُس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں[3] ﴿۲﴾ نہ اُس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔[4] ﴿۳﴾ اور اُس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں[5] ﴿۴﴾۔“

---

(۱) بعض کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ جس اللہ کی عبادت کرتے ہیں، وہ کیسا ہے؟ اُس کا حسب نسب بیان کرکے اُس کا تعارف تو کرائیے۔ اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (روح المعانی بحوالہ بیہقی وطبرانی وغیرہ)۔

(۲) یہ قرآنِ کریم کے لفظ ”اَحَدٌ“ کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صرف ”ایک“ کا لفظ اس کے پورے معنی ظاہر نہیں کرتا۔ ”ہر لحاظ سے ایک“ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی ذات اس طرح ایک ہے کہ اُس کے نہ اجزاء ہیں، نہ حصے ہیں اور نہ اُس کی صفات کسی اور میں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنی ذات میں بھی ایک ہے اور اپنی صفات میں بھی۔

(۳) یہ قرآنِ کریم کے لفظ ”اَلصَّمَدُ“ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لفظ کا مفہوم بھی اُردو کے کسی ایک لفظ سے ادا نہیں ہوسکتا۔ عربی میں ”صَمَدٌ“ اُس کو کہتے ہیں جس سے سب لوگ اپنی مشکلات میں مدد لینے کے لیے رُجوع کرتے ہوں اور سب اُس کے محتاج ہوں اور وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو۔ عام طور سے اختصار کے پیشِ نظر اس لفظ کا ترجمہ ”بے نیاز“ کیا جاتا ہے، لیکن وہ اس کے صرف ایک پہلو کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ لیکن یہ پہلو اُس میں نہیں آتا کہ سب اُس کے محتاج ہیں۔ اس لیے یہاں ایک لفظ سے ترجمہ کرنے کے بجائے اُس کا پورا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

(۴) یہ اُن لوگوں کی تردید ہے جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے یا حضرت عیسیٰ یا حضرت عزیر علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے تھے۔

(۵) یعنی کوئی نہیں ہے جو کسی معاملے میں اُس کی برابری یا ہمسری کرسکے۔ اس سورت کی ان چار مختصر آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو انتہائی جامع انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔

پہلی آیت میں اُن کی تردید ہے جو ایک سے زیادہ خداؤں کے قائل ہیں۔
دوسری آیت میں اُن کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود کسی اور کو اپنا مشکل کشا، کارساز یا حاجت روا قرار دیتے ہیں۔
تیسری آیت میں اُن کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مانتے ہیں۔
چوتھی آیت میں اُن لوگوں کا رَدّ کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں کسی اور کی برابری کے قائل ہیں، مثلاً بعض مجوسیوں کا کہنا یہ تھا کہ روشنی کا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے اور اندھیرے کا پیدا کرنے والا کوئی اور یا بھلائی پیدا کرنے والا اور ہے اور برائی پیدا کرنے والا کوئی اور۔ اس طرح اس مختصر سورت میں شرک کی تمام صورتوں کو باطل قرار دے کر خالص توحید ثابت کی ہے، اسی لیے اس سورت کو "سورۂ اخلاص" کہا جاتا ہے۔
ایک صحیح حدیث میں اس کو قرآنِ کریم کا ایک تہائی حصہ قرار دیا گیا ہے، جس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے بنیادی طور پر تین عقیدوں پر زور دیا ہے۔ توحید، رسالت اور آخرت۔ اور اس سورت نے ان میں توحید کے عقیدے کی پوری وضاحت فرمائی ہے۔
اس سورت کی تلاوت کے بھی احادیث میں بہت فضائل آئے ہیں۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝٣ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝٤ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝٥

ترجمہ: "کہو[1] کہ "میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں، (۱) ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے، (۲) اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے، [2] (۳) اور اُن جانوں کے شر سے جو (گنڈے کی) گرہوں میں پھونک مارتی ہیں [3] (۴) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے (۵)"

(۱) قرآنِ کریم کی یہ آخری دو سورتیں "مُعَوِّذَتَيْنِ" کہلاتی ہیں۔ یہ دونوں سورتیں اُس وقت نازل ہوئی تھیں جب کچھ یہودیوں

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادُو کرنے کی کوشش کی تھی اور اُس کے کچھ اثرات آپ پر ظاہر بھی ہوئے تھے۔ ان سورتوں میں آپ کو جادُو ٹونے سے حفاظت کے لیے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ کئی احادیث سے ثابت ہے کہ ان سورتوں کی تلاوت اور اُن سے دَم کرنا جادُو کے اثرات دُور کرنے کے لیے بہترین عمل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے ان سورتوں کی تلاوت کر کے اپنے مبارک ہاتھوں پر دَم کرتے اور پھر ان ہاتھوں کو پورے جسم پر پھیر لیتے تھے۔ (جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی من یقرا من القرآن عند المنام، الرقم: ۳۴۰۲)

(۲) اندھیری رات کے شر سے خاص طور پر اس لیے پناہ مانگی گئی ہے کہ عام طور پر جادُوگروں کی کارروائیاں رات کے اندھیرے میں ہوا کرتی ہیں۔

(۳) "جانوں" کے لفظ میں مرد اور عورت دونوں داخل ہیں۔ جادُوگر مرد ہوں یا عورت، دھاگے کے گنڈے (یعنی حلقہ) بنا کر اُس میں گرہیں لگاتے جاتے ہیں اور اُن پر کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکتے رہتے ہیں۔ اُن کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

سُوْرَةُ النَّاسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

ترجمہ: کہو[1] کہ "میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی ﴿۱﴾ سب لوگوں کے بادشاہ کی ﴿۲﴾ سب لوگوں کے معبود کی[2] ﴿۳﴾ اُس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے[3] ﴿۴﴾ جو لوگوں کے دِلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ﴿۵﴾ چاہے وہ جنّات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔[4] ﴿۶﴾

(۱) پچھلی سورت کا حاشیہ نمبر ا ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سب کا پروردگار بھی ہے، صحیح معنی میں سب کا بادشاہ بھی اور سب کا معبودِ حقیقی بھی۔

(۳) ایک مستند حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: "جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے، اس کے دل پر وسوسہ ڈالنے والا (شیطان) مسلّط ہوجاتا ہے۔ جب وہ ہوش میں آکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو یہ وسوسہ ڈالنے والا پیچھے کو دبک جاتا ہے، اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو دوبارہ آکر وسوسے ڈالتا ہے۔" (روح المعانی بحوالہ حاکم وابن المنذر وضیاء)

(۴) قرآنِ کریم نے سورۂ الانعام (۶: ۱۱۲) میں بتایا ہے کہ شیطان جنات میں سے بھی ہوتے ہیں اور اِنسانوں میں سے بھی۔ البتہ شیطان جو جنات میں سے ہے، وہ نظر نہیں آتا اور دِلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، لیکن انسانوں میں سے جو شیطان ہوتے ہیں، وہ نظر آتے ہیں اور اُن کی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُنھیں سن کر انسان کے دِل میں طرح طرح کے بُرے خیالات اور وسوسے آجاتے ہیں۔ اس لیے اس آیتِ کریمہ میں دونوں قسم کے وسوسہ ڈالنے والوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ان آیتوں میں اگرچہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی طاقت کا ذکر فرمایا گیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تلقین کر کے یہ بھی واضح فرمادیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے اور اُس کا ذکر کرنے سے وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے، نیز سورۂ نساء (۴: ۷۶) میں فرمایا گیا ہے کہ اُس کی چالیں کمزور ہیں اور اُس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ انسان کو گناہ پر مجبور کرسکے۔ سورۂ ابراہیم (۱۴: ۲۲) میں خود اُس کا یہ اعتراف اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ مجھے انسانوں پر کوئی اِقتدار حاصل نہیں۔ یہ تو انسان کی ایک آزمائش ہے کہ وہ انسان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جو بندہ اُس کے بہکائے میں آنے سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لے تو شیطان اُس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

قرآنِ کریم کا آغاز سورۂ فاتحہ سے ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اللہ تعالیٰ ہی سے سیدھے راستے کی ہدایت کی دُعا کی گئی ہے اور اِختتام سورۃ الناس پر ہوا ہے جس میں شیطان کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، کیوں کہ سیدھے راستے پر چلنے میں اُس کے شر سے جو رُکاوٹ پیدا ہوسکتی تھی، اُسے دُور کرنے کا طریقہ بتادیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس اور شیطان دونوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

وضاحت: گزشتہ تمام سورتوں کی دہرائی کروائیں

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس دس دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

ایمانیات

ایمانیات: ہر مسلمان کے لیے جن باتوں پر دل سے یقین رکھنا ضروری ہے ان کو ''ایمانیات'' کہتے ہیں۔

سبق:۱ کلمۂ طَیِّبہ

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' [1]

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔''

کلمۂ طَیِّبہ زبان سے کہنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔

کلمۂ طَیِّبہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ہر حکم مانیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر عمل کریں۔ قرآن کریم میں کلمۂ طَیِّبہ کی مثال پاکیزہ درخت سے دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝'' [2]

ترجمہ: ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمۂ طَیِّبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے؟ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ (زمین میں) مضبوطی سے جمی ہوئی ہے اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہیں اپنے رَبّ کے حکم سے وہ ہر آن اپنا پھل دیتا ہے۔ اللہ (اس قسم کی) مثالیں لوگوں کو اس لیے دیتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

کلمۂ طَیِّبہ سے مراد کلمۂ توحید یعنی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔ اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے کہ پاکیزہ درخت سے

---

[1] جامع الصغیر:۱/ ۲۸۸، الرقم:۴۱۸۶ [2] سورۃ ابراہیم: ۲۴، ۲۵

مراد کھجور کا درخت ہے جس کی جڑیں زمین میں مضبوطی کے ساتھ جمی ہوتی ہیں، اور تیز ہوائیں اور آندھیاں اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتیں، نہ اُسے اپنی جگہ سے ہلا سکتی ہیں۔

اس طرح جب توحید کا کلمہ انسان کے دِل و دِماغ میں پیوست ہو جاتا ہے تو اِیمان کی خاطر اُسے کیسی ہی تکلیفوں یا مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے، اُس کے ایمان میں کوئی کمزوری نہیں آتی۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر قسم کی تکلیفیں دی گئیں، لیکن توحید کا جو کلمہ اُن کے دِل میں گھر کر چکا تھا، اُس میں مصائب کی ان آندھیوں سے ذرّہ برابر فرق نہیں آیا۔[1]

ہمیں بھی چاہیے کہ ہر حال میں اسلام پر ثابت قدم رہیں، کبھی بھی کسی مصیبت اور پریشانی سے گھبرا کر نادانی میں زبان سے ایسا بول نہ نکالیں اور نہ ہی ایسا کام کریں جس سے ایمان جاتا رہے، ایسے موقع پر صبر اور ہمت سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے امیدوار رہیں۔

کلمۂ طَیِّبہ کے فضائل:

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل شاخ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنا ہے اور ادنیٰ شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔"[2]

2. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اپنے بچے کی تربیت کرے یہاں تک کہ وہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب کتاب نہیں کریں گے۔"[3]

---

[1] ماخوذ از: آسان ترجمہ قرآن ص: ۵۵۵ [2] صحیح مسلم، الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، الرقم: ۱۵۳ [3] کنز العمال، الرقم: ۴۵۴۰۱

سبق: ۱	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سبق: ۲ کلمۂ شہادت

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔'' [1]

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

اس کلمے کو ''کلمۂ شہادت'' کہتے ہیں، اس کلمے میں ہم دو باتوں کی گواہی دیتے ہیں۔

1. توحید
2. رسالت

توحید: کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

رسالت: کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ماننا۔

کلمۂ شہادت کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' [2]

---

[1] جامع الترمذی، الطھارۃ، باب فی ما یقال بعد الوضوء، الرقم: ۵۵)

[2] جمع الجوامع، حرف میم، الرقم: ۲۲۱۸۱

کلمۂ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ [1]

ترجمہ: ''اللہ پاک ہے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

کلمۂ تمجید کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، کہا کرو یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور یہ کلمات گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح درخت سے (سردی کے موسم میں) پتے جھڑتے ہیں اور یہ کلمات جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔'' [2]

---

[1] جامع الصغیر، ۱/ ۲۶۸، الرقم: ۹۷۴۳

[2] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۰۴

کلمۂ توحید

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ [1]

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی، اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

کلمۂ توحید کی فضیلت:

"جو شخص بازار میں داخل ہو کر کلمۂ توحید پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں، اور دس لاکھ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں۔" [2]

دوسری روایت میں یہ بھی ہے:

"اس کے لیے جنّت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔" [3]

---

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الرقم: ۳۴۲۸

[2] جامع الترمذی، الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الرقم: ۳۴۲۸

[3] جامع الترمذی، الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الرقم: ۳۴۲۹

سبق: ۲	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۳ کلمۂ استغفار

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمْدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَةً وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْۤ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْ لَاۤ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ [1]

ترجمہ: ''میں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے، معافی مانگتا ہوں ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا ہو یا بھول کر، چھپ کر کیا ہو یا کھلم کھلا، اور میں توبہ کرتا ہوں اللہ کے دربار میں اس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں۔''

''اے اللہ! بے شک تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

کلمۂ استغفار کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو جو فرشتہ اس کے گناہ لکھنے پر مقرر ہے وہ اس گناہ کو لکھنے سے تین گھڑیاں تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہر جاتا ہے۔ اگر اس نے اِس دوران کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ لی تو وہ فرشتہ آخرت میں اُس گناہ پر مُطلع نہیں کرے گا اور نہ ہی قیامت کے دن اُس گناہ پر اسے عذاب دیا جائے گا۔ [2]

[1] آسان نماز (مؤلف: مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، ص:۵۰)
[2] مستدرک حاکم: ۴/۲۶۲

کلمہ ردِّ کفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِىْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ [1]

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ کی جس کا مجھے علم نہیں ۔ میں نے شرک سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور تمام گناہوں سے اور میں مسلمان ہوا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔''

---

[1] آسان نماز (مؤلف: مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۵۰)

سبق: ۳	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۴ ایمانِ مُجمَل

”اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ۔“[1]

ترجمہ: ”میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور خوبیوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کیے۔“

اِیمانِ مُفَصَّل

”اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ[2] مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔“[3]

ترجمہ: ”میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔“

---

[1] تعلیم الاسلام: ص: ۵

[2] جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء ان الایمان، الرقم: ۲۱۴۵

[3] جامع الترمذی، الایمان، باب ما جاء فی وصف جبریل، الرقم: ۲۶۱۰

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ ہی اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اُس کی کسی سے رشتہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جیسا کوئی نہیں، وہ مخلوق جیسے اعضا ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور شکل وصورت سے پاک ہے۔

احادیثِ مبارکہ اور قرآن کریم کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، انگلیوں وغیرہ کا ذکر ہے ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن نہ تو اس کی کیفیت کے بارے میں سوچیں اور نہ ہی سوال کریں کہ وہ کس طرح ہیں یہ سخت ترین غلطی اور شیطانی وسوسہ ہے جب دل میں ایسے وسوسے پیدا ہوں تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر اس کا خیال دل سے نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر بات کو جانتا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اللہ تعالیٰ ہی نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے پہلے کچھ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو معاف کرتا ہے اور وہی ساری مخلوق کو روزی دیتا ہے، وہ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے، نہ اسے اونگھ آتی ہے، نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ساری خوبیاں اور تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور وہ خود تمام عیبوں سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے رُسوا کرتا ہے، زندگی اور موت وہی دیتا ہے۔

ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ غمی، خوشی، پریشانی، مصیبت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد اور دعا مانگنی چاہیے۔ اس لیے کہ حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

سبق: ۴	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۵ فرشتے

فرشتے اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ہماری نظروں سے غائب ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت۔

فرشتوں کی صحیح تعداد صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام مانتے ہیں اور کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔[1]

بہت سے فرشتے انسانوں کی حفاظت میں لگے رہتے ہیں۔

انسان پر نگران فرشتے مقرّر رہیں جن کو "کِرَامًا کَاتِبِیْنَ" کہتے ہیں، وہ انسان کے سارے کاموں کو جانتے ہیں (اور انسان جو عمل کرے اچھا یا بُرا اس کو لکھتے رہتے ہیں اور اُسی سے اس کا اعمال نامہ تیار ہوتا ہے۔)[2]

چار بڑے فرشتوں کے نام یہ ہیں:

1. حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ۔
2. حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ۔
3. حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَامُ۔
4. حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

1. حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے پیغام، احکام اور کتابیں انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کے پاس لاتے تھے۔ بعض مرتبہ انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کی مدد کرنے اور اللہ اور رسول کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے بھی بھیجے گئے، بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں پر عذاب بھی ان کے ذریعے بھیجا۔
2. حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ مخلوق کو روزی پہنچانے اور بارش وغیرہ کے انتظام پر مقرر ہیں۔ بے شمار فرشتے ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں، بعض بادلوں کے انتظام پر مقرر ہیں، بعض ہواؤں کے

---

[1] سورۃ التحریم: ۶

[2] سورۃ الانفطار: ۱۰ تا ۱۲

انتظام پر مقرر ہیں اور بعض دریاؤں، تالابوں اور نہروں پر مقرر ہیں اور ان تمام چیزوں کا انتظام اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق کرتے ہیں۔

3. حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَامُ قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔
4. حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں اور ان کی ماتحتی میں بے شمار فرشتے کام کرتے ہیں۔ نیک بندوں کی جان نکالنے والے فرشتے علیحدہ ہیں اور بدکار آدمیوں کی جان نکالنے والے فرشتے علیحدہ ہیں۔ [1]

کچھ فرشتے اس کام پر مقرر ہیں جو راستوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں ایسی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں اور جتنے لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں، ان کی شرکت کی اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دیتے ہیں۔ [2]

کچھ فرشتے اس کام پر مقرر ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ [3]

کچھ فرشتے انسان کے مرنے کے بعد قبر میں اس سے سوال کرنے پر مقرر ہیں۔ ہر انسان کی قبر میں دو فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کو مُنکَر اور دوسرے کو نَکِیر کہتے ہیں۔ [4]

ہم اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

---

[1] ماخوذ از: تعلیم الاسلام، ص: ۸۴ [2] صحیح البخاری، الدعوات، باب فضل ذکر اللہ، الرقم: ۶۴۰۸

[3] سنن النسائی، السھو، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: ۱۲۸۳ [4] سنن ابی داود، السنۃ، باب المسألۃ فی القبر وعذاب القبر، الرقم: ۴۷۱۲

سبق: ۵	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۶ آسمانی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے رسولوں پر صحیفے اور کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ صحیفوں کی تعداد معلوم نہیں، کچھ صحیفے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر، کچھ حضرت شیث عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر اور کچھ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئے۔ ان کے علاوہ اور بھی صحیفے ہیں جو دوسرے انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں میں چار آسمانی کتابیں مشہور ہیں۔

تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم۔

1. تورات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئی۔
2. زبور حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئی۔
3. انجیل حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئی۔
4. قرآن کریم ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

قرآن کریم بقیہ آسمانی کتابوں تورات، زبور، انجیل میں سب سے افضل کتاب ہے۔

سب مسلمان ان ساری کتابوں کو سچا مانتے ہیں۔

قرآنِ کریم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے، اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ قرآن کریم نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام آسمانی کتابیں قابلِ عمل نہیں رہیں۔ اب قیامت تک صرف قرآن کریم ہی لوگوں کی راہ نمائی اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور اس کے تیس پارے ہیں۔قرآن کریم کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے رہنے والوں کے لیے نازل نہیں ہوا بل کہ دنیا کے تمام انسانوں کو جنت کا راستہ دکھانے کے لیے نازل ہوا ہے۔
قرآن کریم کے علاوہ دوسری تمام کتابوں کو گم راہ لوگوں نے تبدیل کر دیا ہے، جب کہ قرآن کریم کو قیامت تک کوئی نہیں بدل سکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ○ [1]

ترجمہ: ''حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم جیسے نازل ہوا تھا ویسے ہی آج بھی موجود ہے جب کہ دوسری آسمانی کتابیں اپنے اصلی الفاظ اور معانی کے ساتھ محفوظ نہیں اس لیے ان موجودہ تینوں کتابوں کے متعلق یہ یقین نہیں رکھنا چاہیے کہ یہ اصلی آسمانی کتابیں ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہودی تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور عربی زبان میں مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر کرتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا:

''لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ'' [2]

ترجمہ: تم ان اہل کتاب (یہودیوں) کی نہ تصدیق کرو نہ ان کو جھٹلاؤ۔

ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مبارک نصیحت پر عمل کرنا چاہیے، اہل کتاب سے بحث و مباحثہ میں نہ الجھیں کہ یہ بات صحیح ہے اور یہ بات غلط اور نہ ہی ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔
ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات پڑھ رہے تھے تو انھیں دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور ارشاد فرمایا:

---

[1] سورۃ الحجر:۹ [2] صحیح البخاری، التفسیر، باب قولوا آمنا باللہ، الرقم: ۴۴۸۵

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر (حضرت) موسیٰ (اس دنیا میں) تمہارے سامنے آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی اختیار کر لو تو سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور گمراہ ہو جاؤ گے اور (سنو!) اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوّت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔"[1]

قرآن کریم ہماری رہبری کے لیے نازل ہوا ہے اس کو سمجھیں، پڑھیں، اہل علم سے سمجھیں، قرآن کریم کے مستند ترجموں اور تفاسیر (تفسیر عثمانی، بیان القرآن، آسان ترجمہ قرآن، معارف القرآن) کا مطالعہ کریں اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کریں۔

قرآن کریم سیکھنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

"اے ابوذر! تیرا صبح کے وقت ایک آیت قرآن کریم کی سیکھ لینا سو رکعت نماز نفل پڑھنے سے افضل ہے۔"[2]

قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے، اس کے لیے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمّٓ" ایک حرف ہے، بل کہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے۔"[3]

---

[1] مسند دارمی [2] سنن ابن ماجہ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، الرقم: ۲۱۹ [3] جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ما جاء فی من قرأ حرفا۔۔۔، الرقم: ۲۹۱۰

سبق: ۶	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سبق:۷ انبیا عَلَیْھِمُ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کو صحیح زندگی گزارنے کا طریقہ سکھانے کے لیے اپنے خاص بندوں کو نبی بنا کر بھیجا، ان کو ''انبیا'' کہتے ہیں۔

انبیا عَلَیْھِمُ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱،۲۴۰۰۰) ہے۔[1]

سارے انبیا عَلَیْھِمُ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ لوگوں کو ایک اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے اور انھیں اچھی باتیں بتاتے تھے اور بُری باتوں سے روکتے تھے۔

سب سے پہلے نبی حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ ہیں۔

سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

ہم تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا دل وجان سے احترام کرتے ہیں۔

چند مشہور انبیا عَلَیْھِمُ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ کے نام یہ ہیں:

1. حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
2. حضرت نوح عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
3. حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
4. حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
5. حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
6. حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
7. حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ
8. حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

[1] مسند الامام احمد، حدیث ابی امامۃ الباھلی، ۵/ ۲۶۵، الرقم: ۲۱۷۸۵

رسول اور نبی:

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے بعض رسول ہیں اور بعض نبی ہیں۔

رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور نئی کتاب دی گئی ہو۔

نبی اس پیغمبر کو کہتے ہیں جو پچھلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

کوئی آدمی اپنی کوشش اور ارادے سے نبی اور رسول نہیں بن سکتا بل کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مرتبہ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول اور نبی بھیجے ہیں وہ سب سچے اور برحق ہیں۔

انبیا عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے متعلق ضروری عقائد

تمام انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے بندے اور انسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو معجزے عطا کیے ہیں۔

انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پورے پورے پہنچاتے ہیں، ان میں ذرہ برابر کمی، زیادتی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔

انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ صرف وہی باتیں جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ انھیں وحی کے ذریعے بتاتے ہیں۔

تمام انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ چھوٹے بڑے ہر کے قسم کے تمام گناہوں سے پاک ہیں۔

سبق: ۷	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۸ رسالت نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں سب سے زیادہ علم دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو سیدھی راہ بتلانے کے لیے بھیجا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے روکتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر نبی کو کسی خاص قوم یا ملک یا مخصوص زمانے کے لیے بھیجا گیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اب صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بتائے ہوئے احکام اور طریقوں پر عمل کرنے میں ہر انسان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "تم میں کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے والد سے اور اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔" [1]

ہمیں چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

---

[1] صحیح البخاری، بدء الوحی، باب حب الرسول من الایمان، الرقم: ۱۵

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“[1]

قیامت کی نشانیاں اور حالات

جس دن ساری مخلوق مرجائے گی، تمام زمین وآسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اور دنیا ختم ہوجائے گی، وہ ”قیامت“ کا دن ہوگا۔

قیامت کا دن متعین ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔[2]

قیامت کی کچھ نشانیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی ہیں۔ یہ سب نشانیاں ضرور پوری ہونے والی ہیں۔

قیامت کی چند نشانیاں یہ ہیں:

دین کا علم اٹھالیا جائے گا۔[3]

جھوٹ بولنا عام ہوجائے گا۔[4]

شرم وحیا ختم ہوجائے گی۔[5]

قتل عام ہوجائے گا۔[6]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو ان کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوجائے گی۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟

---

[1] جامع الترمذی، العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ، الرقم: ۲۶۸۷

[2] سورۃ لقمٰن: ۳۴

[3] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم، الرقم: ۴۰۴۹

[4] جامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، الرقم: ۲۱۶۵

[5] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب الامانۃ، الرقم: ۴۰۵۴

[6] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم، الرقم: ۴۰۵۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

١. جب لوگ غنیمت کو اپنے ذاتی مال کی طرح سمجھنے لگیں گے۔
٢. امانت میں خیانت کریں گے۔
٣. زکوٰۃ کو تاوان اور جرمانے کی طرح مشکل سمجھیں گے۔
٤. مرد بیوی کی فرماں برداری کرے گا۔
٥. بیٹا ماں کی نافرمانی کرے گا۔
٦. آدمی دوست کے ساتھ اچھائی کرے گا۔
٧. بیٹا اپنے باپ سے زیادتی کرے گا۔
٨. مسجدوں میں شور شرابا ہونے لگے گا۔
٩. حکومت نکمے، لالچی اور بد اخلاق لوگوں کو ملے گی۔
١٠. لوگ ظالموں کی تعظیم اس خوف سے کریں گے کہ یہ ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں۔
١١. شراب پی جائے گی۔
١٢. مرد ریشمی لباس پہنیں گے۔
١٣. ناچنے گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے گا۔
١٤. موسیقی کے آلات کثرت سے ہو جائیں گے۔
١٥. بعد میں آنے والے لوگ امت کے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔

اس وقت تم سرخ آندھی آنے، زمین میں دھنسنے اور صورتیں بدل جانے کا انتظار کرو۔[1]

---

[1] جامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، الرقم: ٢٢١٠

سبق:٨	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۹ قیامت کی بڑی نشانیاں

حضرت مہدی ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ [1]

یاجوج ماجوج تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور بہت فساد مچائیں گے، پھر اللہ کے حکم سے ہلاک ہوں گے۔

ایک عجیب جانور زمین سے نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا۔ [2]

سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلے گا، اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ [3]

قرآن کریم اٹھالیا جائے گا۔ [4]

دجال نکلے گا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال تک رہے گا پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو بھیجے گا وہ دجال کو ڈھونڈ کر اسے ہلاک کریں گے، پھر سات سال کا عرصہ ایسے گزرے گا کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی دشمنی نہیں ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا چلائے گا جس کی وجہ سے روئے زمین پر کوئی بھی ایمان والا نہیں بچے گا، سب کے سب مر جائیں گے، صرف اور صرف بدترین لوگ زندہ رہ جائیں گے جو بھلائی کو نہیں پہچانیں گے اور نہ ہی برائی کا انکار کریں گے، پھر صور پھونکا جائے گا۔ [5]

صور پھونکنے سے زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مر جائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے، ایک مدت اسی طرح گزر جائے گی۔

---

[1] جامع الترمذی، الفتن باب ما جاء فی المھدی، الرقم: ۲۲۳۰
[2] النمل: ۸۲
[3] جامع الترمذی، الفتن باب ما جاء فی طلوع الشمس من مغربھا، الرقم: ۲۱۸۶
[4] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب القرآن۔۔۔، الرقم: ۴۰۴۹
[5] جامع الترمذی، الفتن باب ما جاء فی فتنۃ الدجال، الرقم: ۲۲۴۰

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور سچ ہے۔
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اعتراض کیا: ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جب کہ وہ گل چکی ہوں گی؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"کہہ دو کہ: ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے... جس ذات نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو دوبارہ پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں؟ جب کہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری مہارت رکھتا ہے۔"[1]

مرنے کے بعد کی زندگی یقینی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی بار صور پھونکنے سے پوری دنیا ختم ہو جائے گی چالیس سال اسی حالت میں گزر جائیں گے پھر اللہ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور پھر زمین آسمان اسی طرح قائم ہو جائے گا اور مردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور حشر کے میدان میں اکٹھے کر دیے جائیں گے۔
سورج بہت نزدیک ہو جائے گا جس کی گرمی سے لوگوں کے دماغ پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ پسینہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے اور جو نیک لوگ ہوں گے ان کے لیے اس زمین کی مٹی میدے کے آٹے کی طرح بنا دی جائے گی۔ اس کو کھا کر بھوک مٹائیں گے اور پیاس بجھانے کے لیے حوض کوثر پر جائیں گے۔
لوگ جب میدان قیامت میں کھڑے کھڑے تنگ ہو جائیں گے اس وقت سب مل کر پہلے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کے لیے جائیں گے کہ ہمارا حساب و کتاب

[1] یٰس: ۷۸ تا ۸۱

جلدی شروع ہوجائے۔ سب پیغمبر کچھ کچھ عذر کریں گے اور سفارش کا وعدہ نہ کریں گے۔

سب سے آخر میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ درخواست کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبول فرما کر مقامِ محمود (ایک مقام کا نام ہے) میں تشریف لے جا کر شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ہم نے سفارش قبول کی اب ہم زمین پر تجلّی فرما کر حساب کتاب شروع کر دیتے ہیں۔ پھر آسمان سے فرشتے بہت کثرت سے اترنا شروع ہوں گے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے پھر اللہ تعالیٰ کا عرش اترے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی ہوگی اور حساب کتاب شروع ہوجائے گا اور اعمال نامے اڑائے جائیں گے، ایمان والوں کے سیدھے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے الٹے ہاتھ میں وہ خود بخود آ جائیں گے۔

اعمال تولنے کی ترازو رکھی جائے گی جس سے سب کی نیکیاں اور بدیاں معلوم ہوجائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا۔ جس کی نیکیاں وزن میں زیادہ ہوں گی وہ پل صراط سے پار ہوکر جنّت میں پہنچ جائے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کر دیئے ہوں گے وہ دوزخ میں گر جائے گا اور جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، وہ اَعْراف (جنت و دوزخ کے بیچ میں ایک جگہ ہے) وہاں رہ جائے گا اس کے بعد ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام اور عالم اور ولی اور شہید اور حافظ اور نیک بندے گنہگار لوگوں کو بخشوانے کے لیے شفاعت کریں گے ان کی شفاعت قبول ہوگی۔

جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکال کر جنّت میں داخل کر دیا جائے گا، اسی طرح جو لوگ اَعْراف میں ہوں گے وہ بھی جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو بالکل کافر اور مشرک ہیں اور ایسے لوگوں کو کبھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

جنّتی ہمیشہ کے لیے جنّت میں رہیں گے اور جہنّمی ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے انھیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ [1]

---

[1] ماخوذ از: بہشتی زیور، ص: ۵۰۴

سبق: ۹	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سبق: ۱۰ تقدیر

تقدیر: ہر بات اور اچھی بری چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے اور ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اسی علم اور اندازے کو "تقدیر" کہتے ہیں۔ کوئی اچھی یا بری بات اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے سے باہر نہیں۔ [1]

ہر مسلمان کو تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔

تقدیر پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم تقدیر پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کچھ سوچتے ہوئے زمین کو (انگلی یا چھڑی سے) کرید رہے تھے اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر ارشاد فرمایا:
>
> "تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ جنّت یا جہنم لکھا جا چکا ہے۔" صحابہ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول! "کیا پھر اس پر بھروسہ کر کے عمل کرنا نہ چھوڑ دیں۔"
>
> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نہیں تم عمل کرتے رہو۔ اس لیے کہ ہر ایک کو اس کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنی جنتی نیک کام کرتا ہے جس کی وجہ سے جنت میں اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے اور جہنمی گناہوں میں زندگی گزارتا ہے جس کی وجہ سے جہنم میں اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔" [2]

---

[1] تعلیم الاسلام حصہ دوم، ص: ۱۱

[2] جامع الترمذی، القدر، باب ماجاء فی الشقاء والسعادۃ، الرقم: ۲۱۳۶

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات پہلے سے ایک کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔ جسے ''لوحِ محفوظ'' کہتے ہیں۔

اگر اچھے حالات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

مصیبت اور پریشانی آئے تو اس پر صبر کریں اور اپنے دل کو یہ تسلی دیں کہ اللہ تعالیٰ کو یوں ہی منظور تھا، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا تھا، اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اس پریشانی کو دور کردیں گے، ایسا کرنے سے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ دل مضبوط رہے گا اور ایمان کی حفاظت ہوگی۔

مصیبت اور پریشانی کے وقت ہرگز ایسی کوئی بات اور ایسا کوئی کام نہ کریں جو ناجائز ہو اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں، البتہ مصیبت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور مانگنی چاہیے اور تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ کے والد نے عرض کیا:

> "اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتایئے: بیماری میں ہم دوائی سے علاج کرتے ہیں اور مصیبت سے بچنے کے لیے تدبیریں کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو لوٹا دیتی ہیں؟"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔"[1]

مطلب یہ ہے کہ انسان کی کوشش اور اس کے بعد جو حاصل ہوتا ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر اور مقرر ہوتا ہے کہ فلاں پر بیماری آئے گی اور وہ فلاں دوائی استعمال کرے گا تو اچھا ہوجائے گا۔[2]

---

[1] جامع الترمذی، القدر، باب ماجاء لاترد الرقی ولا الدواء۔۔۔ الرقم: ۲۱۴۸

[2] ماخوذ از: معارف الحدیث: ۱/ ۱۱۲

تقدیر کے مسئلے میں الجھنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تنبیہ کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم تقدیر کے مسئلے میں جھگڑ رہے تھے یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصّے سے ایسا سرخ ہوگیا، گویا آپ کے چہرے میں انار نچوڑ دیا گیا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے تمہاری طرف اس مقصد کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک اور گمراہ ہوئیں جب انہوں نے اس (نازک) مسئلے پر جھگڑنا شروع کیا، میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلے میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔"[1]

تقدیر کا مسئلہ نازک مسئلہ ہے، اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو بحث نہ کریں، ہمارا حال تو یہ ہے کہ اسی دنیا کے بہت سے معاملات کو ہم نہیں سمجھ سکتے تو تقدیر کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتا ہے اگر یہ سمجھ نہ آئے تو اپنی ناسمجھی اور کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے دل ودماغ کو مطمئن کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول نے ہمیں یہ بتایا ہے اس لیے ہم تقدیر پر ایمان لاتے ہیں۔[2]

---

[1] جامع الترمذی، القدر، باب ماجاء من التشدید فی الخوض فی القدر، الرقم: ۲۱۳۳

[2] ماخوذ از: معارف الحدیث: ۱/ ۱۱۴

سبق: ۱۰	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

عبادات

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے:[1]

کلمہ ، نماز ، زکوٰۃ ، حج ، روزہ

کلمہ کا تعلق ایمانیات سے ہے اس لیے اس کو ایمانیات میں جب کہ نماز، زکوٰۃ، حج اور روزے کا تعلق عبادات سے ہے، اس لیے ان کی ادائیگی کا طریقہ کار، شرائط اور مسائل کو عبادات میں ذکر کیا گیا ہے۔

سبق:۱ بیت الخلا کے آداب

ہر وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا کوئی آیت لکھی ہو بیت الخلاء میں نہ لے جائیں۔[2]

جوتا چپل وغیرہ پہن کر جائیں۔[3]

سر ڈھانک کر جائیں۔[4]

بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھیں۔[5]

بیت الخلا جاتے وقت پہلے اُلٹا پاؤں اندر رکھیں۔[6]

بیت الخلا سے نکلتے وقت پہلے سیدھا پاؤں باہر نکالیں۔[7]

پیشاب، پاخانہ کے لیے زمین کے قریب ہو کر کپڑا بدن سے ہٹائیں۔[8]

---

[1] صحیح البخاری، الایمان، باب قول النبی، بنی الاسلام علی خمس، الرقم: ۸

[2] سنن ابی داؤد، الطہارۃ، باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ، الرقم: ۱۹

[3] سنن الکبریٰ للبیہقی، باب تغطیۃ الراس عند دخول الخلا۔۔۔ الرقم: ۱/ ۹۴

[4] سنن الکبریٰ للبیہقی، باب تغطیۃ الراس عند دخول الخلا۔۔۔ الرقم: ۱/ ۹۴)۔

[5] فتاوی ہندیہ، الطہارۃ، باب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، الفصل الثالث فی الاستنجا، الرقم: ۱/ ۵۰

[6] فتاوی ہندیہ، الطہارۃ، باب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، الفصل الثالث فی الاستنجا، الرقم: ۱/ ۵۰

[7] سنن النسائی، الزینۃ، باب التیامن فی الترجل، الرقم: ۵۰۶۲

[8] سنن ابی داؤد، الطہارۃ باب کیف التکشف عند الحاجۃ، الرقم: ۱۴

منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ کریں۔ [1]

بیت الخلا میں خاموش رہیں، بالکل بات نہ کریں۔ [2]

پیشاب کی چھینٹوں سے کپڑے اور بدن کو بچائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی ایسی بڑی وجہ سے نہیں ہو رہا (جس سے بچنا مشکل ہو) ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔" [3]

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ [4]

غسل خانہ میں پیشاب نہ کریں۔ [5]

راستے، سائے اور ایسی جگہ جہاں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں پیشاب نہ کریں۔ [6]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا کے لیے تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ [7]

پیشاب، پاخانہ کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے یا ٹشو پیپر سے الٹے ہاتھ سے اس جگہ کو صاف کر کے پانی سے اچھی طرح دھوئیں اور اگر شک کی بیماری ہو تو تین مرتبہ یا سات مرتبہ دھولیں، اس سے زیادہ نہ دھوئیں۔ [8]

ڈھیلے اور پانی دونوں کا استعمال کرنا اچھا ہے، اگر صرف پانی استعمال کریں تب بھی کافی ہے۔

استنجا الٹے ہاتھ سے کریں۔ [9]

---

[1] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب فی النھی عن استقبال القبلۃ، الرقم: ۸

[2] سنن ابی داوٗد، الطہارۃ، باب کراہیۃ الکلام عند الخلا، الرقم: ۱۵

[3] سنن ابی داوٗد، الطہارۃ، باب الاستبراء من البول، الرقم: ۲۰

[4] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء فی النھی عن البول قائما، الرقم: ۱۲

[5] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ البول فی المغتسل، الرقم: ۲۱

[6] صحیح مسلم، الطہارۃ، باب النھی عن التخلی فی الطرق والظلال، الرقم: ۶۱۸

[7] سنن ابی داوٗد، الطہارۃ، باب الاستنجاء بالاحجار، الرقم: ۴۰

[8] رد المحتار: ۱/ ۳۴۹

[9] صحیح البخاری، الوضوء، باب النھی عن الاستنجاء بالیمین، الرقم: ۱۵۳

- بیت الخلا سے نکلنے کے بعد دعا پڑھیں۔ [1]
- استنجا کے بعد مٹی یا صابن وغیرہ سے ہاتھ اچھی طرح صاف کر کے دھولیں۔ [2]

وضو کا بیان

وضو کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اُمتی قیامت کے دِن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ، پاؤں روشن اور چمک رہے ہوں گے۔" [3]

وضو کے فرائض چار ہیں:

1. ایک مرتبہ پورے چہرے کو دھونا۔
2. ایک مرتبہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔
3. چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
4. ایک مرتبہ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کرنے کا طریقہ:

- قبلہ رُخ ہو کر صاف ستھری اونچی جگہ پر بیٹھیں تا کہ پانی کی چھینٹیں کپڑوں پر نہ پڑیں۔
- نیت کریں اور "بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھیں۔ [4]
- دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئیں۔
- سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر تین بار کلی اور مسواک کریں، اگر مسواک نہ ہو تو صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرلیں۔ اگر روزہ دار نہ ہوں تو غرارہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائیں اور اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کریں تا کہ حلق میں پانی نہ چلا جائے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، الرقم: ۳۰۱

[2] سنن ابی داؤد، الطہارۃ، باب الرجل یدلک یدہ بالارض اذا استنجی، الرقم: ۴۵

[3] صحیح مسلم، الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ۔۔۔، الرقم: ۵۷۹

[4] مجمع الزوائد، الطہارۃ، باب التسمیۃ عند الوضوء، ۱/ ۳۰۳

سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر تین بار ناک میں پانی ڈالیں اور الٹے ہاتھ سے اچھی طرح ناک صاف کریں، لیکن روزے دار نرم گوشت سے اوپر پانی نہ لے جائے۔

دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر چہرے کو تین بار اس طرح دھوئیں کہ چہرہ کہیں سے بھی خشک نہ رہے۔ یعنی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک پورا چہرہ دھوئیں اور ڈاڑھی کا خلال کریں، ڈاڑھی اگر گھنی ہو تو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری نہیں اور اگر گھنی نہ ہو تو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اس بات کا خیال رہے چہرہ دھوتے وقت پانی زور سے منہ پر نہ ماریں۔

پہلے سیدھے پھر الٹے ہاتھ کو کہنیوں سمیت تین تین بار اچھی طرح دھوئیں، گھڑی یا انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اس کو ہلا لیں پھر ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کریں۔[1]

ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کریں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گیلا کر کے سر کے دونوں طرف پیشانی کے بالوں کی جگہ پر رکھیں اور ہتھیلیوں کو انگلیوں سمیت گدی تک لے جائیں اور پھر واپس لوٹائیں، شہادت کی انگلی سے کانوں کے اندر کا مسح کریں اور انگوٹھوں سے کانوں کے ظاہر کا مسح کریں اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کریں، گلے اور گدی کا مسح نہ کریں۔

پہلے سیدھے اور پھر الٹے پیر کو تین مرتبہ ٹخنوں سمیت الٹے ہاتھ سے ملیں اور اچھی طرح دھوئیں پھر الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پیر کی انگلیوں کا خلال کریں، خلال سیدھے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور الٹے پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔

---

[1] (الف) ردالمحتار، الطہارۃ، مطلب فی منافع السواک: ۱/ ۲۳۸ (ب) فتاویٰ محمودیہ، باب الوضوء، وضو کرتے ہوئے انگلیوں کا خلال، ۵/ ۵۰

وضو کے درمیان کی دعا:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ''

ترجمہ: "اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے اور میرا گھر کشادہ کر دیجیے اور میری روزی میں برکت عطا فرما دیجیے۔"[1]

وضو کے بعد کی دعا:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔''

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دیجیے اور مجھے پاک وصاف لوگوں میں سے کر دیجیے۔"

فائدہ: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا پڑھے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔[2]

وضو کے نواقض: وہ چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انھیں ''وضو کے نواقض'' کہتے ہیں اور وہ آٹھ ہیں:

1. پاخانہ یا پیشاب کرنا۔ 2. ریح (یعنی ہوا) کا نکلنا۔ 3. جسم کے کسی حصے سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا۔
4. منہ بھر کے قے (اُلٹی) ہونا۔ 5. لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سو جانا۔ 6. دیوانہ یا پاگل ہو جانا۔
7. بے ہوش ہو جانا۔ 8. نماز میں زور سے ہنسنا۔

---

[1] ابن سنی، مایقول بین ظہرانی وضوءہ ص: ۲۰
[2] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب فی مایقال بعد الوضوء، الرقم: ۵۵

وضو کے مسائل

مسئلہ:۱ سنت یہ ہے کہ ہر عضو کو دھوتے وقت اس کو ملیں۔ خاص طور پر کہنی اور ایڑھی دھوتے وقت تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور سب جگہ پانی پہنچ جائے۔ سردیوں میں اس کا زیادہ خیال رکھیں اس لیے کہ موسم میں خشکی ہوتی ہے۔

مسئلہ:۲ جسم پر کلر، ایلفی وغیرہ لگی ہوئی ہو تو پانی کھال تک نہیں پہنچتا، لہٰذا وضو اور غسل کرتے وقت اس کو ہٹانا ضروری ہے ورنہ وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

مسئلہ:۳ وضو کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی ہے تو اس جگہ پر پانی بہالیں، اس جگہ پر صرف گیلا ہاتھ پھیرنا کافی نہیں اور دوبارہ وضو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ [1]

مسئلہ:۴ سگریٹ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ سگریٹ پینا ناپسندیدہ ہے، وضو کرنے کے بعد اگر سگریٹ پی ہو تو اچھی طرح منہ صاف کریں تاکہ اس کی بو ختم ہو جائے۔ منہ صاف کیے بغیر مسجد میں جانا یا مسجد میں سگریٹ لانا جائز نہیں، البتہ نماز صحیح ہو جائے گی۔ [2]

مسئلہ:۵ وضو کے بعد ستر کھل گیا یا کسی کا ستر دیکھ لیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، مجبوری کے بغیر کسی کو اپنا ستر دکھانا یا کسی کا ستر دیکھنا گناہ ہے۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے، ناف اور گھٹنے اس میں شامل ہیں۔ [3]

مسئلہ:۶ بے وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا یا قرآن کریم کی کوئی آیت لکھنا جائز نہیں، البتہ زبانی قرآن کریم کی تلاوت کرنا، ذکر و اذکار کرنا درست ہے۔ [4]

---

[1] منیۃ المصلی، ص:۱۸ [2] حلبی کبیر، ص:۵۲۶

[3] عالمگیری، الباب الثالث فی شروط الصلوٰۃ، الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ:۱/ ۵۸ [4] الدر المختار:۱/ ۲۷۹

سبق:۱	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق ۲: غسل کا بیان

غسل کے فرائض: غسل میں تین فرض ہیں:

① منہ بھر کر کلی کرنا۔ ② ناک کے نرم حصے تک پانی پہنچانا۔ ③ پورے بدن پر پانی بہانا۔ [1]

غسل کرنے کا طریقہ: غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر استنجا کی جگہ کو دھوئے، چاہے ہاتھ اور استنجا کی جگہ پر ناپاکی ہو یا نہ ہو، پھر جسم کے جس حصے پر ناپاکی لگی ہوئی ہو اس کو دھوئے، پھر وضو کرے، استعمال شدہ پانی نالی وغیرہ میں بہہ جاتا ہو اور نہانے کی جگہ پر نہ ٹھہرتا ہو تو پاؤں بھی دھولیں، پانی اگر وہیں جمع ہو جاتا ہو تو وضو کریں لیکن پاؤں نہ دھوئیں۔

وضو کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے، پھر سیدھے کندھے پر تین مرتبہ اور الٹے کندھے پر تین مرتبہ اس طرح پانی ڈالے کہ سارے جسم پر پانی بہہ جائے اور بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔ کان اور ناف میں خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے، اگر پانی نہیں پہنچے گا تو غسل نہیں ہوگا۔ غسل کرنے سے وضو بھی ہو گیا، وضو کی ضرورت نہیں۔

غسل کے بعد تولیے سے اپنا بدن پونچھ لیں اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کریں اور وضو کرتے وقت پاؤں نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکیں پھر دونوں پاؤں دھوئیں۔ [2]

مسئلہ: غسل کرنے کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ خشک رہ گئی ہے تو اس جگہ پر پانی بہالیں، صرف گیلا ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں، اسی طرح کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول جائیں تو اب کرلیں، دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ [3]

تنہائی کی جگہ پر ننگے ہو کر نہانا درست ہے چاہے کھڑے ہو کر نہائیں یا بیٹھ کر، لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیوں کہ اس میں زیادہ پردہ ہے، کسی کے سامنے ننگے ہو کر نہانا بہت بری اور بے شرمی کی بات ہے، ناف سے لے کر گھٹنوں تک بدن کا چھپانا ضروری ہے۔ [4]

صفائی کے لیے صابن وغیرہ استعمال کرنا چاہیں تو وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

---

① ماخوذ از: تسہیل بہشتی زیور، ص: ۱۷۴ ② منیۃ المصلی، ص: ۱۵۔ ۱۴ ③ منیۃ المصلی، ص: ۱۸ ④ مراقی الفلاح: ۱/ ۵۷

پانی بہاتے وقت جسم پر ہاتھ ملیں تا کہ پورے جسم پر اچھی طرح پانی پہنچ جائے اور کوئی جگہ بھی خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں: ① پاک ہونے کی نیت کرنا۔ ② بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنا۔

③ جسم کو ملنا۔ ④ غسل کا سنت طریقہ جو اوپر بیان کیا ہے اس کے مطابق غسل کرنا۔[1]

غسل کے مکروہات: ① قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ ② ستر کھلے ہونے کی حالت میں بغیر ضرورت بات کرنا۔

③ پانی بہت زیادہ استعمال کرنا یا بہت کم استعمال کرنا۔[2]

غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟

① احتلام کا ہو جانا (نیند میں منی کا نکلنا)۔ ② جاگتے میں منی کا شہوت سے نکلنا۔

③ صحبت کرنا، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ ۱: جس پر غسل واجب ہو اور وہ غسل سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے ہاتھ منہ دھوئے اور کلی کرے پھر کھائے پیے۔[3]

مسئلہ ۲: جس پر غسل فرض ہو اس کے لیے قرآن کریم پڑھنا یا ہاتھ لگانا اور مسجد میں جانا جائز نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا، ذکر و اذکار کرنا جائز ہے۔[4]

وضاحت: پیشاب کی جگہ سے پیشاب کے علاوہ تین چیزیں نکلتی ہیں:

① **منی:** وہ گاڑھا پانی جو ہمبستری کرنے کے بعد یا شہوت کی وجہ سے کود کر نکلتا ہے اور اس کے بعد جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس کے نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے۔

② **مذی:** وہ چکنا پانی جو جوانی کے جوش کے وقت نکلتا ہے اور اس کے نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا اور زیادہ ہو جاتا ہے، اس سے غسل واجب نہیں ہوتا لیکن وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

③ **ودی:** وہ چکنا پانی جو پیشاب کرنے کے بعد نکلتا ہے، اس سے بھی وضو ٹوٹتا ہے، غسل فرض نہیں ہوتا۔

---

[1] ماخوذ از: تسہیل بہشتی زیور۔ ص ۱۷۴ [2] ماخوذ از: تسہیل بہشتی زیور۔ ص ۱۷۴ [3] (منیۃ المصلی۔ ص ۲۱) [4] منیۃ المصلی۔ ص ۲۰۔ ۲۴

اذان کا بیان

اذان: نماز سے پہلے بلند آواز کے ساتھ مخصوص الفاظ سے نماز کی طرف بلانے کو ''اذان'' کہتے ہیں۔

مسئلہ: پانچوں فرض نمازوں کے لیے ایک مرتبہ اذان دینا سنت مؤکدہ ہے اور جمعے کی نماز کے لیے دو مرتبہ اذان دینا سنت مؤکدہ ہے۔ [1]

اذان کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ

آؤ نماز کی طرف آؤ نماز کی طرف

حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ

آؤ کامیابی کی طرف آؤ کامیابی کی طرف

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں [2]

[1] رد المحتار: ۱/ ۳۹۸ [2] سنن ابی داود، الصلوٰۃ، باب کیف الاذان، الرقم: ۴۹۹

فجر کی اذان میں ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بعد ''اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' (نماز نیند سے بہتر ہے) بھی دو مرتبہ کہنا چاہیے۔[1]

جماعت کی نماز سے پہلے جو کلمات کہے جاتے ہیں اُنھیں ''اقامت'' کہتے ہیں۔

اقامت کے وہی کلمات ہیں جو اذان کے کلمات ہیں، البتہ اقامت میں ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بعد دو مرتبہ ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' (نماز کھڑی ہوگئی) بھی کہیں۔[2]

اذان و اقامت کا جواب

اذان اور اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔[3]

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کے جواب میں ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' ....

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے جواب میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ....

''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کے جواب میں ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ'' اور ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے جواب میں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' اور ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے جواب میں ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہیں۔[4]

فجر کی اذان میں ''اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کے جواب میں ''صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ'' کہیں۔[5]

اقامت کا جواب اذان کے جواب کی طرح ہے۔

''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ'' کے جواب میں ''اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا'' کہیں۔[6]

---

[1] سنن ابی داوٗد، الصلوٰۃ، باب کیف الاذان، الرقم: ۵۰۴ [2] سنن ابی داوٗد، الصلوٰۃ، باب کیف الاذان، الرقم: ۵۰۲ [3] الدر المختار: ۱/ ۴۱۵
[4] سنن ابی داوٗد، الصلوٰۃ، باب مایقول اذا سمع المؤذن، الرقم: ۵۲۷ [5] رد المحتار، الصلوٰۃ، باب الاذان، مطلب فی کراهۃ تکرار الجماعۃ: ۲/ ۶۷
[6] سنن ابی داوٗد، الصلوٰۃ، باب مایقول اذا سمع الاقامۃ، الرقم: ۵۲۸

اذان واقامت کے مسائل

مسئلہ ۱: باوضو، قبلہ رخ کھڑے ہوکر اذان اور اقامت دینا سنت ہے۔

مسئلہ ۲: مسجد سے باہر اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر اپنی شہادت کی انگلی سے کانوں کے سوراخ کو بند کر کے بلند آواز سے اذان دیں اور اقامت مسجد کے اندر کھڑے ہوکر دیں اور انگلی کانوں کے سوراخ میں نہ رکھیں اور آواز زیادہ بلند نہ کریں۔ [1]

مسئلہ ۳: اذان اور اقامت میں "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةْ" کہتے وقت اپنا چہرہ دائیں جانب اس طرح پھیریں کہ سینہ اور قدم قبلہ رخ رہیں، اسی طرح "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہتے وقت صرف چہرہ بائیں جانب پھیریں۔ [2]

مسئلہ ۴: اذان میں لفظ اَللّٰهُ اَكْبَرُ میں را کی حرکت کو ظاہر نہ کریں بل کہ سکون کے ساتھ پڑھیں۔ جیسے: اَللّٰهُ اَكْبَرْ۔

مسئلہ ۵: اقامت میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ میں حرکت کو ظاہر نہ کریں بل کہ سکون کے ساتھ پڑھیں جیسے: اَللّٰهُ اَكْبَرْ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهْ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهْ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةْ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةْ۔ [3]

---

[1] فتاوی ھندیہ: ۱/ ۳۴ [2] رد المحتار: ۱/ ۴۷ [3] رد المحتار، مطلب فی الکلام علی حدیث الاذان جزم: ۱/ ۳۸۶

سبق: ۲	تاریخ:		دستخط معلم:	

سبق: ۳ نماز کی اہمیت اور فضیلت

نماز: ایک خاص انداز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کے اظہار کرنے کو "نماز" کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سب سے بڑا حکم نماز کا ہے۔

نماز کا درجہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا درجہ بدن میں۔ [۱]

نماز، دین کا ستون ہے۔ [۲]

نماز، جنت کی کنجی ہے۔ [۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور وقت پر نماز پڑھے، رکوع بھی اچھی طرح کرے اور خشوع سے پڑھے تو اللہ کے ذمے ہے کہ وہ اس کی مغفرت کرے اور جو ایسا نہ کرے اس کی اللہ پر کوئی ذمے داری نہیں، چاہے مغفرت کرے، چاہے عذاب دے۔" [۴]

نماز کا اسلام میں بہت اونچا درجہ اور اس کی بہت فضیلت ہے اس لیے نماز کو سیکھ کر صحیح طریقے پر پڑھنا اور اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

اذان ہوتے ہی سارے کاموں کو چھوڑ کر نماز کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔

نماز اہتمام کے ساتھ جماعت سے مسجد میں ادا کریں اور اپنے دوستوں کو بھی نماز پڑھنے کی دعوت دیں۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے نماز کا ثواب پچیس درجے بڑھ جاتا ہے۔ [۵]

---

[۱] المعجم الاوسط للطبرانی، ۱/ ۶۳۶ من اسمہ احمد، الرقم: ۲۲۹۲

[۲] جامع الصغیر: ۱۹: ۳، الرقم: ۵۱۸۵

[۳] مسند الامام احمد بن حنبل: ۳/ ۳۴۰، الرقم: ۱۴۲۵۲

[۴] سنن ابی داؤد، الصلوٰۃ، باب المحافظۃ علی الصلوات، الرقم: ۴۲۵

[۵] صحیح البخاری، الاذان، باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ، الرقم: ۶۴۶

کلمات نماز

تکبیرِ تحریمہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ [1]

ترجمہ: ''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

ثنا

''سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔'' [2]

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی برتر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

تعوّذ

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' [3]

ترجمہ: ''میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔''

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ [4]

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔''

---

[1] سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلوات، باب افتتاح الصلوۃ، الرقم: ۸۰۳

[2] سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلوات، باب افتتاح الصلوۃ، الرقم: ۸۰۴

[3] شامی، آداب الصلوۃ، ۱/ ۴۸۸، ۴۹۰)

[4] حلبی کبیر، صفۃ الصلوۃ، ص: ۳۰۳، ۳۰۴

رکوع کی تسبیح

''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ''[1]

ترجمہ: ''میں اپنے عظیم رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔''

رکوع سے اٹھنے کی تسمیع

''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ''[2]

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے سن لی اس شخص کی جس نے اس کی تعریف کی۔''

قومہ کی تحمید

''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ''[3]

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے بہت تعریف ہے، پاکیزہ اور برکت والی۔''

سجدے کی تسبیح

''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى''[4]

ترجمہ: ''میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔''

---

[1] سنن ابی داؤد، الصلوٰۃ، باب مقدار الرکوع والسجود، الرقم:۸۸۶

[2] صحیح مسلم، الصلوٰۃ، باب ما یقول الرجل اذا رفع راسہ من الرکوع، الرقم:۱۰۶۷

[3] صحیح البخاری، الاذان، باب بلا عنوان، الرقم:۷۹۹

[4] سنن ابی داؤد، الصلوٰۃ، باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ، الرقم:۸۷۱

جلسے کی دعا

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي'' [1]

ترجمہ: ''اے اللہ! تو مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم کر اور مجھے عافیت دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر۔''

تَشَهُّدُ

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، [2]

ترجمہ: ''تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

---

[1] سنن ابی داؤد، الصلوٰۃ، باب الدعاء بین السجدتین، الرقم: ۸۵۰

[2] صحیح البخاری، الاذان، باب التشهد فی الآخرۃ، الرقم: ۸۳۱

سبق: ۳	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۴ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ [1]

ترجمہ: ”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جیسے رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔“

اے اللہ! برکت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔“

درود کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْٓ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ [2]

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف (خاص بخشش) سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرمادے۔ بے شک تو ہی بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔“

[1] سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی، الرقم: ۹۰۶
[2] صحیح البخاری، الاذان، باب الدعاء قبل السلام، الرقم: ۸۳۴

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ [1]

ترجمہ: ''سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو۔''

نقشہ رکعاتِ نماز

نماز	سنت	فرض	سنت	نفل	واجب	نفل	کل رکعات
فجر	۲ (مؤکدہ)	۲	-	-	-	-	۴
ظہر	۴ (مؤکدہ)	۴	۲ (مؤکدہ)	۲	-	-	۱۲
عصر	۴ (غیر مؤکدہ)	۴	-	-	-	-	۸
مغرب	-	۳	۲ (مؤکدہ)	۲	-	-	۷
عشا	۴ (غیر مؤکدہ)	۴	۲ (مؤکدہ)	۲	۳ وتر	۲	۱۷
جمعۃ المبارک	۴ (مؤکدہ)	۲	۴ (مؤکدہ) ۲ (غیر مؤکدہ) [2]	۲	-	-	۱۴

[1] سنن ابی داود، الصلوٰۃ، باب فی السلام، الرقم: ۹۹۶

[2] احسن الفتاوی، باب الوتر والنوافل، نماز جمعہ کے بعد تعداد رکعات: ۳/ ۴۸۵ ط: ایچ۔ ایم۔ سعید

فرض نماز پڑھنے کا طریقہ

دو رکعت فرض (فجر کی) نماز پڑھنے کا طریقہ:

نماز پڑھنے کے لیے قبلہ رخ کھڑے ہوں تو دونوں پیروں کے درمیان چار انگلیوں کے برابر فاصلہ ہونا چاہیے۔ [1]

دو رکعت فجر کی نماز کی نیت کر کے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہیں۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھائیں پھر ناف کے نیچے باندھ لیں اور نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھیں۔

''سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ'' اخیر تک پڑھیں۔

''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھ کر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' اخیر تک پڑھیں۔

اس کے بعد کوئی سورت پڑھیں۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور کم از کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' اطمینان سے کہیں۔ رکوع کی حالت میں ہاتھ کی انگلیاں کھلی رکھ کر ان سے گھٹنے پکڑیں، بازو پہلو سے علیحدہ رکھیں اور نگاہ اپنے پاؤں پر رکھیں۔

''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہتے ہوئے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں پھر اس کے بعد ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ'' کہیں اور نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھیں۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح جائیں کہ زمین پر پہلے گھٹنے رکھیں پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر انگلیاں ملائیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان پہلے ناک اور پھر پیشانی رکھیں۔

سجدے میں اس کا خیال رکھیں کہ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف ہوں، پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو پہلو سے الگ رکھیں اور ہاتھ زمین پر نہ بچھائیں۔

---

[1] شامی باب صفۃ الصلوٰۃ - الرقم: ۱/ ۴۴۴

سجدے میں کم از کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' اطمینان سے کہیں اور نگاہ ناک پر رکھیں۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے سکون اور اطمینان سے بیٹھ جائیں اور نگاہ اپنی گود پر رکھیں۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ کر دوسرا سجدہ بھی اسی طرح سکون اور اطمینان سے کریں۔

دوسری رکعت کے لیے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں، بِسْمِ اللّٰهِ، سورۃ الفاتحہ اور سورت پڑھیں اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پوری کریں۔

جب دوسرا سجدہ کر چکیں تو الٹے پاؤں پر بیٹھ جائیں اور سیدھا پاؤں کھڑا رکھیں اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ موڑ دیں اور ہاتھ رانوں پر رکھ کر ''تَشَهُّدُ'' پڑھیں۔

جب ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا'' پر پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا گول حلقہ بنا کر چھوٹی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لیں، ''لَا اِلٰهَ'' پر شہادت کی انگلی قبلے کی طرف اس طرح اٹھائیں کہ قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھائیں اور ''اِلَّا اللّٰهُ'' پر اسے جھکائیں، سلام پھیرنے تک تمام انگلیاں اسی حالت پر رکھیں۔ [1]

تشہد کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیریں اور گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کو سلام پھیرنے والے کے رخسار نظر آ جائیں۔ [2]

سلام پھیرتے وقت نگاہ اپنے کندھوں پر رکھیں۔ [3]

با جماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو سلام پھیرتے وقت دائیں طرف جو فرشتے، جنات اور نمازی ہیں ان کو سلام کرنے کی نیت کریں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف جو فرشتے، جنات اور نمازی ہیں ان کو سلام کرنے کی نیت کریں اور دائیں یا بائیں جس طرف امام ہوں اس طرف سلام پھیرتے ہوئے امام کی بھی نیت کریں۔ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔ [4]

---

[1] حلبی کبیر، صفۃ الصلوۃ، ص: ۳۲۸ [2] فتاویٰ هندیہ، الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ: ۱/ ۷۶

[3] الدر المختار، فصل فی آداب الصلوۃ، ۱/ ۴۷۷۔۴۷۸، ط: سعید [4] الدر مع الرد، کتاب الصلوۃ، آداب الصلوۃ، ۱/ ۵۲۶۔۵۲۷، ط: سعید۔

تین رکعت فرض (مغرب کی) نماز پڑھنے کا طریقہ:

تین رکعت مغرب کی نیت کر کے دو رکعت اسی ترتیب کے مطابق ادا کریں جیسا کہ "دو رکعت فرض پڑھنے کے طریقے" میں لکھا گیا ہے۔ جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھیں تو صرف "تَشَهُّدْ" اخیر تک پڑھ کر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں۔

تیسری رکعت میں بِسْمِ اللّٰهِ اور سورۂ فاتحہ پڑھیں کوئی اور سورت نہ ملائیں اور باقی رکعت پوری کریں۔

چار رکعت فرض (ظہر، عصر اور عشا کی نماز) پڑھنے کا طریقہ:

نماز کی نیت کر کے نماز شروع کریں اور پہلی دو رکعت اسی ترتیب پر پڑھیں جیسا کہ "دو رکعت نماز پڑھنے کے طریقے" میں لکھا گیا ہے۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف بِسْمِ اللّٰهِ اور سورۃ الفاتحہ پڑھیں اس کے ساتھ کوئی سورت نہ ملائیں اور نماز مکمل کریں۔

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ:

عشا کے فرض اور سنت ادا کرنے کے بعد تین رکعت وتر کی نماز واجب (ضروری) ہے۔ وتر چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ وتر کی دوسری رکعت میں صرف تشہد پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں۔

"بِسْمِ اللّٰهِ"، سورۃ الفاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر باندھ لیں، پھر دعائے قنوت پڑھیں اور باقی نماز مکمل کریں۔

سبق: ۴	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۵ دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔[1]

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔

اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور ہم (تیری ہی عبادت کے لیے) جلد تیار ہوجاتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے''۔

---

[1] البحر الرائق، الصلوۃ، باب الوتر والنوافل: ۲/۴۲

جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو جلد از جلد دعائے قنوت یاد کرے، جب تک یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لیا کرے۔

''رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝''

اور اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ پڑھ لیں یا تین مرتبہ یَا رَبِّ پڑھ لیں نماز ہو جائے گی۔ [1]

مسنون نمازوں کا بیان

دن رات میں کل بارہ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں، جن کا اہتمام کرنا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو بارہ رکعتیں پڑھنے کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بناتے ہیں۔ چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔'' [2]

مسئلہ ۱: فجر کی دو رکعت سنت کی حدیث میں بہت تاکید آئی ہے، اسے کبھی نہ چھوڑیں، اگر کسی دن دیر ہو جائے اور فجر کا وقت تنگ ہو تو دو رکعت فرض پڑھ لیں اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعت سنت کی قضا کر لیں۔

مسئلہ ۲: فجر کی با جماعت نماز شروع ہو چکی اور فجر کی سنت نہ پڑھی ہو تو پیچھے کسی صف میں ایک طرف ہو کر سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائیں اور اگر اس کا خدشہ ہو کہ سنت پوری کرنے سے پہلے امام سلام پھیر دے گا تو سنت نہ پڑھیں اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائیں اور سورج طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے پہلے سنت کی قضاء کر لیں۔ [3]

---

[1] ردالمحتار: ۱/ ۶۹۷ [2] سنن النسائی، قیام اللیل وتطوع النہار، باب ثواب من صلی فی الیوم واللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ، الرقم: ۱۷۹۶

[3] حلبی کبیر ص: ۳۹۷، شامی: ۱/ ۵۷

مسئلہ ۳: ظہر سے پہلے چار رکعت سنّت رہ جائیں تو ان کو فرض کے بعد پڑھ لیں، بہتر یہ ہے کہ پہلے دو رکعت سنت پڑھ کر پھر چار رکعت سنت پڑھیں۔ [1]

مسئلہ ۴: سنت کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: عصر اور عشاء سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں۔

مسئلہ ۶: چار رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دوسری رکعت میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں تو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بھی پڑھیں یہ افضل ہے۔ [2]

نماز کے بعد کی دعائیں

[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔" [3]

ترجمہ: "اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا اور تیری ہی طرف سے سلامتی (مل سکتی) ہے، بہت برکت والا ہے تو، اے عظمت و بزرگی والے۔"

[2] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر یہ ارشاد فرمایا: "اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات کہنا ہرگز مت چھوڑنا۔"

---

[1] فتح القدیر، باب ادراک الفریضۃ: ۱/ ۴۱۵
[2] الدر المختار، باب الوتر والنوافل: ۲/ ۱۶
[3] صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: ۱۳۳۴

''اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ''[1]

ترجمہ: ”اے اللہ! تو میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری اچھے طریقے سے عبادت کروں۔“

[2] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”نماز کے بعد پڑھے جانے والے چند کلمات ایسے ہیں جن کا پڑھنے والا کبھی محروم اور نا امید نہیں ہوتا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔“[2]

[3] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص ہر فرض نماز کے بعد اٰیۃ الکرسی پڑھے اس کو جنت میں جانے سے صرف اس کی موت ہی روکے ہوئے ہے۔“[3]

دوسری روایت میں ہے:

”فرض نماز کے بعد اٰیۃ الکرسی پڑھنے والا اگلی نماز تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔“[4]

---

[1] سنن ابی داؤد، الوتر، باب فی الاستغفار، الرقم: ۱۵۲۲
[2] صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ، الرقم: ۱۳۵۰
[3] عمل الیوم واللیلۃ، الرقم: ۱۰۰۰
[4] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۱۲۸

سبق: ۵	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:٦ نماز کے فرائض

نماز میں تیرہ (۱۳) فرائض ہیں: جس میں سے نماز سے باہر کے سات اور نماز کے اندر کے چھ ہیں۔
نماز سے پہلے چند چیزوں کا پورا کرنا ضروری ہے جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ان کو "نماز کی شرائط" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز کے دوران چند چیزیں ایسی ہیں جن کو پورا کیے بغیر نماز نہیں ہوتی، ان کو "نماز کے ارکان" کہا جاتا ہے۔

نماز کی شرائط:

نماز کی سات شرائط یہ ہیں:

۱ جسم کا پاک ہونا۔ ۲ لباس کا پاک ہونا۔ ۳ ستر کا چھپانا۔
۴ جگہ کا پاک ہونا۔ ۵ قبلہ رُخ ہونا۔ ۶ نماز کا وقت ہونا۔
۷ نیت کرنا (یعنی دل میں اس بات کا ارادہ کرنا کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں)۔

نماز کے ارکان:

نماز کے چھ ارکان یہ ہیں:

۱ تکبیر تحریمہ (یعنی نماز شروع کرتے وقت ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ'' کہنا)۔
۲ قیام (یعنی سیدھا کھڑا ہونا)۔ ۳ قرأت (یعنی قرآن کریم پڑھنا)۔
۴ رکوع کرنا۔ ۵ دونوں سجدے کرنا۔
۶ آخری قعدہ میں ''تَشَهُّدْ'' کی مقدار بیٹھنا (یعنی آخری رکعت میں سلام پھیرنے سے پہلے اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں پوری ''تَشَهُّدْ'' پڑھی جاسکے۔)

نماز کے واجبات

وہ اعمال جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے انھیں ''نماز کے واجبات'' کہتے ہیں۔

فرض اور واجب میں یہ فرق ہے کہ اگر فرض چھوٹ جائے تو نماز ہر صورت میں دوبارہ پڑھنی پڑے گی جب کہ واجب اگر بھول سے رہ جائے تو سجدۂ سہو ادا کرنے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے، اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

اگر کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز ادا نہیں ہوگی بل کہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

نماز کے چودہ (۱۴) واجبات یہ ہیں:

۱. فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے مخصوص کرنا۔
۲. فرض نماز کی پہلی اور دوسری رکعت اور واجب، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔
۳. فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں اور واجب، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا یا کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔
۴. سورۂ فاتحہ سورت سے پہلے پڑھنا۔
۵. نماز کے ارکان میں ترتیب قائم رکھنا۔
۶. قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔
۷. جلسہ کرنا یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔
۸. تعدیلِ ارکان یعنی نماز کے تمام ارکان کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔
۹. قعدۂ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعات والی نماز میں دوسری رکعت کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

⑩ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

⑪ امام کا فجر، مغرب، عشا، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کی وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا، ظہر اور عصر کی نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔

⑫ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" سے نماز ختم کرنا۔

⑬ وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

⑭ دونوں عیدوں کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

سجدۂ سہو

سجدۂ سہو: سہو کے معنی بھول جانے کے ہیں۔ بھولے سے نماز میں کمی یا زیادتی کی وجہ سے نقصان آجاتا ہے، بعض نقصان ایسے ہیں کہ ان کو دور کرنے کے لیے نماز کے آخری قعدے میں ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیے جاتے ہیں۔ اس کو "سجدۂ سہو" کہتے ہیں۔

ان صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے:

① نماز میں کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے، جیسے تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ چھوٹ جائے۔

② فرض یا واجب ادا کرنے میں ایک رکن کی مقدار کے برابر تاخیر ہوجائے جیسے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایک رکن یعنی (تین مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ کہنے) کی مقدار خاموش کھڑا رہے اور کوئی سورت نہ ملائے۔

③ کسی رکن کی ترتیب بھولے سے آگے پیچھے ہوجائے جیسے کوئی پہلے سورت پڑھے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔

④ بھولے سے ایک رکعت میں دو رکوع کرلیے یا تین سجدے کرلیے۔

نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہوجائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: شک کی عادت نہ ہوتو نماز توڑ دیں اور نئے سرے سے نماز پڑھیں۔

دوسری صورت: اگر بار بار شک ہوتا رہتا ہوتو غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر غالب گمان یہ ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں تو ایک رکعت اور پڑھ لیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو مزید رکعت نہ پڑھیں اور سجدۂ سہو بھی نہ کریں۔

تیسری صورت: اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو تین رکعتیں ہی سمجھیں اور اس تیسری رکعت میں تشہد پڑھ کر چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں اور اخیر میں سجدۂ سہو کریں۔ [1]

اگر ایک نماز میں کئی مرتبہ بھول سے ایسے کام ہو جائیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً بھولے سے ایک رکعت میں دو رکوع کر لیے اور ایک رکعت میں تین سجدے بھی کر لیے تو صرف ایک مرتبہ سجدۂ سہو کر لینا کافی ہوگا۔

سجدۂ سہو کا حکم تمام نمازوں میں برابر ہے، چاہے فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل۔

سجدۂ سہو کا طریقہ:

آخری قعدے میں تشہد پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیریں اور دو سجدے کر لیں۔ پھر بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر دائیں، بائیں دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کریں۔

اگر کسی شخص پر سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے بھول کر دونوں طرف سلام پھیر لیا پھر سجدۂ سہو یاد آیا تو اگر کسی سے بات نہ کی ہو اور سینہ قبلہ سے نہ پھیرا ہو تو دو سجدے کر کے نماز پوری کریں، نماز درست ہو جائے گی۔

---

[1] ردالمحتار: ۲ / ۹۲

سبق: ۶	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔	دستخط معلم:	

سبق: ۷ نماز کے مفسدات

نماز کے مفسدات: وہ چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جس کی وجہ سے نماز لوٹانا ضروری ہوتی ہے۔ انھیں ''نماز کے مفسدات'' کہتے ہیں۔

نماز کے مفسدات یہ ہیں:

۱ نماز میں بولنا، چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھولے سے۔
۲ سلام کرنا یا کوئی اور لفظ کہہ دینا۔
۳ سلام کا جواب دینا۔
۴ نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔
۵ کسی اچھی خبر پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' یا بری خبر پر ''اِنَّا لِلّٰہِ'' یا عجیب خبر پر ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہنا۔
۶ بیماری، درد یا رنج کی وجہ سے آہ، اُف وغیرہ کہنا۔
۷ قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا۔
۸ درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔
۹ قرآن کریم پڑھنے میں ایسی سخت غلطی کرنا جس سے معنی بدل جائیں، جیسے: ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ'' کی جگہ ''اَنْعَمْتُ'' پڑھنا۔
۱۰ اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے کو لقمہ دینا۔
۱۱ امام کا اپنے مقتدی کے علاوہ کسی اور سے لقمہ لینا۔
۱۲ عمل کثیر، یعنی نماز میں کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والا نمازی کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا۔
۱۳ کھانا پینا۔
۱۴ سینے کا قبلے سے پھر جانا۔
۱۵ ایک رکن کی مقدار ستر کھل جانا۔
۱۶ نمازی کا دو صفوں کے برابر چلنا۔
۱۷ مقتدی کا امام سے آگے بڑھ جانا۔
۱۸ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔
۱۹ نماز میں کوئی فرض چھوڑ دینا۔
۲۰ چھینکنے والے کو ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہنا یا امام کے علاوہ کسی اور کی دعا پر آمین کہنا۔

نماز کے اوقات

نماز ادا کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ شریعت میں جو وقت جس نماز کے لیے مقرر ہے وہ اسی وقت میں پڑھی جائے۔ وقت داخل ہونے سے پہلے نماز پڑھی تو نماز بالکل درست نہ ہوگی اور وقت ختم ہونے کے بعد نماز پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوگی بل کہ قضا ہوگی۔

دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

① فجر ② ظہر ③ عصر ④ مغرب ⑤ عشا

① **فجر کی نماز کا وقت:** صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔

② **ظہر کی نماز کا وقت:** زوال کے بعد سے سایۂ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ اس کے دوگنا ہونے تک رہتا ہے۔

③ **عصر کی نماز کا وقت:** ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے۔

④ **مغرب کی نماز کا وقت:** سورج غروب ہونے کے بعد سے مغرب کی طرف آسمان پر رہنے والی سفیدی کے غائب ہونے تک ہے۔

⑤ **عشا کی نماز کا وقت:** مغرب کا وقت ختم ہونے کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

نماز کے مکروہ اوقات

تین اوقات ایسے ہیں جن میں ہر قسم کی نماز (فرض ہو یا واجب، سنت یا نفل، ادا ہو یا قضا ہو) پڑھنا منع ہے۔[1]

① **طلوعِ آفتاب:** سورج نکلنے کے وقت سے اُس کی روشنی تیز ہونے تک۔ (تقریباً بارہ منٹ)

② **زوال:** سورج کے آسمان میں بالکل بیچ میں ہونے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے۔ (تقریباً دس منٹ، پانچ منٹ پہلے اور پانچ منٹ بعد احتیاطاً)

---

[1] هندية: ۱/ ۵۲

3. **غروب آفتاب:** سورج غروب ہونے سے تقریباً بیس منٹ پہلے، البتہ اس دن کی عصر کی نماز اگر نہ پڑھی ہو تو وہ اس وقت میں پڑھ سکتے ہیں۔

ان **تین اوقات** کے علاوہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، قضا نماز پڑھ سکتے ہیں۔

1. صبح صادق کے بعد سے فجر کی نماز سے پہلے تک (فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ)۔
2. فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے سورج نکلنے تک، اس وقت میں فجر کی سنت پڑھنا بھی منع ہے۔
3. عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سے سورج غروب ہونے تک۔[1]

قضا نماز

قضا نماز: نماز کو اس کے مقررہ وقت کے ختم ہونے کے بعد پڑھنے کو "قضا" کہتے ہیں۔ جیسے: عشا کی نماز صبح صادق کے بعد پڑھی جائے تو عشا کی نماز قضا کہلائے گی۔

فرض نماز کی قضا فرض ہے اور واجب نماز کی قضا واجب ہے۔[2]

ہر فرض نماز کو اس کے مقررہ وقت ہی میں ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور بغیر کسی عذر کے نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "جو شخص دو نمازوں کو بغیر کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچ گیا۔"[3]

اللہ نہ کرے اگر کوئی نماز چھوٹ جائے اور اس کو اس کے مقررہ وقت میں نہ پڑھ سکیں تو بعد میں جب بھی موقع ملے جلد سے جلد اس کی قضا کر لیں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، توبہ کریں اور آئندہ نماز قضا نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔

---

[1] شامی، الصلوٰۃ، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت: ۱/ ۳۸۳، ۳۷۰
[2] الدر مع الرد، باب قضاء الفوائت ۲/ ۶۶
[3] جامع الترمذی، الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین، الرقم: ۱۸۶

قضا نماز کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ایک ہی وقت میں کئی قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

تین اوقات میں قضا نماز نہیں پڑھ سکتے

١. سورج طلوع ہونے کے وقت
٢. زوال کے وقت
٣. سورج غروب ہونے کے وقت

جن کی تفصیل صفحہ نمبر 118 میں ہے۔

مسئلہ ١: قضا نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز پڑھنے کا طریقہ ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ٢: قضا نمازوں کی تعداد یاد نہیں ہے شمار کرنا مشکل ہے تو اس صورت میں اچھی طرح سوچ کر ایک اندازہ لگالیں اور اس کے مطابق قضا کرلیں اور جو اندازہ لگایا ہے اس سے کم قضا نہ کریں، بل کہ زیادہ قضا کرنے کی کوشش کریں۔ [1]

مسئلہ ٣: قضا نمازوں کا اندازہ لگانے کے بعد ہر مرتبہ یوں نیت کریں کہ میری جتنی فجر کی نمازیں قضا ہیں ان میں سے پہلی فجر کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ اس لیے کہ جب وہ قضا کرلی تو اب اس کے بعد والی نماز پہلی ہوجائے گی، اس طرح قضا کرتے رہیں یہاں تک کہ ذمے میں کوئی نماز باقی نہ رہے۔ [2]

---

[1] ھندیۃ: ١/ ١٢٣، بحوالہ نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ٣/ ٣٤٩
[2] رد المحتار، باب شروط الصلوۃ: ١/ ٤٢٢

سبق: ٧	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔	دستخط معلم:	

سبق: ۸ جماعت کا بیان

جماعت: چند آدمیوں کا مل کر اس طرح نماز پڑھنا کہ ان میں ایک امام ہو اور باقی مقتدی ہوں، اس کو ''جماعت'' کہتے ہیں۔

جماعت کے لیے کم سے کم دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے، جن میں ایک امام ہو اور دوسرا مقتدی ہو، البتہ جمعہ اور عیدین کی جماعت کے لیے امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ [1]

مردوں کے لیے پانچوں فرض نمازیں مسجد میں جماعت سے ادا کرنا ضروری ہے اور بغیر کسی عذر کے جماعت چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ [2]

جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں جماعت شرط ہے، بغیر جماعت کے یہ نمازیں ادا نہیں ہوتیں۔ [3]

رمضان المبارک میں وتر کی جماعت مستحب ہے۔ [4]

جماعت میں کھڑے ہونے کا طریقہ:

اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے دائیں طرف امام کے برابر تھوڑا سا پیچھے کھڑا ہو اور اگر مقتدی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں۔

مقتدی اگر دو ہوں تو امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں، امام کے دائیں، بائیں کھڑے ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر مقتدی دو سے زیادہ ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ مقتدیوں کے ساتھ مل کر درمیان میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ [5]

---

[1] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الجمعۃ: ۳/ ۲۴، دارالکتب العلمیہ [2] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الامامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد: ۲/ ۲۹۰

[3] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الامامۃ: ۲/ ۲۸۷، بیروت [4] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الامامۃ: ۲/ ۲۸۸، بیروت [5] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الامامۃ: ۲/ ۳۰۹، بیروت

صفوں کی درستگی:

جماعت میں صفوں کا بالکل سیدھا ہونا انتہائی اہم اور ضروری ہے۔
صفوں کی درستگی میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

1. ایڑیاں سب کی ایک سیدھ میں ہوں، آگے پیچھے نہ ہوں۔
2. کندھے سب کے ملے ہوئے ہوں، درمیان میں جگہ خالی نہ ہو۔[1]
3. پہلے اگلی صف مکمل کریں پھر دوسری صف بنائیں، اگلی صف میں خالی جگہ کے ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
4. اگر پہلی صف پوری ہوگئی تو دوسری صف امام کے پیچھے سے بنانا شروع کریں۔[2]

باجماعت نماز کا طریقہ

اقتدا: امام کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنے کو "اقتدا" کہتے ہیں۔

مقتدی امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ کے بعد صرف ثَنَا پڑھ کر خاموش کھڑا رہے، تَعَوُّذْ، تَسْمِیَة، سُوْرَةُ الْفَاتِحَة اور سورت کی تلاوت نہ کرے۔[3]

البتہ باقی تمام اذکار (تکبیرات، تسبیحات، تشہد، درود شریف وغیرہ) مقتدی بھی پڑھے اور جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہے تو مقتدی "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہے۔[4]

جو شخص جماعت شروع ہونے کے بعد مسجد پہنچے تو سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہوئے، بھاگے دوڑے بغیر، تکبیر تحریمہ کہہ کر فوراً جماعت میں شریک ہوجائے۔[5]

---

[1] شامی، باب الامامۃ: ۱/ ۵۷۰ [2] شامی، باب الامامۃ: ۱/ ۵۶۸ [3] ھندیہ، الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ: ۱/ ۷۳، ط: رشیدیہ کوئٹہ

[4] (الف) ھندیہ مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی: ۱/ ۴۹۵ (ب) حلبی کبیر، واجبات الصلوۃ، ص: ۲۵۸ [5] صحیح مسلم، الصلوۃ، باب استحباب اتیان الصلوۃ: ۱۳۵۹

اگر مقتدی رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوگیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی۔ مقتدی رکوع کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا تو وہ رکعت اس سے چھوٹ گئی۔

اگر مقتدی کا تشہد پورا ہونے سے پہلے امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو مقتدی تشہد مکمل پڑھ کر کھڑا ہو، اس لیے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔[1]

اگر مقتدی کے تشہد پورا ہونے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو مقتدی تشہد مکمل پڑھ کر سلام پھیرے۔

اگر مقتدی کے درود یا دعا پوری ہونے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔[2]

رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں امام دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور مقتدی نے دعائے قنوت پوری نہ پڑھی ہو تو مقتدی بھی دعائے قنوت پوری پڑھے بغیر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔[3]

مسبوق کے مسائل

مسبوق: جس شخص کو امام کے ساتھ ایک یا کئی رکعتیں نہ ملی ہوں، اس کو "مسبوق" کہتے ہیں۔[4]

مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے بل کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد خود سلام پھیرے بغیر کھڑا ہو کر اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پورا کرے۔

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو اکیلے نماز پڑھنے والے کی طرح پڑھے یعنی ثَنَا، تَعَوُّذ، تَسْمِیَة اور قرأت سب پڑھے۔[5]

---

[1] شامی، باب صفۃ الصلوۃ، مطلب مہم فی تحقیق متابعۃ الامام: ۱/ ۴۷۰
[2] عالمگیری، الفصل السادس فیما یتابع الامام: ۱/ ۹۰ط: رشیدیہ
[3] ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۲/ ۱۰
[4] ردالمحتار، الصلوۃ، باب الامامۃ، مطلب فی احکام المسبوق: ۲/ ۳۴۶ط: بیروت
[5] شامی، باب الامامۃ، مطلب فیما لو اتی بالرکوع: ۱/ ۵۹۷-۵۹۶

مسبوق کی اگر دو یا دو سے زیادہ رکعتیں چھوٹ گئی ہوں تو وہ ان رکعتوں کو ادا کرتے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے۔

مسبوق کی اگر چار رکعت والی نماز (ظہر، عصر اور عشا) کی تین رکعتیں یا مغرب کی دو رکعتیں چھوٹی ہوں تو وہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کرے، پھر آخری رکعت میں قعدہ کرے۔ [1]

مسبوق آخری قعدہ میں جب امام کے ساتھ بیٹھے تو صرف تشہد پڑھے، درود شریف اور دعا نہ پڑھے۔ [2]

اگر امام سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے تو مسبوق بھی سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ شریک ہو، البتہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو کا سلام نہ پھیرے، پھر جب امام نماز سے فارغ ہونے کے لیے سلام پھیر دے تو مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پورا کرے۔ [3]

مسبوق کو یہ بات یاد ہے کہ اس کی نماز باقی ہے، اس کے باوجود امام کے ساتھ سجدہ سہو کے لیے سلام پھیر دیا تو نماز ٹوٹ گئی اب دوبارہ یہ نماز پڑھیں۔ [4]

اگر مسبوق بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو وہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرنے کے بعد احتیاطاً اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ [5]

مسبوق سے اگر اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرنے میں سہو ہو جائے تو اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ [6]

---

[1] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الامامۃ، مطلب فی احکام المسبوق: ۲/ ۳۴۷ط: بیروت [2] عالمگیری، الفصل السابع فی المسبوق: ۱/ ۹۱ط: رشیدیہ

[3] عالمگیری، الفصل السابع فی المسبوق: ۱/ ۹۱ط: رشیدیہ [4] ردالمحتار، باب سجود السہو: ۲/ ۸۲

[5] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الامامۃ، مطلب فی احکام المسبوق: ۲/ ۳۵۰ط: بیروت [6] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الجمعۃ: ۳/ ۳۵ط: سعید

سبق: ۸	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔	دستخط معلم:	

سبق ۹: جمعہ کا بیان

نمازِ جمعہ: جمعے کی نماز فرض ہے جو جمعے کے دن ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے۔
جمعے کے لیے مسجد جلدی جانا چاہیے جو شخص جتنا پہلے جائے گا اس کو اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔

جمعے کے دن کی سنتیں:

۱. غسل کرنا۔[۱]
۲. تیل اور خوشبو لگانا۔[۲]
۳. اچھے کپڑے پہننا۔[۳]
۴. مسجد جلدی جانا۔[۴]
۵. مسجد پیدل جانا۔[۵]
۶. سورۂ کہف کی تلاوت کرنا۔[۶]
۷. کثرت سے درود شریف پڑھنا۔[۷]

خطبۂ جمعہ:

مسئلہ ۱: جمعے میں خطبہ پڑھنا واجب ہے۔[۸]

مسئلہ ۲: جب امام خطبہ پڑھے تو اسے غور سے سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے، اس وقت نماز پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا، کسی کی بات کا جواب دینا، کسی کو بات کرنے سے روکنا، قرآن کریم پڑھنا وغیرہ سب منع ہے۔[۹]

---

۱. صحیح البخاری، الجمعۃ، باب فضل الغسل یوم الجمعۃ، الرقم: ۸۷۷
۲. صحیح البخاری، الجمعۃ، باب الدھن للجمعۃ، الرقم: ۸۸۳
۳. صحیح البخاری، الجمعۃ، باب یلبس احسن ما یجد، الرقم: ۸۸۶
۴. صحیح البخاری، الجمعۃ، باب فضل الجمعۃ، الرقم ۸۸۱
۵. سنن النسائی، الجمعۃ، باب فضل المشی الی الجمعۃ، الرقم: ۱۳۸۵
۶. سنن الکبری للبیہقی، کتاب الجمعۃ، باب ما یومر فی لیلۃ الجمعۃ ۳/۲۴۹
۷. سنن ابی داؤد، الصلوٰۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، الرقم: ۱۰۴۷
۸. ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الجمعۃ: ۳/۱۹۰، ط: بیروت
۹. ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب الجمعۃ: ۳/۳۵، ط: سعید

مسئلہ ۳: عربی میں خطبہ پڑھنا سنت ہے، عربی کے علاوہ دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا بدعت اور ناجائز ہے۔ (۱)

مسئلہ ۴: جمعے کی پہلی اذان ہوتے ہی تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لیے جانا واجب ہے، اس وقت جمعے کی تیاری کے علاوہ کسی اور کام میں لگنا، خریدنا، بیچنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

مسئلہ ۵: جب امام صاحب جمعے کے خطبے کے لیے کھڑے ہوں تو اس وقت سنّت یا نفل نماز نہ پڑھیں۔ (۳)

مسافر کی نماز

مسافر: جب کوئی شخص ۴۸ میل (تقریباً ۷۸ کلومیٹر) سفر کا ارادہ کر کے اپنی بستی یا شہر سے نکلے تو وہ شرعاً مسافر ہو جائے گا۔ چاہے یہ سفر گھنٹوں میں طے ہو جائے یا منٹوں میں۔

جب مسافر اپنی بستی یا اپنے شہر کی حدود (ٹول پلازہ وغیرہ) سے باہر نکل جائے تو قصر شروع کرے گا، گھر سے نکلتے ہی قصر شروع نہ کرے۔ (۴)

مسافر کے لیے ظہر، عصر اور عشا کی فرض نمازوں میں قصر کرنا واجب ہے۔ یعنی فرض کی چار رکعتوں کی جگہ دو رکعتیں پڑھنا۔ فجر، مغرب اور وتر کی نمازیں پوری پڑھی جائیں گی۔

سفر میں فجر کی دو رکعت سنت کا اہتمام کریں۔ (۵)

اگر کسی جگہ امن و اطمینان سے ٹھہرے ہوئے ہوں تو سنت مؤکدہ کا اہتمام کرنا چاہیے اور اگر گاڑی نکلنے کا ڈر ہو یا ٹرین میں رش ہو تو فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ باقی سنت مؤکدہ چھوڑ دیں۔

مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز چار رکعت جان بوجھ کر پڑھے تو گناہ گار ہوگا۔ (۶)

اگر مسافر بھول کر ظہر، عصر یا عشا کی چار رکعت پڑھ لے اور دوسری رکعت میں بیٹھ کر تشہد پڑھ لے تو دو رکعتیں

---

(۱) الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۲/ ۱۳۱۰ط: رشیدیہ
(۲) رد المحتار، الصلوۃ، باب الجمعۃ: ۳/ ۳۸ط: بیروت
(۳) شامی، باب الجمعۃ: ۲/ ۱۵۸
(۴) رد المحتار، الصلوۃ، باب صلوۃ المسافر: ۲/ ۱۲۱
(۵) کنز العمال، الشمائل، قسم الاقوال: ۱۷۹۱۵
(۶) شامی، باب صلوۃ المسافر: ۲/ ۱۲۸

فرض ہوگئیں اور دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ البتہ آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔[1]

مسافر جب تک کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کرے گا اس وقت تک قصر کرتا رہے گا اور جب مسافر کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو اس وقت پوری نماز پڑھے گا۔[2]

اگر مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس امام کے ساتھ پوری نماز پڑھے گا۔[3]

چلتی ریل گاڑی اور جہاز میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں گرنے کا ڈر ہو یا چکر آنے کا ڈر ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں، لیکن اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکتے ہوں تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔[4]

اگر نماز کے دوران جہاز یا ریل کے گھوم جانے سے نمازی کا رخ قبلہ کی طرف سے گھوم جائے (اور اسے اس کا علم ہو) تو فوراً قبلہ کی طرف رخ پھیر لیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔[5]

اگر سفر میں نماز قضا ہو جائے تو گھر پہنچ کر ظہر، عصر اور عشاء کی دو دو رکعتوں ہی کی قضا کی جائے گی۔ اور اگر گھر میں رہتے ہوئے نماز چھوٹ جائے اور سفر میں قضا کریں تو ظہر، عصر اور عشا کی چار رکعت قضا کریں گے۔[6]

بیمار کی نماز

نماز دین کا ستون ہے، ہر حال میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ بیماری کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہوتی۔ البتہ اس میں کچھ سہولت ضرور ہو جاتی ہے۔

اگر بیماری میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو یا کھڑے ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو یا بیماری کے بڑھ

---

[1] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر: ۲/ ۱۲۸

[2] فتاویٰ عالمگیری، الصلوٰۃ، باب فی صلوٰۃ المسافر: ۱/ ۱۳۹

[3] ردالمحتار، الصلوٰۃ، باب فی صلوٰۃ المسافر: ۲/ ۱۳۰

[4] فتاویٰ عالمگیری، الصلوٰۃ، باب فی صلوٰۃ المریض: ۱/ ۱۳۶

[5] فتاویٰ عالمگیری، الصلوٰۃ، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ: ۱/ ۶۴

[6] فتاویٰ عالمگیری، الصلوٰۃ، باب فی قضاء الفوائت: ۱/ ۱۲۱

جانے کا اندیشہ ہو یا سر میں چکر آ کر گر جانے کا ڈر ہو یا کھڑے ہونے کی طاقت تو ہو لیکن رکوع، سجدہ نہیں کیا جاسکتا ہو تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔[1]

کوئی شخص پورا وقت کھڑا نہیں ہوسکتا لیکن تھوڑی دیر کھڑا رہ سکتا ہے تو اس کے لیے اتنی دیر کھڑا ہونا ضروری ہے، چاہے وہ تکبیر تحریمہ (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرْ) کہنے کی مقدار ہی کیوں نہ ہو۔

اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع، سجدہ کیا جاسکتا ہو تو رکوع، سجدہ کرے ورنہ رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے، البتہ سجدہ کے اشارے کے لیے رکوع سے زیادہ سر جھکائے۔[2]

بیماری میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھ لے، اس کی دو صورتیں ہیں:

1. لیٹ کر نماز پڑھنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ سیدھا لیٹے اور پاؤں قبلہ کی طرف کرے لیکن پاؤں قبلے کی طرف نہ پھیلائے بل کہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلے کے سامنے ہو اور سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کرے۔[3]
2. دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلے کی طرف منہ کرکے لیٹ جائے اور سر کے اشارے سے رکوع، سجدہ کرے اور سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے نسبتاً زیادہ جھکا ہوا ہو۔[4]

لیٹ کر سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو نماز نہ پڑھے، اگر پانچ نمازوں سے زیادہ تک یہی حالت رہے تو نماز معاف ہوجائے گی، اب ان نمازوں کی قضا نہیں ہے۔[5]

اگر پانچ نمازوں سے پہلے حالت کچھ اچھی ہوگئی اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت آ جائے تو اب نماز شروع کردے اور ان چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بھی کرے، مکمل صحت یابی کا انتظار نہ کرے۔[6]

---

[1] حلبی کبیر، فرائض الصلوۃ، ص: ۲۶۱ [2] ھندیہ، الباب الرابع عشر فی صلوۃ المریض: ۱/ ۱۳۶ [3] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی صلوۃ المریض: ۱/ ۱۳۶

[4] البحر، باب صلوۃ المریض: ۲/ ۱۱۳ ط: سعید [5] فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ المریض: ۱/ ۴۵۹

[6] ھندیہ، الباب الرابع عشر، فی صلوۃ المریض: ۱/ ۱۳۷

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت: قرآن کریم میں چودہ مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے اسے ''سجدۂ تلاوت'' کہتے ہیں۔

اگر نماز میں سجدے کی آیت تلاوت کریں تو اسی وقت تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جائیں۔

اگر نماز سے باہر ہوں تو بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جائیں اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے بغیر سلام پھیرے اٹھ جائیں۔

اگر کھڑے ہوئے بغیر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کر لیا تب بھی درست ہے۔ [1]

سجدے کی ایک ہی آیت اگر ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھی یا سنی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ [2]

ایک جگہ بیٹھ کر سجدے کی کوئی آیت پڑھی پھر قرآن کریم کی تلاوت ختم کرنے کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے کسی اور کام میں مشغول ہو گئے۔ جیسے کھانا کھانے لگے، اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب دو سجدے واجب ہوں گے۔ [3]

اگر سجدے کی مختلف آیتیں پڑھی یا سنی جائیں تو ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ سجدہ کرنا ہوگا چاہے مجلس ایک ہی ہو۔ [4]

تراویح کی نماز

تراویح: رمضان المبارک کے مہینے میں عشا کے فرض اور سنت کے بعد وتر سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے ''تراویح'' کہتے ہیں۔ ہر بالغ مرد و عورت پر بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لہٰذا بغیر عذر کے تراویح چھوڑنے والا گناہ گار ہوگا۔ [5]

---

[1] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۵

[2] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۴

[3] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۴

[4] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۴

[5] (الف) (السنن الکبری للبیہقی، الصلوۃ، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان: ۲/ ۴۹۶) (ب) عالمگیری: ۱/ ۱۱۶

تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا سنتِ مؤکدہ کفایہ ہے۔یعنی محلے کے چند افراد نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھ لی تو باقی محلے والے تراویح کی جماعت چھوڑنے پر گناہ گار نہ ہوں گے۔ (1)

جس رات رمضان المبارک کا چاند نظر آتا ہے اسی رات سے تراویح کی نماز پڑھی جاتی ہے اور جس رات عید کا چاند نظر آئے اس رات تراویح کی نماز نہیں پڑھی جاتی ہے۔

تراویح کی نماز کا طریقہ:

عشا کے فرض اور سنت پڑھنے کے بعد تراویح کی نیت سے دو دو رکعت کر کے دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا مستحب ہے۔بہتر یہ ہے کہ اس وقفے کے درمیان بھی بیٹھے بیٹھے تسبیح اور ذکر وغیرہ میں مشغول رہا جائے۔ (2)

تراویح کی نماز میں پورے رمضان میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے۔ (3)

تراویح کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشا کی نماز کا ہے البتہ تراویح کی نماز عشا کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

تراویح کے مسائل:

اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد پہنچے کہ تراویح کی نماز شروع ہو چکی ہو اور عشا کی نماز نہ پڑھی ہو تو پہلے عشا کی فرض نماز اور دو رکعت سنت ادا کرے، اس کے بعد امام کے ساتھ تراویح میں شریک ہو۔

جس شخص نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی ہو وہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی کی تراویح کی چند رکعتیں جماعت کے ساتھ چھوٹ گئی ہوں اور وتر کی جماعت ہو رہی ہو تو وہ امام کے ساتھ پہلے وتر پڑھ لے پھر بقیہ تراویح پڑھے۔

---

(1) الفتاوی الھندیہ، الصوم، فصل فی التراویح: ۱/ ۱۱۶ (2) بدائع الصنائع، فصل فی سننہا والتراویح: ۱/ ۶۴۸

(3) فتاوی قاضیخان علی حاشش الھندیہ، الصلوۃ، فصل فی مقدار القراءۃ فی التراویح: ۱/ ۲۳۷

سبق: ۹	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔	دستخط معلم:	

سبق: ۱۰ عید کی نمازوں کا بیان

اسلام نے سال میں خوشی منانے کے دو دن رکھے ہیں:

۱. ''عید الفطر'' جو شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔

۲. ''عید الاضحیٰ'' جو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔

دونوں عیدوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرنا مردوں پر واجب ہے۔[1]

عیدین کی نماز کا وقت سورج طلوع ہونے کے تقریباً بارہ منٹ بعد سے شروع ہو جاتا ہے اور زوال سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

عید کی سنتیں

۱. صبح سویرے اٹھنا۔ ۲. مسواک کرنا۔ ۳. غسل کرنا۔

۴. اپنی گنجائش کے مطابق عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ ۵. خوشبو لگانا۔

۶. عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز، مثلاً: کھجور وغیرہ کھانا اور عید الاضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ ۷. عید گاہ میں صبح سویرے جانا۔

۸. عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر دے دینا۔ ۹. پیدل جانا۔

۱۰. عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہوئے راستے میں ''تکبیر تشریق'' آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

۱۱. عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا۔ ۱۲. ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔

---

[1] هندیہ، الصلوۃ، الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین: ۱/ ۱۴۹-۱۵۰

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ

عید کی نماز کے لیے نہ اذان ہوتی ہے نہ اقامت۔ [1]

دل میں یہ نیت کریں کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی دو رکعت واجب نماز چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں۔

پھر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھائیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھیں، پھر دونوں ہاتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کانوں کی لَو تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، پھر دوسری بار دونوں ہاتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کانوں کی لَو تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر تیسری بار دونوں ہاتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کانوں کی لَو تک اٹھائیں اور دونوں ہاتھ باندھ لیں۔

پھر امام تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع کرے، پھر دو سجدے کرنے کے بعد جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں تو امام پہلے قرأت کرے، قرأت سے فارغ ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، پھر اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز پوری کریں۔

تکبیر تشریق

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ [2]

تکبیر تشریق پانچ دن پڑھی جاتی ہے۔ نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم باب کتاب الصلوٰۃ العیدین، الرقم: ۲۰۴۹ [2] البحر، باب العیدین: ۲/ ۱۶۵ ط: سعید [3] ھندیہ، الباب السابع عشر فی صلوٰۃ العیدین: ۱/ ۱۵۲

تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد فوراً ایک مرتبہ پڑھنا ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نماز فرض ہے چاہے مرد ہو یا عورت، مقیم ہو یا مسافر، شہری ہو یا دیہاتی۔[1]

فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھیں۔[2]

اگر ایامِ تشریق میں نماز قضا ہو جائے اور ایامِ تشریق کے دنوں ہی میں وہ نماز قضا کریں تو نماز کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھیں۔[3]

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرنے کے بعد کچھ بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھے۔

نمازِ جنازہ کا بیان

نمازِ جنازہ میں دو فرض ہیں:

1. چار مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا۔
2. قیام کرنا یعنی کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا۔[4]

نمازِ جنازہ میں تین سنتیں ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔
2. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔
3. میت کے لیے دعا کرنا۔[5]

نمازِ جنازہ کا طریقہ

میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو کر یہ نیت کرے کہ میں اس بالغ یا نابالغ میت کی جنازہ کی نماز پڑھ رہا ہوں اور مقتدی یہ نیت کرے کہ میں اس بالغ یا نابالغ میت کی جنازہ کی نماز امام کے پیچھے ادا کر رہا ہوں۔

---

[1] الدر مع الرد، باب العیدین: ۲/ ۱۷۹۔ ۱۸۰ [2] البحر، باب العیدین: ۲/ ۱۶۶ط: سعید [3] ھندیہ، الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین: ۱/ ۱۵۲
[4] شامی، باب صلوۃ الجنازۃ: ۲/ ۲۰۹ط: سعید [5] شامی، باب صلوۃ الجنازۃ: ۲/ ۲۰۹ط: سعید

نیت کرنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہیں اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں، پھر ثَنَا یعنی "سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" امام اور مقتدی دونوں آہستہ آواز سے پڑھیں۔ [1]

پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے دوسری مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر درود پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ جو درود نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ پڑھیں۔

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے تیسری مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر اگر جنازہ بالغ مرد یا عورت کا ہو تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔" [2]

ترجمہ: "اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو، ہمارے موجود لوگوں کو اور ہمارے غیر موجود لوگوں کو، اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے، اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے اسے ایمان پر موت دے۔"

جس کو جنازہ کی یہ دعا یاد نہ ہو تو صرف

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" پڑھے۔ [3]

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی، باب الالف: ۱/ ۲۱۴ رقم الحدیث: ۸۱۹ [2] جامع الترمذی، الجنائز، باب مایقول فی الصلوٰۃ علی المیت: ۱۰۲۴

[3] البحر الرائق، الجنائز فصل السلطان احق بصلوته: ۲/ ۱۸۳ ط

پھر چوتھی مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ کر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیریں۔ دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑ دے۔ [1]

اگر کسی کو یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو کھڑے ہو کر چار مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنے سے بھی جنازہ کی نماز ہو جائے گی۔ [2]

اگر میت نابالغ لڑکے کی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا'' [3]

ترجمہ: ''اے اللہ! اس بچے کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور ثواب کا باعث اور ذخیرہ بنا اور سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا بنا۔''

اگر میت نابالغ لڑکی کی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً ط'' [4]

ترجمہ: ''اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لیے ثواب کا باعث اور ذخیرہ بنا اور سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی ہوئی بنا۔''

---

[1] فتاویٰ دار العلوم دیو بند، الجنائز، فصل خامس، نماز جنازہ: ۵/ ۲۱۸، ط: دار الاشاعت [2] البحر الرائق ۲/ ۱۸۰، ط: سعید

[3] البحر الرائق، الجنائز، ۲/ ۱۸۴ [4] الدر المختار، باب صلوٰۃ الجنازۃ: ۲/ ۲۱۵

سبق: ۱۰	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔	دستخط معلم:	

احادیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات اور ہر عمل ہمارے لیے دلیل ہے، ہر مسلمان کے لیے اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر عذاب کی دھمکی دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ [1]

ترجمہ: ”اور رسول تمھیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں، اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ [2]

ترجمہ: ”اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے اور نہ کسی مومن عورت کے لیے کہ ان کو اپنے معاملے میں اختیار باقی ہے۔ اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات حق اور سچ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہو سکتی بل کہ اللہ تعالیٰ کی منشا کے عین مطابق ہے۔ جس طرح قرآن کریم پر ایمان لانا اور اس پر

[1] سورۃ الحشر: ۷ [2] سورۃ الاحزاب: ۳۶

عمل کرنا بھی ضروری ہے۔اسی طرح احادیث مبارکہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔
قرآن کریم اور حدیث میں فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن کریم "وحی متلو" ہے یعنی وہ وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور حدیث "وحی غیر متلو" ہے یعنی وہ وحی ہے جس کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے۔
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ [1]

ترجمہ: "اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات پر عمل کرنے اور پھیلانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

چالیس احادیث حفظ کرنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص میری امت کے فائدے کے لیے دین کے کام کی چالیس احادیث حفظ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائیں گے اور میں اس کے لیے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔" [2]

حدیث حفظ کرنے کے دو طریقے ہیں: ① زبانی یاد کرنا۔ ② لکھ کر شائع کر دینا۔

الحمد للہ! اسی غرض سے چالیس احادیث "تربیتی نصاب" میں داخل نصاب ہیں۔ بیس احادیث حصہ اول میں درج کی گئی ہیں اور باقی بیس احادیث حصہ دوم میں ان شاء اللہ درج کی جائیں گی۔

وضاحت: نصاب میں ان چالیس احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے جو عمدہ اخلاق، رہن سہن اور معاشرت کے قیمتی اور سنہرے اصول ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے خوش حالی، امن واطمینان کے ساتھ دنیا و آخرت کی کامیابی مقدر بنے گی۔ ان شآء اللہ۔

---

[1] سورۃ النجم: ۳،۴
[2] الجامع لشعب الایمان للبیہقی: ۱۵۹۷

سبق:۱ ① نیت کی درستگی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سارے عمل نیت سے ہیں۔"

(یعنی اعمال اچھی نیت سے اچھے اور بُری نیت سے بُرے ہوجاتے ہیں)۔

تشریح: جن کاموں سے شریعت نے روک دیا ہے، ان کو تو کسی بھی نیت سے کیا جائے تو وہ غلط اور ممنوع ہی رہیں گے، البتہ جن کاموں کے کرنے میں مسلمانوں پر کوئی ممانعت نہیں ہے یا جن کاموں کے کرنے کا باقاعدہ حکم دیا گیا ہے ان میں اگر نیت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہوگی، تو اس اچھی نیت سے وہ کام اچھا ہوجائے گا، اور اگر اس کام کے کرنے میں لوگوں کو دِکھانا، اپنی نیکی جتلانا مقصود ہوگا، تو اس دکھاوے اور ریاکاری کی وجہ سے یہ عمل بُرا ہوجائے گا۔

مثلاً ایک شخص نماز اس لیے خوب لمبی پڑھتا ہے کہ دیکھنے والے اسے نیک اور بزرگ سمجھیں، تو اس کی یہ نماز اس ریاکاری کی وجہ سے بُری ہوجائے گی اور بجائے ثواب کے عذاب کا سبب ہوجائے گی، اور اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے پڑھتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا۔

اسی طرح کوئی شخص خوش بو اس لیے لگاتا ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والوں کو اس کے پسینے وغیرہ کی بو سے تکلیف نہ ہو تو اس کی اچھی نیت سے اس کا یہ خوش بو لگانے کا عمل اچھا ہوجائے گا اور اس کو ثواب ملے گا، اور اگر خوش بو کا یہ استعمال محض اپنی مال داری اور اَمیری دِکھانے کے لیے ہو، تو آخرت کے لحاظ سے یہ عمل اس کے لیے بُرا ہوگا اور اس نمائش کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اپنا عمل اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور اس کی رضامندی کے لیے

---

① صحیح البخاری، الایمان والنذور، باب النیۃ فی الایمان، الرقم: ۶۶۸۹

کرنا چاہیے، لوگوں کو دِکھانے اوران کے سامنے جتانے سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی عمل کی قدردانی اس کے اخلاص کی وجہ سے ہوگی، جس کام میں جتنا اخلاص ہوگا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔

اس لیے نماز، روزہ اور حج کی ادائیگی میں، صدقہ خیرات کرنے میں، دین کا علم سیکھنے میں، تقریر و تبلیغ کرنے میں، وعظ و نصیحت کرنے میں، تصنیف و تالیف کرنے میں شہرت اور دِکھاوے کی نیت سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کی خوش نودی و رضا جوئی پیشِ نظر رکھیں ورنہ ان سب نیک اعمال کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی وزن نہیں ہوگا، بل کہ اپنی بڑائی اور بزرگی جتلانے کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر کام اچھی نیت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲ پاکیزگی کی اہمیت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔''[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔"

تشریح: انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے: ۱ دل ۲ جسم

ایمان کا کامل درجہ ان دونوں چیزوں کی پاکی سے حاصل ہوتا ہے، دِل کی صفائی اور پاکیزگی تو سچے خیالات کے ماننے سے ہوتی ہے کہ دنیا کا خالق، ہمارا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر دل نے ان سچائیوں کو قبول کرلیا، تو انسانی ذات کا آدھا حصہ یعنی دل پاک ہوگیا، تو انسان آدھے ایمان والا ہوگیا، اور جب جسم کی پاکیزگی بھی اختیار کرلی یعنی اپنے جسم کو صاف ستھرا رکھا، تو گویا آدھا ایمان اور حاصل ہوگیا، اب دل اور جسم دونوں پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوگئے جو ایمان کے مکمل ہونے کی علامت ہے، اسی لیے حدیث شریف میں ظاہری پاکی کو آدھا ایمان فرمایا گیا۔

---

[1] صحیح مسلم، الطھارۃ، باب فضل الوضوء، الرقم: ۵۳۴

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا مذہب ہمیں ہر طرح سے صاف وشفاف رکھنا چاہتا ہے اور ظاہری صفائی کا بھی اس کے ہاں اتنا ہی اہتمام کیا جاتا ہے جتنا باطن کی صفائی کا اور حقیقت یہ ہے کہ ظاہری میل کچیل دِل ودِماغ کو بھی میلا کچیلا کر دیتی ہے۔

۳ کامل مسلمان کون؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔''[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

تشریح: مسلمان تو سراپا ''سلامتی'' ہوتا ہے، جس شخص سے لوگوں کو اَذیّت اور تکلیف پہنچتی ہو لوگ اس سے ڈرتے رہتے ہوں، اس کی مثال تو ایک درندے کی سی ہے جو لوگوں کو تکلیف پہنچاتا رہتا ہے اور لوگ اس سے خوفزدہ یا پریشان رہتے ہیں۔

ہمیں اپنی حالت پر نظر ڈالنی چاہیے کہ ہماری وجہ سے ہمارے ساتھی، رشتے دار، پڑوسی اور دیگر میل جول رکھنے والے پریشانی یا ناگواری اور تکلیف میں تو مبتلا نہیں ہوتے، ہمارا کوئی عمل ایسا تو نہیں جو دوسروں کی اَذیّت اور پریشانی کا سبب ہوتا ہو، اگر اللہ نہ کرے ایسا ہے تو فوراً اپنی اصلاح کیجیے اور ہر اس عمل سے پرہیز کیجیے جس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کر سلوک ایسا   جو کوئی تم سے کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

البتہ اگر کوئی کام شرعی طور پر صحیح اور ضروری ہے، اور اس پر عمل کرنے سے کسی کو تشویش یا ناگواری ہوتی ہے، تو اس میں کوئی گناہ نہیں، جیسے کوئی ڈاڑھی رکھ لے اور اس عمل سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، یا کسی چور ڈاکو کو

[1] صحیح البخاری، الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون۔۔۔، الرقم: ۱۰

شرعی سزا دی جائے تو اس کو سزا کی تکلیف تو ہوگی لیکن شرعی حکم کے پورا کرنے میں اس تکلیف کا اعتبار نہیں، کیوں کہ یہ ایک شخص کی تکلیف پورے معاشرے کے سکون و امن کا سبب ہے۔ دوسرے یہ تکلیف خود اس ظالم کے اپنے غلط طرزِ عمل کا نتیجہ ہے، اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا ہے، اس تکلیف کا سبب یہ خود ہے۔

خود کردہ را علاجے نیست　　　اپنے کیے ہوئے کا کوئی علاج نہیں

۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

''اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے وہ شخص میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔"

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کتنی بڑی سعادت ہے، بڑا خوش نصیب ہے وہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رکھیں، اس عظیم سعادت کو حاصل کرلینا کوئی اتنا مشکل بھی نہیں ہے، اپنے گھروں میں اور اپنے کاروبار، ملازمت وغیرہ میں خوش اخلاقی کے ساتھ رہیں اور لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملیں جلیں، ان شاء اللہ یہ سعادت حاصل ہو جائے گی۔

البتہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خوش اخلاقی کا یہ مطلب نہیں کہ کسی غلط بات کو محض رواداری میں صحیح مان لیں، اور کسی بُرائی کو منع نہ کریں، اور حق و باطل کا فرق ختم کردیں، بل کہ ایسے مواقع میں صحیح بات اور دُرست چیز کا اظہار مثبت انداز میں نرم لہجے کے ساتھ کردینا ضروری ہے، یہ خوش اخلاقی کے خلاف نہیں۔

[1] صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ، الرقم: ۳۷۵۹

سبق: ۱	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۲ ۵ خیر خواہی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

''لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی بندہ اس وقت تک پورا مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

تشریح: ایمان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آدمی جس بات کو اپنے لیے بُرا سمجھتا ہے دوسرے کے لیے بھی بُرا سمجھے، اور جس چیز کو اپنے لیے اچھا سمجھتا ہے دوسروں کے لیے بھی اسے اچھا سمجھے، مگر جب ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اپنے لیے تو ہم آرام وسکون پسند کرتے ہیں، مگر دوسروں کے آرام میں خلل ڈالتے ہیں، اپنے لیے کم قیمت اور سستا پسند کرتے ہیں، مگر خود کچھ بیچنے کھڑے ہوں گے تو مہنگا بیچنے کی فکر میں رہیں گے، خود بیمار ہوں تو دوسروں سے تیمارداری اور مزاج پرسی کے خواہش مند ہوں گے، دوسرا بھائی بیمار ہو تو اس کی تیمارداری اور مزاج پرسی سے جی چرائیں گے، اپنے لیے تو ہم پسند کریں گے کہ صفائی ستھرائی ہو لیکن دوسروں کے لیے گندگی چھوڑ جائیں گے۔

ظاہر ہے جب تک ہمارا یہ حال رہے گا ہم پورے مسلمان نہیں کہلائے جاسکتے ہیں۔ اس لیے جو بات، جو چیز، جو حالت اور جو کیفیت ہم اپنے لیے بھلی سمجھتے ہیں وہی دوسروں کے لیے پسند کریں، تاکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے معیار پر پورے اتر سکیں، کیوں کہ خود غرضی ایمان کے شایانِ شان نہیں ہے، کامل مؤمن وہی ہے جو خود غرضی کے جراثیم سے بھی پاک ہوچکا ہو، اور دوسرے مسلمان بھائیوں کا ہر طرح سے خیر خواہ ہو۔

---

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب الدلیل علی أنّ من خصال الایمان، الرقم: ۱۷۰

٦ مسلمانوں کے چند حقوق

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

''حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں:

(١) سلام کا جواب دینا (٢) مریض کی بیمار پُرسی کرنا (٣) جنازے کے ساتھ جانا

(٤) دعوت قبول کرنا (٥) چھینک کا جواب ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' کہہ کر دینا۔''

تشریح: اس حدیث میں مسلمانوں کے باہمی حقوق میں سے ان حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(١) سلام کا جواب دینے میں بعض لوگ صرف رسمی طور پر ہاتھ ملا لیتے ہیں، یا دعائیں دیتے ہیں، مگر ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ'' کا لفظ نہیں کہتے ہیں۔ جب کہ یہ ضروری ہے، سلام کا جواب دینا واجب ہے، ''جیتے رہو''، ''خوش رہو''، ''لمبی عمر پاؤ'' کہنے سے یہ واجب ادا نہیں ہوتا۔

(٢) مریض کی مزاج پُرسی میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے وقت میں عیادت کے لیے جائیں جب اس کو ملاقات کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو، اور اتنی دیر اس کے پاس نہ بیٹھیں کہ وہ اُکتا جائے، یا اپنی کسی ضرورت میں تنگی محسوس کرے۔ مثلاً: بعض اوقات کوئی تیمار دار مریض پر اس طرح مسلّط ہو جاتا ہے کہ وہ اگر سونا چاہے تو سو نہیں سکتا، یا خاموش رہنا چاہتا ہے تو لحاظ کی وجہ سے خاموش نہیں رہ سکتا۔

(٣) جنازے کے ساتھ جانے میں بھی اس کا خیال رہے کہ کوئی کام سنّت کے خلاف نہ ہو اور اگر کوئی بات

[1] صحیح البخاری، الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، الرقم: ١٢٤٠

سنّت کے خلاف نظر آئے تو کسی مناسب موقع پر اس سے منع کریں۔

۴ دعوت قبول کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ وہاں جا کر کسی ناجائز کام کرنے میں شرکت نہ ہو، جیسے آج کل ولیمے وغیرہ کی دعوتیں، بے پردگی، غیر محرم مرد و عورت کے آزادانہ میل جول، مووی اور تصاویر سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، ایسی دعوتوں کا قبول کرنا جائز نہیں۔

۵ چھینکنے والا جب ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے تو اس وقت اس کو یہ کہہ کر دعا دینی چاہیے ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' اللہ تم پر رحم فرمائے۔ البتہ کچھ لوگ دینی یا دنیاوی کاموں میں مشغول ہیں تو وہاں چھینکنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' آہستہ کہے تاکہ سننے والوں پر یہ دعائیہ کلمات کہنا لازم نہ ہو۔

۷ مسلمان بھائی کا عیب چھپانا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

''مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔''[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔"

تشریح: اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی دُوسروں کے عیبوں کو بیان کرتا رہتا ہے، تاکہ لوگوں کے دِلوں میں اس کی کمی پیدا ہو جائے، یہ جذبہ بھی مؤمن کے شایانِ شان نہیں، کوئی انسان بھی بُرائی اور عیب سے خالی نہیں ہوتا، اس لیے دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈال دینا ہی مناسب ہے۔

اس حدیث شریف میں اسی کی خوش خبری ہے کہ ایسے شخص کے عیبوں پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پردہ ڈال دیں گے جو دنیا میں اپنے مسلمان بھائیوں کے عیبوں کو چھپاتا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم، الرقم: ۲۴۴۲

۸ دنیا کی حیثیت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

''اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے۔''

تشریح: جس شخص کو ہر وقت یہ فکر لگی رہے کہ مجھے اپنے ہر ہر عمل کا جواب دینا ہے، اسے اس جواب دہی کے وقت سے پہلے چین و اطمینان ملنا مشکل ہے، ہاں جسے یہ فکر نہ ہو وہ ہر طرح آزاد اور بے فکر ہے۔

مؤمن اپنے اعمال کے حساب و کتاب کے لیے فکر مند رہتا ہے، اور ہر کام کو شریعت کی مقرر کی ہوئی حد میں رہ کر کرنے کا اپنے آپ کو پابند بناتا ہے، جس کی وجہ سے دنیا اس کے لیے ایک قید خانے سے کم نہیں۔

کافر کو آخرت کی کوئی فکر نہیں، وہ دنیا میں رہتے ہوئے ایسا ہی بے فکر ہے جیسے ایک جنتی جنت میں پہنچ کر مطمئن و بے فکر ہو جائے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن کو جو کچھ پریشانی ہے وہ صرف دنیا ہی میں ہے، اس کے بعد اس کے لیے سکون ہی سکون ہے اور کافر کے لیے جو کچھ عیش و عشرت ہے وہ بس دنیا ہی کی حد تک ہے، اس کے بعد اپنے کفر کی سزا میں ہولناک عذاب اس کا مُقدر ہے، اس لیے یہ دنیا کافر کے لیے جنت اور مؤمن کے لیے قید خانہ ہے۔

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مؤمن دنیا سے دِل نہیں لگاتا، جیسے ایک قیدی جیل خانے سے دِل نہیں لگاتا اور کافر کے لیے دنیا ایک ایسی جنت ہے جہاں کے رہنے والے اس سے دِل لگائے ہوئے ہوں گے۔

لہٰذا دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے تعلق ضروریات کو پورا کرنے کی حد تک ہو اور دلی تعلق آخرت سے ہو، ضروریات کو پورا کرنے میں اتنا نہ لگیں کہ نماز، روزہ سے غفلت ہو جائے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ۔

---

[1] صحیح مسلم، الزھد، باب الدنیا سجن للمؤمن۔۔۔، الرقم: ۷۴۱۷

سبق: ۲	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سبق: ۳ ⑨ حقیقی پہلوان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ. اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے، بل کہ پہلوان وہ شخص ہے، جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔“

تشریح: انسان اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت دیتا ہے اور دُوسروں کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے، اسی جذبے کا ایک مظاہرہ ”کشتی“ سے بھی ہوتا ہے کہ جو اس میں سب پر غالب رہے اور سب کو پچھاڑ دے وہ پہلوان سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، درحقیقت پہلوان اس شخص کو سمجھا جائے گا جو اپنے نفس پر قابو پالے کہ جب غصہ آئے تو آپے سے باہر نہ نکلے، جو آدمی غصہ آنے پر بے قابو ہو جائے وہ کوئی امتیاز اور فوقیت نہیں رکھتا، وہ تو غصے کا پچھاڑا ہوا ہے۔

مثلاً: ایک شخص غصے میں مغلوب ہو کر اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا اپنی چیزیں توڑ ڈالے، تو وقتی طور پر تو اس نے اپنی برتری ظاہر کر دی، لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ اپنا ہی نقصان، تو اس شخص نے وقتی جذبے پر قابو نہ پا کر اپنا نقصان کر لیا اور غصے میں آ کر اپنا گھر برباد کر لیا، یہ پہلوان نہیں ہے پہلوان وہی ہے جس نے انجام کو دیکھ کر اپنے جذبے پر غلبہ پالیا اور غصے سے مغلوب نہ ہوا۔

خلافِ طبیعت بات پیش آنے پر جب طبیعت میں جھنجھلاہٹ اور اشتعال پیدا ہو تو اس وقت یہ سوچنا چاہیے کہ

[1] صحیح البخاری، الادب، باب الحذر من الغضب، الرقم: ۶۱۱۴

آخر ہم سے بھی تو کسی کی نافرمانی اور حکم عدولی ہوتی ہے، تو ایک مجرم کو دُوسرے مجرم پر ناراض ہونے کا کیا حق ہے؟ اور یہ بھی خیال کرنا چاہیے ہر خوش گوار یا ناگوار بات اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے پیش آتی ہے اور وہ ہر حالت ہمارے لیے عین حکمت بھی ہوتی ہے، اس لیے کسی ناگواری کے سبب پر خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور چیز، ناراض ہونے کا کیا فائدہ؟

ایک طریقہ اس اشتعال پر قابو پانے کا یہ بھی ہے کہ جس پر غصہ آ رہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جائے یا اسے ہٹا دے، غصّے کے وقت ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' پڑھیں، غصہ کی حالت میں اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھے ہوئے ہوں تو لیٹ جائیں۔ نیز غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے اس لیے جب غصہ آئے تو وضو کر لیں۔ [1]

⑩ رشتے داروں سے تعلق توڑنا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔'' [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رشتہ توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا۔''

تشریح: آج کل رشتے داروں اور عزیزوں دوستوں میں یہ بات عموماً پیش آجاتی ہے کہ ذرا سی بات پر ایک دُوسرے سے ناراض ہو کر ملنا جلنا ختم کر دیتے ہیں پھر یہ ناراضگی بہت عرصے تک یا ہمیشہ رہتی ہے، اس حدیث شریف کو پڑھ کر غور کرنا چاہیے کہ ہم ذرا سی ناراضگی پر تعلقات ختم کر کے کس قدر شدید اور خطرناک کام کرتے ہیں کہ اس پر جنت میں داخلہ بھی نہ ہو سکے۔ اس لیے آپس کے تعلقات میں ہر شخص کو دُوسرے رشتے دار کی کسی بات پر ناراض ہو کر تعلقات ختم نہیں کرنے چاہئیں، بل کہ ناراضگی ختم کر کے میل جول رکھنا چاہیے۔

[1] سنن ابی داود، الادب، باب ما یقال عند الغضب، الرقم: ۴۷۸۱، ۴۷۸۲، ۴۷۸۴ [2] صحیح البخاری، الادب، باب اثم القاطع، الرقم: ۵۹۸۴

ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے:

"وہ شخص رشتہ جوڑنے والا نہیں ہے جو برابری کا معاملہ کرے یعنی دوسرے کے اچھے برتاؤ کرنے پر اچھا برتاؤ کرے بل کہ رشتہ جوڑنے والا وہ ہے جب اس کے ساتھ کوئی رشتہ توڑ دے تب بھی وہ رشتہ جوڑے۔"[1]

⑪ ناراضگی کی مدت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ۔"[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق قطع رکھے۔"

تشریح: مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے منہ موڑے، ہاں کبھی وقتی ناراضگی سے بے رُخی پیدا ہو سکتی ہے، اس میں حرج نہیں، لیکن یہ بے رُخی تین دن سے زائد نہیں رہنی چاہیے۔

تین دن کی مہلت بھی اس لیے ہے کہ طبعی طور پر جو غصہ اور ناراضگی ہو جاتی ہے اس کی مدت تین دن ہی ہے، اس سے زائد بے رُخی اور جھگڑا رکھا جاتا ہے وہ خود اپنی بڑائی جتانے کے لیے ہوتا ہے جو ایک مسلمان کی شان نہیں۔

اس لیے کبھی اتفاقیہ طور پر کسی سے ناراضگی ہو ہی جائے تو بھی تین دن کے بعد سلام اور کلام کر لینا چاہیے اور فریقین میں سے جو اس کام میں پہل کرے گا اس کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔

---

[1] صحیح البخاری، الادب باب لیس الواصل بالمکافی، الرقم: ۵۹۹۱

[2] صحیح البخاری، الادب، باب الھجرۃ، الرقم: ۶۰۷۶

۱۲ جھوٹے کی ایک پہچان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

''کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جو بات سنے (بغیر تحقیق کے)
لوگوں سے بیان کرنا شروع کردے۔"

تشریح: جان بوجھ کر واقعے کے خلاف بیان کرنا تو جھوٹ ہے ہی، کسی بات کو بغیر تحقیق کے دُوسروں کے سامنے بیان کردینا بھی جھوٹ کے برابر ہے۔ عام طور پر افواہوں سے جو کچھ نقصان وتباہی ہوتی ہے وہ سب کے سامنے ہے، خاص طور پر کسی اختلاف اور لڑائی کے وقت بغیر تحقیق کے باتیں معاملے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں، ایک جماعت اور علاقے کے لوگ بغیر تحقیق کیے دُوسرے فریق کے خلاف سنی سنائی باتیں دُوسروں تک پہنچا کر اِختلاف کو بھڑکاتے ہیں۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے عمل کو جانچنا چاہیے کہ ہم افواہوں کے پھیلانے میں تو شریک نہیں؟ ایسا شخص جھوٹا ہے، چناں چہ نہ تو افواہوں کو پھیلاؤ نہ کسی دوسرے سے سن کر ان پر یقین کرو۔

اسی طرح کسی آیت یا حدیث کا حوالہ یا اس کا مطلب پوری تحقیق کیے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے، تقریر کرتے ہوئے اور مضمون لکھتے ہوئے بھی اس بات کا خاص اہتمام کرنا ضروری ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق بیان نہ کریں ورنہ بیان کرنے والے کو جھوٹا ہی قرار دیا جائے گا۔

ایک دُوسری حدیث شریف میں بغیر تحقیق، حدیث بیان کرنے کی بہت سختی سے ممانعت وارد ہے اور ایسے شخص کے لیے سخت سزا کا حکم ہے جو بغیر تحقیق حدیث بیان کرتا ہے۔

[1] صحیح مسلم، مقدمۃ الکتاب، باب النھی عن الحدیث بکل ماسمع، الرقم: ۷

سبق: ۳	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۴ ⑭ چغل خوری

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔'' [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔''

تشریح: قرآن کریم وحدیث کی تعلیمات میں آپس کی محبت اور خوشگواری کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور ہر ایسی چیز سے روکا گیا ہے جو آپس کے تعلقات کو بگاڑ دے اور آپس میں نفرتیں پیدا کردے، ایسی ہی نفرت پیدا کرنے والی چیز چغل خوری ہے۔یعنی کسی شخص کی ایسی بات دوسرے تک پہنچانا جس کو سن کر یہ سننے والا اس شخص سے بدگمان ہوجائے اور دونوں میں ناراضگی پیدا ہوکر آپس کے تعلقات میں خرابی آجائے، اسی چیز کا نام چغل خوری ہے، اور حدیث شریف میں ایسے شخص کے لیے سخت وعید ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

دفاتر وغیرہ میں بڑے افسران کو خوش کرنے کے لیے دوسرے کی شکایتیں کردینا، یا عام گھریلو حالات میں کسی پر اپنی محبت جتانے کے لیے دوسرے کی طرف سے نفرت بٹھانا بھی چغل خوری کے قریب ہے، اس لیے اس رویّے سے بچنے کی بہت سخت ضرورت ہے ورنہ آخرت کا عذاب اور جنت سے محرومی تو ہے ہی، دنیا میں بھی ایسا شخص خوش نہیں دیکھا گیا۔

دوسروں کو بُرا ثابت کرنے والا چند دنوں میں خود ہی بُرا بن جاتا ہے، گویا جو گڑھا دوسروں کے لیے کھودتا ہے اسی ہی میں خود گر پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔آمین

---

[1] صحیح البخاری، الادب، باب مایکرہ من النمیمۃ، الرقم: ۶۰۵۶

۱۴ ظلم کی بُرائی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔“[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔“

تشریح: ظلم کے لفظی معنی ہیں کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ سے ہٹا کر غلط جگہ پر رکھنا، اسی لیے حق دار کا حق نہ دینا ”ظلم“ کہلاتا ہے۔ ہر مؤمن کی جان و مال اور عزّت کی حفاظت مسلمان کا فریضہ ہے، یہ ایک ایسا ضروری حق ہے جو ہر مسلمان دُوسرے پر رکھتا ہے۔ اب جو شخص اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ ”ظالم“ ہے، مثلاً: کوئی آدمی دوسرے آدمی کو بے عزت کرتا ہے، اسے بُرا بھلا کہتا ہے یا اس کی غیبت کرتا ہے، یہ اس کا حقِ عظمت ضائع کر رہا ہے، یہی ظلم ہے۔

اسی طرح کوئی شخص دُوسرے آدمی کی زمین، جائیداد، مکان دُکان، نقد مال، زیور پر ناحق قبضہ کرتا ہے، تو اس کی ملکیت میں ناحق قبضہ کر کے ظالم بنتا ہے۔

اسی طرح کوئی شخص دوسرے کو ناحق جان سے مار دے یا جسمانی تکلیف دے جس کا وہ مستحق نہیں تھا، تو یہ بھی ظلم ہے، اس قسم کے تمام ظلم قیامت کی اندھیریاں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اپنے بھائی کی بے عزّتی کی ہو یا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے پاک ہو جائے، اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو نہ دینار ہوں گے نہ درہم، ظلم کا بدلہ دِلانے کے لیے ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دِلوائی جائیں گی، اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔“[2]

[1] صحیح البخاری، المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، الرقم: ۲۴۴۷
[2] صحیح البخاری، المظالم، باب مَن کانت لہ مَظلمۃ۔۔۔ الرقم: ۲۴۴۹

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ظالم کو اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے، پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔" [1]

دین سے بے خبری کی وجہ سے آج کل ایسا بہت ہو رہا ہے کہ کسی شخص کی زیادتی اور تشدّد کا بدلہ اگر اس شخص سے لینے کا موقع نہ ملے تو اس کے گھر والوں یا اس کے قبیلے اور خاندان والوں سے بدلہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ وہ اس جرم میں کسی درجے میں بھی شریک نہیں ہوتے، بل کہ بسا اوقات تو انھیں اس جرم کی خبر بھی نہیں ہوتی، یہ بھی ظلم ہے اور ایسا کرنے والے ظالم ہیں، شریعت میں صرف اصل مجرم ہی سے قاعدے کے مطابق بدلہ لینے کی اجازت ہے وہ بھی اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنا اس نے ظلم کیا ہے، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ بل کہ ظالم کو بھی معاف کرنے کی ترغیب دی ہے۔

⑮ بے حیائی کی برائی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

''اِذَالَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ ۔'' [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو (یعنی جب حیا ہی نہیں تو سب برائیاں برابر ہیں)۔"

تشریح: حیا ایک ایسی فطری خوبی ہے جو انسان کو بُری باتوں اور ناپسندیدہ کاموں سے بچنے کے لیے تیار کرتی ہے اور کسی بھی حق والے کے حق کی ادائیگی میں کمی کرنے سے روکتی ہے۔ [3]

شرم و حیا آدمی کو بہت سی بُرائیوں سے بچا لیتی ہے، جیسے کوئی شخص اپنے والد کے سامنے بُرائی کرتے ہوئے شرماتا ہے، یا اپنے استاذ کے سامنے ہنسی مذاق سے بچتا ہے، اسی طرح ایک ایمان والے کو اللہ تعالیٰ کے تصوّر

---

[1] صحیح مسلم، البر، باب تحریم الظلم، الرقم: ۶۵۸۱ [2] صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، باب، الرقم: ۳۴۸۴

[3] فتح الباری، الایمان، باب امور الایمان: ۱/ ۷۴ ۳

کی بدولت بُرائی کرتے ہوئے شرم آیا کرتی ہے، یہ ایمان کی علامت بھی ہے اور اس کی محافظ بھی۔

ایک حدیث شریف میں ہے:

"اس میں شک نہیں کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھ رہنے والے ہیں جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔"[1]

ایک اور حدیث میں ہے:

"حیا ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں پہنچانے والا ہے۔"[2]

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت کے ذریعے اور اس کی علامت "حیا" ہے، اس جذبے کی بدولت انسان بہت سی بُرائیوں سے بچا رہتا ہے، اور یہ جذبہ ختم ہوجائے تو پھر کوئی بُرائی، بُرائی نہیں نظر آتی، ایسے شخص کے لیے ہر بُرائی کرنا آسان ہے۔

اگر آدمی اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھے اور اپنے اعمال پر نظر ڈالے تو اسے اللہ تعالیٰ سے بھی حیا آنے لگے گی، اسی طرح یہ تصوّر کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، وہ مجھ پر ہر طرح قدرت رکھتے ہیں، تو اس سے بھی ایک ایمان والے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے حجاب ہونے لگتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے حیا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی آنکھ، کان اور پیٹ وغیرہ کو ان چیزوں سے بچائے جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے روکا ہے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نافرمانی کے کاموں میں شرم وحیا کرنی ضروری ہے، البتہ جائز کاموں میں اگر رواجی جھجک وشرم ہو تو اس کا خیال نہ کرنا چاہیے، جیسے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی مسائل پوچھنے میں کوئی تکلّف نہیں کرتے تھے کیوں کہ یہ بات نہ صرف جائز بل کہ ضروری تھی کہ دینی مسائل معلوم کرلیے جائیں، اس لیے وہ اس معاملے میں طبعی یا رواجی شرم کو آڑے نہیں آنے دیتے تھے۔

---

[1] الجامع لشعب الایمان للبیہقی، باب فی الحیاء بفصولہ، الرقم: ۷۳۳۱

[2] جامع الترمذی، البر والصلۃ باب ما جاء فی الحیاء، الرقم: ۲۰۰۹

۱۶ تصویر اور کتّے کی نحوست

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

"لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیْرُ۔" [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے جس میں کتّا اور تصاویر ہوں۔"

تشریح: جن گھروں میں تصاویر ہوتی ہیں، رحمت کے فرشتے ان گھروں سے دُور رہتے ہیں، اور اسی کے نتیجے میں بے برکتی، نا اتفاقی اور دشمنیاں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار کو چاہیے کہ وہ اپنا گھر ان وباؤں سے محفوظ رکھے اور ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے اور شوقیہ تصویریں یا تصویروں پر مشتمل سینریاں، کیلنڈر وغیرہ نہ سجائے، اور اسی طرح بلا ضرورت کتّا نہ پالے۔

---

[1] صحیح البخاری، اللباس، باب التصاویر، الرقم: ۵۹۴۹

سبق: ۴	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سبق:۵ ✍ چند بڑے گناہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

"اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ۔" [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کبیرہ گناہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی اور کسی بے گناہ کو قتل کرنا اور جھوٹی شہادت دینا ہیں۔"

تشریح ❶ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا، کبھی تو زبان سے ہوتا ہے جیسے: عام کافر و مشرک کیا کرتے ہیں، یہ شرک ہے اور کبھی دِل سے ہوتا ہے جیسے: کسی نیک کام کو اس لیے کیا کہ لوگوں میں واہ واہ ہوگی، یہ رِیا اور دِکھلاوا ہے، یہ دونوں ہی سخت جرم ہیں، البتہ شرک یعنی کفر (معاذ اللہ) کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائیں گے۔

❷ ماں باپ کی نافرمانی کو بھی اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں اس طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ والدین کا احترام و اکرام کیا جائے، اور ان کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے، دنیاوی ترقی اور رزق کی وسعت میں، والدین کے احترام اور فرماں برداری کو بہت دخل ہے، چوں کہ دنیا میں پرورش کا ذریعہ ماں باپ بنتے ہیں اس لیے ان کی خدمت و فرماں برداری سے اللہ تعالیٰ دنیاوی عیش و مرتبہ زائد فرما دیتے ہیں۔

❸ کسی بے گناہ کو قتل کرنا، ناقابلِ معافی جرم ہے، یہ چیز آخرت کی پکڑ اور جہنم کے عذاب کا سبب تو ہے ہی، دنیا میں بھی بدامنی، بگاڑ اور پریشانی کا بھی بڑا سبب ہے۔

❹ یہی حال جھوٹی شہادت کا ہے، غلط آدمی کو ووٹ دینا اور غلط سرٹیفکیٹ دینا بھی جھوٹی شہادت میں شامل ہیں، اور اس کے خراب نتائج کا اندازہ ہر شخص کرسکتا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، الشھادات، باب ما قیل فی شھادۃ الزور، الرقم: ۲۶۵۳) [2] سورۃ النساء: ۱۱۶

۱۸ ٹخنوں سے نیچے تک لباس پہننے پر وعید

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

''مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ۔'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ٹخنوں کا جو حصہ پائجامے کے نیچے رہے گا وہ جہنم میں جائے گا۔"

تشریح: آج کل فیشن کے زور میں یہ بُرائی بہت کثرت سے پھیل گئی ہے کہ مرد اپنے پائجامے، شلواریں وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں اور بلا وجہ عذاب مول لیتے ہیں، مردوں کو چاہیے کہ ہمیشہ شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں اور یہ کوئی مشکل کام نہیں، ذرا سی فکر اور تھوڑے سے اہتمام سے یہ کام ہو سکتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ٹخنے سے نیچے لباس لٹکانے کو تکبر کی علامت بتایا گیا ہے اور تکبر بھی جہنم میں پہنچانے والا ہے، اس لیے اس چیز کی عادت ڈالنی چاہیے کہ کبھی بھی لباس ٹخنے سے نیچے نہ ہو۔

بظاہر یہ بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے، مگر طبعی طور پر اس کا اثر انسان پر بہت گہرا ہوتا ہے، اسلام مسلمان مردوں کو محنتی اور چست دیکھنا چاہتا ہے، ناز و انداز، ڈھیلا ڈھالا ہونا، مرد کے لیے کوئی اچھی چیز نہیں ہے، اس لیے شریعت نے مردوں کے لیے ریشمی لباس کی ممانعت کردی، اسی طرح پہننے کے انداز میں بھی وہ طریقہ مقرر کردیا ہے جس سے طبعی طور پر انسان چست رہے اور مجاہدانہ کارنامے کے لیے ہر وقت چوکس ہو۔

غیر مسلم اقوام میں بھی چستی و چالاکی کے لیے بوقت ضرورت لباس مختصر کیا گیا ہے، چناں چہ کھیل کود کے وقت کے لیے نیکر رائج ہے، اور عام حالات میں ٹخنے سے نیچے تک کا لباس رائج ہے، مگر شریعتِ اسلامیہ نے میانہ روی اور کُل وقتی فائدے کے پیشِ نظر یہ ہیئت تجویز کی ہے جو کسی خاص وقت کے ساتھ خاص نہیں اور حد سے بڑھی ہوئی بھی نہیں۔

---

[1] (صحیح البخاری، اللباس، باب ما أسفل من الکعبین فھو فی النار، الرقم: ۵۷۸۷)

نیز خیال رہے کہ یہ حکم لباس کے سلسلے میں ہے جیسا کہ ''مِنَ الْاِزَارِ'' کا لفظ اس کی وضاحت کر رہا ہے۔ لہٰذا موزے اور جرابیں پہننے سے اگر ٹخنے ڈھک جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۹ مسجد کی فضیلت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَسَاجِدُھَا، وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا۔ ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مسجدیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔"

تشریح: مسجد ایسی جگہ ہے جہاں پہنچ کر ہر آدمی اپنے تمام بُرے کاموں اور بُرے خیالات سے پاک ہوجاتا ہے، وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات میں اضافہ کرتا ہے، یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اس لیے اس کا مقام یعنی مسجد بھی محبوب ہے، چوں کہ یہ جگہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، اس لیے اس کا احترام بھی بہت کرنا چاہیے، مسجد میں دنیا کی باتیں یا شور ہنگامہ بالکل نہیں کرنا چاہیے۔

مسجد محبوب ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جگہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے جس کی وجہ سے وہاں اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں، اس لیے جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے حاصل کرنے کا شوق ہو تو وہ مسجد کی حاضری کا پابند رہے، اور فارغ اوقات کو بھی مسجد ہی میں صرف کرے۔

اس کے برخلاف بازار اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ جگہ ہے، جہاں بس اپنی ضرورت کے لیے جانا چاہیے، بلاضرورت

❶ صحیح مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس فی مُصلاہ... الرقم: ۱۵۲۸

بازاروں میں پھرنا بہت سے خطرناک گناہوں کا سبب ہوتا ہے۔

عام طور پر آدمی وہاں پہنچ کر آخرت سے غفلت کا شکار ہوجاتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار کردے اس سے بچنا ضروری ہے۔

۲۰ درود شریف کی فضیلت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

''مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ـ'' [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔"

تشریح: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، ہم ساری عمر بھی ان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتے، نہ ہی ان کا کوئی بدلہ دے سکتے ہیں، ہاں بس حق تعالیٰ شانہٗ سے درخواست کرسکتے ہیں کہ وہ اپنی رحمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتا رہے۔

یہ کام تو احسان شناسی کا حق ہی تھا، مگر قربان جایئے کہ اس دعا کرنے میں بھی ہمارے لیے مزید اجر وثواب رکھ دیا گیا، اور اس کام کو ناگواریوں سے حفاظت اور قبولیت کا ذریعہ بنا دیا گیا، اس لیے ہم میں سے ہر شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود شریف بھیجنا چاہیے، لیکن اس میں یہ خیال رہے کہ یہ کام رسمی اور نمائشی طریقے پر نہ ہو۔

---

[1] صحیح مسلم، الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشهد، الرقم: ۹۱۲

سبق: ۵	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو دعائیں سکھائیں وہ بڑی بابرکت ہیں، ان کے اہتمام سے مسلمان حفاظت میں رہتا ہے اور حقیقت میں یہ وہ دعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائیں ہیں ہمیں بھی ان مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے، اس کے اہتمام سے دل میں اطمینان رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع کی دعا بتائی اور سکھائی ہے۔ ان مسنون دعاؤں کے پڑھنے میں وقت کم لگتا ہے اور اجر و ثواب کی مقدار بہت زیادہ ہے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے تشریف لے گئے اور یہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی ہوئی (ذکر میں مشغول تھیں)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کے بعد تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم اسی حال میں ہو جس پر میں نے چھوڑا تھا؟" انہوں نے عرض کیا: جی ہاں!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے۔ اگر ان کلمات کو ان سب کے مقابلے میں تولا جائے جو تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے تو وہ کلمے بھاری ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں:

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ''۔ [1]

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کے برابر، اس کی رضا، اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کے لکھنے کی سیاہی کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا ہوں۔"

---

[1] صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب التسبیح اول النھار وعند النوم، الرقم: ٦٩١٣

سبق:٦ خاص موقعوں پر کہے جانے والے مسنون اذکار

اذکار: جن کلمات سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے ان کو ''اذکار'' کہتے ہیں۔

❶

اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے کہیں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ [1]

ترجمہ: ''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

❷

نیچے اترتے ہوئے کہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ [2]

ترجمہ: ''اللہ کی ذات پاک ہے۔''

❸

کوئی چیز اچھی لگے تو کہیں

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ [3]

ترجمہ: ''جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں۔''

---

[1] صحیح البخاری، الجہاد، باب التکبیر اذا علا شرفا، الرقم، ۲۹۹۴
[2] صحیح البخاری، الجہاد، باب التسبیح اذا ھبط وادیا، الرقم: ۲۹۹۳
[3] سورۃ الکھف: ۳۹

❹

جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو کہیں

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ [1]

ترجمہ: ’’اگر اللہ نے چاہا۔‘‘

❺

کسی کے مرنے کی خبر یا کوئی تکلیف پہنچے یا کوئی چیز گم ہو جائے تو کہیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ [2]

ترجمہ: ’’ہم سب اللہ ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔‘‘

مسنون دعائیں

مسنون دعائیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں مانگیں اور امت کو سکھائیں ان کو "مسنون دعائیں" کہتے ہیں۔

❶

علم میں اضافے کی دعا

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ [3]

ترجمہ: ’’میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما۔‘‘

---

[1] سورۃ الکھف: ۲۴ [2] سورۃ البقرۃ: ۱۵۶ [3] سورۃ طٰہٰ: ۱۱۴

سبق: ۶	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۷

❷

دودھ پینے کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ [1]

ترجمہ: ''اے اللہ! تو اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما۔''

❸

گھر سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ [2]

ترجمہ: ''اللہ کے نام کے ساتھ (میں نکلا)، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے اور نیکیوں پر چلنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

فائدہ: جو گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے، تو فرشتے اس وقت اس سے کہتے ہیں: تمہارے کام بنا دیے گئے اور تمہاری ہر برائی سے حفاظت کی گئی اور شیطان نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، الاطعمۃ، باب اللبن، الرقم: ۳۳۲۲

[2] سنن ابی داود، الادب، باب مایقول الرجل اذا خرج من بیتہ، الرقم: ۵۰۹۵

④

کپڑے پہننے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ [1]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا۔''

فائدہ: جو شخص کپڑے پہن کر یہ دعا پڑھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

⑤

نیا کپڑا پہننے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ، وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔ [2]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کپڑے پہنائے، ان کپڑوں سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں۔''

فائدہ: جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھے، پھر پرانے کپڑے صدقہ کر دے تو زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں رہے گا اور اس کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ رکھیں گے۔

---

[1] سنن ابی داود، اللباس باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا، الرقم: ۴۰۲۳ [2] جامع الترمذی، احادیث شتی من ابواب الدعوات، الرقم: ۳۵۶۰

سبق: ۷	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۸

۶

دعوت کا کھانا کھانے کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔ [۱]

ترجمہ: ''اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اس کو کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اس کو پلا۔''

۷

جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا مانگیں

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔ [۲]

ترجمہ: ''اے اللہ! اس کو بہت برسنے والا اور نفع بخش بنا۔''

۸

بیمار کی عیادت کی دعا

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ [۳]

ترجمہ: ''کوئی حرج نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ بیماری تمہارے گناہوں کو ختم کردے گی۔''

---

[۱] صحیح مسلم، الاشربۃ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، الرقم: ۵۳۶۲

[۲] صحیح البخاری، الاستسقاء، باب ما یقال اذا مطرت، الرقم: ۱۰۳۲

[۳] صحیح البخاری، المرضی، باب عیادۃ الاعراب، الرقم: ۵۶۵۶

۹

افطار کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ [1]

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق سے افطار کیا۔''

۱۰

اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ [2] اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ [3]

ترجمہ: ''اے اللہ! اے اس دعوت کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔''

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھے، وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔''

---

[1] سنن ابی داود، الصیام، باب القول عند الافطار، الرقم: ۲۳۵۸

[2] صحیح البخاری، الاذان، باب الدعاء عند النداء، الرقم: ۶۱۴

[3] سنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاۃ، باب ما یقول اذا... ۱/ ۴۱۰)

سبق: ۸	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۹

⓫

صبح اور شام کی تین مسنون دعائیں

صبح وشام تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا۔ [1]

ترجمہ: ”میں اللہ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔“

فائدہ: جو صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کو (قیامت کے دن) راضی کریں۔

⓬

صبح وشام تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ [2]

ترجمہ: ”شروع اُس اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے آسمان اور زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی اور وہ سننے والا اچھی طرح جاننے والا ہے۔“

فائدہ: جو شخص شام کو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے تو صبح ہونے تک اور صبح تین مرتبہ پڑھے تو شام ہونے تک اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

---

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی، الرقم: ۳۳۸۹ [2] جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح، الرقم: ۳۳۸۸

۱۳

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ یہ دعا مانگیں:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ [1]

ترجمہ: ’’اے اللہ! مجھے جہنم سے بچا لیجیے۔‘‘

فائدہ: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا مانگے پھر اس کا اس رات میں اگر انتقال ہو جائے تو جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا اور اگر فجر کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا مانگے پھر اس دن میں اگر انتقال ہو جائے تو جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

۱۴

سبق: ۱۰ مجلس سے اٹھنے کی دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ [2]

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری تعریف کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔‘‘

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر مبارک کے آخری زمانے میں یہ معمول تھا کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھتے۔ ایک شخص نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! آج کل آپ کا ایک دعا پڑھنے کا معمول ہے جو پہلے نہیں تھا۔“
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یہ دعا مجلس (کی لغزشوں) کا کفارہ ہے۔“

---

[1] سنن ابی داؤد، الادب، باب ما یقول اذا اصبح، الرقم: ۵۰۸۰ [2] سنن ابی داؤد، الادب، باب فی کفارۃ المجلس، الرقم: ۴۸۵۹

سبق: ۹	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۱۰

۱۵

مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ [1]

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تمہیں مبتلا کیا اور اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔''

فائدہ: جو مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا پڑھے تو اس مصیبت سے زندگی بھر محفوظ رہے گا چاہے وہ مصیبت کیسی ہی ہو۔

۱۶

قرضوں اور پریشانیوں سے نجات کے لیے دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔ [2]

ترجمہ: ''اے اللہ! میں فکر و غم سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں بے بسی اور سستی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں بزدلی اور کنجوسی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں قرض کے بوجھ میں رہنے سے اور لوگوں کے میرے اوپر دباؤ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

---

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما جاء ما یقول اذا رای مبتلی، الرقم: ۳۴۳۱

[2] سنن ابی داود، الزکوۃ، باب فی الاستعاذہ، الرقم: ۱۵۵۵

فائدہ: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو آپ کی نظر ایک انصاری پر پڑی جن کا نام ابواُمامہ رضی اللہ عنہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ابوامامہ! کیا بات ہے میں تمہیں نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں (الگ تھلگ) بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں؟"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! "اے اللہ کے رسول! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں ایک دعا نہ سکھاؤں جب تم اس کو کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے غم دور کردیں گے اور تمہارا قرض اتروادیں گے؟"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! ضرور سکھائیں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صبح وشام (مندرجہ بالا) دعا پڑھ لیا کرو۔"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے صبح وشام یہ دعا پڑھنا شروع کردی، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے غم دور کردیے اور میرا سارا قرضہ بھی ادا کردیا۔"

سبق: ۱۰	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سنت پر عمل کرنا

انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق گزارے، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ سنت کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جنّت میں ہمیں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ۔''[1]

ترجمہ: ''جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا (یعنی اس پر عمل کیا اور لوگوں میں اس کو رائج کیا) اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے ولی تھے۔ اس لیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر پابندی سے عمل کیا کرتے تھے، کسی بھی حال میں کسی بھی سنّت کو چھوڑنا انھیں ہرگز گوارہ نہیں تھا۔

ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنّت پر عمل کرنا چاہیے۔ سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، ہر وقت، ہر کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

---

[1] جامع الترمذی، العلم، باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ۔۔۔، الرقم: ۲۶۷۸

سبق: ۱ کھانے کے آداب

۱. دسترخوان بچھانا۔ [1]

۲. کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ [2]

۳. کھانا شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنا۔ [3]

''بِسْمِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ اللّٰهِ۔''

ترجمہ: ''میں اللہ کے نام اور اللہ کی برکت سے (کھانا شروع کرتا ہوں)۔''

کھانے کے شروع میں دعا پڑھنا بھول جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ''

ترجمہ: ''میں کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ کا نام لے کر کھاتا ہوں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا، اس نے کھانے کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ'' نہیں پڑھی، جب آخری لقمہ کھانے لگا تو اس نے ''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ'' پڑھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

''شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا، جب اس نے ''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ'' پڑھا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا سب اُگل دیا۔'' [4]

۴. سنت طریقے کے مطابق ایک زانو یا دو زانو بیٹھنا۔ [5]

---

[1] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب الخبز المرقق ۔۔۔، الرقم: ۵۳۸۶

[2] شمائل الترمذی، باب ما جاء فی صفۃ وضوء رسول صلی اللہ علیہ وسلم عند الطعام، ص: ۱۲

[3] المستدرک للحاکم، الاطعمۃ ۴/ ۲۰۹، الرقم: ۷۱۶۳

[4] سنن ابی داؤد، الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام، الرقم: ۳۷۶۸

[5] فتح الباری، الاطعمۃ، باب الاکل متکئا: ۹/ ۶۶۹، الرقم: ۵۳۹۹

۵ سیدھے ہاتھ سے کھانا۔ [1]

۶ اپنے سامنے سے کھانا۔ [2]

۷ تین انگلیوں سے کھانا۔ [3]

۸ اگر لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا۔ [4]

۹ پلیٹ کو انگلی سے چاٹ کر صاف کرنا، پلیٹ میں کھانا نہ بچانا، انگلیوں کو چاٹ کر صاف کرنا۔ [5]

۱۰ ٹیک لگا کر نہ کھانا۔ [6]

۱۱ کھانے میں عیب نہ نکالنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں عیب نہیں نکالتے، پسند آتا تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔ [7]

۱۲ بہت زیادہ گرم نہ کھانا۔ [8]

۱۳ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا، کلی کرنا۔ [9]

۱۴ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ [10]

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔''

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔''

---

[1] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین، الرقم: ۵۳۷۶

[2] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام ۔۔۔ الرقم: ۵۳۷۶

[3] صحیح مسلم، الاطعمۃ، باب استحباب لعق الاصابع ۔۔۔ الرقم: ۵۲۹۷

[4] صحیح مسلم، الاطعمۃ، باب استحباب لعق الاصابع ۔۔۔ الرقم: ۵۳۰۱

[5] صحیح مسلم، الاطعمۃ، باب استحباب لعق الاصابع ۔۔۔ الرقم: ۵۳۰۰

[6] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب الاکل متکئا، الرقم: ۵۳۹۸

[7] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما، الرقم: ۵۴۰۹

[8] مجمع الزوائد، الاطعمۃ، باب الطعام الحار ۵/ ۷، الرقم: ۷۸۸۳

[9] سنن ابی داؤد، الاطعمۃ، باب فی غسل الید قبل الطعام، الرقم: ۳۷۶۱

[10] سنن ابی داؤد، الاطعمۃ، باب ما یقول اذا طعم، الرقم: ۳۸۵۰

پینے کے آداب

① سیدھے ہاتھ سے پینا۔[1] ② بیٹھ کر پینا۔[2] ③ دیکھ کر پینا۔[3]

④ ''بِسْمِ اللّٰہِ'' پڑھ کر پینا۔[4]

⑤ تین سانس میں پانی پینا اور سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے الگ کرنا، برتن میں سانس نہ لینا۔[5]

⑥ پینے کے بعد ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہنا۔[6]

⑦ برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی نہ پینا۔[7]

⑧ جس برتن سے زیادہ پانی آجانے کا اندیشہ ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا، کانٹا وغیرہ ہو تو ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی نہ پینا۔[8]

⑨ دوسرے لوگوں کو پانی دیتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا۔[9]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پی کر دیہاتی کو پینے کے لیے دیا اور ارشاد فرمایا:

"دائیں طرف والا زیادہ حق رکھتا ہے۔"[10]

---

[1] صحیح مسلم، الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب۔۔۔، الرقم: ۵۲۶۵
[2] صحیح مسلم، الاشربۃ، باب فی الشرب قائما، الرقم: ۵۲۷۵
[3] الف: صحیح البخاری، الاشربۃ، باب الشرب من فم السقاء، الرقم: ۵۶۲۷ ب: فتح الباری، الاشربۃ، باب الشرب من فم السقاء، الرقم: ۱۰/ ۱۱۲
[4] جامع الترمذی، الاشربۃ، باب ماجاء فی التنفس فی الاناء، الرقم: ۱۸۸۵
[5] الف: صحیح مسلم، الاشربۃ، باب کراھۃ التنفس فی نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثا، الرقم: ۵۲۸۷ ب: صحیح البخاری، الاشربۃ، باب النھی عن التنفس فی الإناء، الرقم: ۵۶۳۰
[6] جامع الترمذی، الاشربۃ، باب ماجاء فی التنفس فی الإناء، الرقم: ۱۸۸۵
[7] سنن ابی داود، الاشربۃ، باب فی الشرب من ثلمۃ القدح، الرقم: ۳۷۲۲)
[8] صحیح البخاری، الاشربۃ، باب الشرب من فم السقاء، الرقم: ۵۶۲۷
[9] صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب الاکل متکئا، الرقم: ۵۳۹۸
[10] سنن ابی داود، الاشربۃ، باب فی الساقی متی یشرب، الرقم: ۳۷۲۶

سونے کے آداب

① عشا کی نماز کے بعد جلدی سونا، فضول باہر نہ پھریں اور نہ ہی گلیوں / بیٹھک وغیرہ میں بیٹھ کر فضول باتیں کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشا سے پہلے سونا ناپسند کرتے تھے اور عشا کے بعد فضول باتیں کرنا ناپسند کرتے تھے۔[1]

② باوضو سونا۔[2] ③ تین مرتبہ بستر جھاڑ کر سونا۔[3] ④ تین سلائی سرمہ لگانا۔[4]

⑤ جو شخص بستر پر لیٹ کر تین مرتبہ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔"[5]

⑥ تسبیحاتِ فاطمہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ مرتبہ) پڑھنا۔[6]

⑦ تینوں قُلْ (سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس) تین مرتبہ پڑھنا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب لیٹنے لگتے تو دونوں ہاتھوں کو ملاتے اور سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے پورے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا ہاتھ پھیرتے، پہلے سر پر، پھر اپنے چہرہ پر، پھر جسم پر پھیرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اس طرح کرتے۔"[7]

⑧ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی کروٹ لیٹ کر سیدھا ہاتھ گال کے نیچے رکھتے اور یہ دُعا پڑھتے:

''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی۔''[8]

ترجمہ: "اے اللہ! تیرے ہی نام سے مرتا اور جیتا ہوں۔"

---

① جامع الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ النوم قبل العشاء والسمر بعدھا، الرقم: ۱۶۸
② سنن ابی داود، الادب، اباب فی النوم علی طھارۃ، الرقم: ۵۰۴۲
③ صحیح البخاری، التوحید، باب السؤال باسماء اللہ تعالیٰ۔۔۔، الرقم: ۷۳۹۳
④ شمائل الترمذی، باب ماجاء فی کحل، ص: ۴
⑤ جامع الترمذی، الدعوات، باب منہ دعاء استغفر اللہ۔۔۔، الرقم: ۳۳۹۷
⑥ صحیح البخاری، الدعوات، باب التکبیر والتسبیح عند المنام، الرقم: ۶۳۱۸
⑦ جامع الترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی من یقرأ من القرآن عند المنام، الرقم: ۳۴۰۲
⑧ صحیح البخاری، الدعوات باب وضع الید تحت خد الیمنی، الرقم: ۶۳۱۴

۹. پیٹ کے بل اُلٹا نہ لیٹنا۔[۱]

۱۰. نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملنا۔[۲]

۱۱. سو کر اٹھنے کے بعد کی دعا پڑھنا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔"

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"[۳]

۱۲. سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا۔[۴]

سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی نگرانی پر مجھے مقرر کیا تھا۔ ایک شخص (رات کو) آیا اور دونوں ہاتھ بھر کر غلّہ لینے لگا۔

میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: "میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔"

اس نے کہا: "میں ایک محتاج ہوں میرے اوپر میرے اہل وعیال کا بوجھ ہے اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کل رات کیا کیا؟" (اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دے دی تھی)

میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی شدید ضرورت اور اہل وعیال کے بوجھ کی شکایت کی اس لیے مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

---

[۱] جامع الترمذی، الادب، باب ما جاء فی کراھیۃ الاضطجاع علی البطن، الرقم: ۲۷۶۸ [۲] صحیح البخاری، الوضوء، باب قرأۃ القرآن بعد الحدث وغیرہ، الرقم: ۱۸۳

[۳] صحیح البخاری، الدعوات، باب ما یقول اذا اصبح، الرقم: ۶۳۲۴ [۴] سنن ابی داؤد، الطھارۃ، باب السواک لمن قام باللیل، الرقم: ۵۷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار رہنا! اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ دوبارہ آئے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔"

چناں چہ میں (رات کو) اس کی تاک میں لگا رہا۔ (یہاں تک کہ وہ رات کو دوبارہ آیا) اور اپنے دونوں ہاتھوں سے غلّہ بھرنا شروع کر دیا۔

میں نے اسے پکڑ کر کہا: "میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔"

اس نے کہا: "مجھے چھوڑ دو میں ضرورت مند ہوں میرے اوپر بال بچوں کا بوجھ ہے میں اب دوبارہ نہیں آؤں گا۔" مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پھر فرمایا: "ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی شدید ضرورت اور اہل و عیال کے بوجھ کی شکایت کی اس لیے مجھے اس پر پھر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہوشیار رہنا اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔"

چناں چہ میں رات کو پھر اس کی تاک میں رہا۔ (یہاں تک کہ وہ رات کو پھر آ گیا) اور دونوں ہاتھوں سے غلّہ بھرنے لگا۔

میں نے اسے پکڑ کر کہا: "میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ یہ تیسرا اور آخری موقع ہے، تو نے کہا تھا: آئندہ نہیں آؤں گا، مگر تو پھر آ گیا۔"

اس نے کہا: "مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمہیں نفع پہنچائیں گے۔"

میں نے کہا: "وہ کلمات کیا ہیں؟"

اس نے کہا: "جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو "آیت الکرسی" پڑھ لیا کرو۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا مقرّر رہے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔"

صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا: "اس نے کہا تھا وہ مجھے چند ایسے کلمات سکھائے گا جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائیں گے تو میں نے اس مرتبہ بھی اسے چھوڑ دیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "وہ کلمات کیا تھے؟"

میں نے کہا: "وہ یہ کہہ کر گیا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو "آیت الکرسی" پڑھ لیا کرو۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا مقرّر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔"

چوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے کاموں پر بہت زیادہ حریص تھے۔ (اس لیے آخری مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خیر کی بات سن کر اُسے چھوڑ دیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "غور سے سنو اگرچہ وہ جھوٹا ہے لیکن تم سے سچ بول گیا۔ ابو ہریرہ! تم جانتے ہو کہ تم تین راتوں سے کس سے باتیں کر رہے تھے؟" میں نے کہا! "نہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وہ شیطان تھا (جو اس طرح مکر وفریب سے صدقات کے مال میں کمی کرنے آیا تھا)۔"[1]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شیطان نے یوں کہا:

"تم اپنے گھر میں آیت الکرسی پڑھا کرو، تمہارے پاس کوئی شیطان جن وغیرہ نہیں آسکے گا۔"[2]

---

[1] صحیح البخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجل فترک الوکیل شیا۔۔۔، الرقم: ۲۳۱۱

[2] جامع الترمذی، فضائل قرآن، باب حدیث ابی ایوب فی الغول، الرقم: ۲۸۸۰

سبق: ۱	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۲ گھر کے آداب

۱. گھر میں داخل ہوتے وقت دروازہ کھٹکھٹا کر اس طرح داخل ہوں کہ گھر والوں کو معلوم ہو جائے۔[۱]

۲. پہلے سیدھا پاؤں گھر میں داخل کریں۔[۲]

۳. گھر میں داخل ہو کر ''بِسْمِ اللّٰہِ'' پڑھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر میں داخل ہونے اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے:
یہاں تمہارے لیے نہ رات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ اور اگر آدمی گھر میں داخل ہو کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے:
"یہاں تمہیں رات ٹھہرنے کی جگہ مل گئی" اور جب (آدمی) کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہیں رات ٹھہرنے کی جگہ اور کھانا بھی مل گیا۔"[۳]

۴. گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کریں، اس سے گھر میں برکت ہوگی۔[۴]

۵. گھر میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت دروازہ آہستہ سے بند کریں۔

۶. والدین اور گھر میں جو بڑے ہوں اُن کا ادب کریں اور ان کا کہنا مانیں۔

۷. بہن بھائیوں سے محبت کے ساتھ رہیں، آپس میں لڑائی جھگڑا ہرگز نہ کریں۔

---

۱ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ۱۶۱/۶، النور: ۲۷ ۲ صحیح البخاری، الصلاۃ، باب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ، الرقم: ۴۲۶
۳ صحیح مسلم، الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب واحکامھما، الرقم: ۵۲۶۲ ۴ جامع الترمذی، الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ، الرقم: ۲۶۹۸

⑧ پڑوسیوں کا خیال رکھیں، انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔

⑨ گھر کے کاموں میں حصہ لیں، گھر کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، گندگی نہ پھیلائیں۔

⑩ گھر میں کسی بھی جان دار کی تصویر نہ لائیں اور نہ ہی دیواروں پر لٹکائیں۔[1]

⑪ گھر والوں کو سلام کر کے باہر نکلیں۔[2]

⑫ پہلے الٹا پاؤں گھر سے باہر رکھیں۔ ⑬ گھر سے نکلنے کی دعا پڑھ کر نکلیں۔[3]

چھینک اور جمائی کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو پسند نہیں کرتے کیوں کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔''[4]

چھینک کے آداب:

① چھینک آنے پر ہاتھ یا کپڑے سے چہرے کو ڈھانکیں اور چھینک کی آواز دبالیں۔[5]

② چھینک آنے پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہیں۔[6]

③ سننے والے ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' (یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) کہہ کر چھینکنے والے کو دعا دیں۔[7]

④ چھینکنے والا جواب میں یہ دعا دے ''یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔''[8]

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت دے اور تمہارے حال کو اچھا کرے۔''

---

① صحیح البخاری، اللباس، باب التصاویر، الرقم: ۵۹۴۹ ② مصنف عبدالرزاق: ۳۸۹/۱۰، ۱۹۴۵۰

③ سنن ابی داود، الادب، باب مایقول اذا خرج من بیتہ، الرقم: ۵۰۹۵ ④ صحیح البخاری، الادب، باب ما یستحب من العطاس وما یکرہ من التثاؤب، الرقم: ۶۲۲۳

⑤ جامع الترمذی، الادب، باب ماجاء خفض الصوت وتخمیر الوجہ۔۔۔، الرقم: ۲۷۴۵ ⑥ صحیح البخاری، الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، الرقم: ۶۲۲۴

⑦ صحیح البخاری، الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، الرقم: ۶۲۲۴ ⑧ ایضًا

⑤ اگر کسی کو ز کام کی وجہ سے بار بار چھینک آئے تو ہر مرتبہ "یَرْحَمُكَ اللهُ" کہنا ضروری نہیں۔ [1]

جمائی کے آداب:

① جہاں تک ہو سکے، جمائی روکنے کی کوشش کریں۔ [2]
② جب جمائی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھیں۔ [3]
③ جمائی لیتے وقت آواز نہ نکالیں کیوں کہ شیطان اس سے ہنستا ہے۔ [4]

سلام

جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، ملاقات کے وقت سلام کرنا اسلامی طریقہ ہے۔ سلام کو عام کرنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم جنّت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو، سلام کو آپس میں پھیلاؤ۔" [5]

سلام کرنے میں پہل کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ" [6]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

---

① جامع الترمذی، الادب، باب ماجاء کم یشمّت العاطس، الرقم: ۲۷۴۴
② صحیح البخاری، الادب، باب اذا تثاءب فلیضع یدہ علی فیہ، الرقم: ۶۲۲۶
③ جامع الترمذی، الادب، باب ماجاء ان اللہ یحب العطاس ویکرہ التثاؤب، الرقم: ۲۷۴۶
④ صحیح البخاری، الادب، باب ما یستحب من العطاس وما یکرہ من التثاؤب، الرقم: ۶۲۲۳
⑤ سنن ابی داود، الادب، ابواب السلام، باب افشاء السلام، الرقم: ۵۱۹۳
⑥ سنن ابی داود، الادب، باب فی فضل من بدأ بالسلام، الرقم: ۵۱۹۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا: "اسلام میں کون سا عمل بہتر ہے؟"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کھانا کھلاؤ اور تم (ہر مسلمان کو) سلام کرو، چاہے اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔" [1]

بات شروع کرنے سے پہلے سلام کریں اسی طرح فون یا موبائل پر بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ''
ترجمہ: بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔" [2]

سلام کے آداب

1. ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' کہہ کر پورا سلام کریں اور سلام کے الفاظ صحیح ادا کریں۔
2. سلام کے جواب میں ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' کہیں۔
3. کوئی دوسرے کا سلام پہنچائے تو جواب میں وَعَلَیْكَ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ'' کہیں۔ [3]
4. گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کریں، اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔ [4]
5. اسی طرح گھر سے نکلتے ہوئے، دفتر/ دُکان/ کام کی جگہ پہنچ کر پہلے سلام کرنا چاہیے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، الادب، باب افشاء السلام، الرقم: ۵۱۹۴ [2] جامع الترمذی، الاستئذان، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام، الرقم: ۲۶۹۹
[3] الف: سنن ابی داؤد، الادب، باب فی الرجل یقول فلان۔۔۔ الرقم: ۵۲۳۱ ب: ردالمحتار، الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء: ۶/ ۵۱۳ ط: سعید
[4] جامع الترمذی، الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم۔۔۔ الرقم: ۲۶۹۸

6. بچوں کو سلام کریں۔[1]
7. چھوٹے بڑوں کو سلام کریں، جو شخص سواری پر ہو وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے، چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔[2]
8. اگر کئی آدمی ساتھ ہوں اور ان میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب کی طرف سے سلام ہوگیا، اسی طرح پوری مجلس میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو وہ بھی سب کی طرف سے جواب ہوگیا۔[3]
9. اگر کسی کو دور سے سلام کریں یا سلام کا جواب دیں تو ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے، البتہ زبان سے بھی سلام کے الفاظ کہیں۔[4]
10. اگر کچھ لوگ سو رہے ہوں تو آہستہ آواز میں سلام کریں۔[5]
11. غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں، بوقتِ ضرورت ان کو سلام کرتے وقت کہیں:

"اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی"[6]

12. غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں صرف "وَعَلَيْكُمْ" کہیں۔[7]

---

1. صحیح مسلم، السلام، باب استحباب السلام علی الصبیان، الرقم: ۵۶۶۵
2. صحیح مسلم، السلام، باب یُسلّم الراکب علی الماشی۔۔۔ الرقم: ۵۶۴۶
3. رواہ البیھقی فی شعب الایمان: ۶/ ۴۶۶
4. احسن الفتاوی، الحظر والاباحۃ، سلام کے احکام، ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا: ۸/ ۱۴۴
5. جامع الترمذی، الاستئذان، باب کیف السلام، الرقم: ۲۷۱۹
6. (الف) سنن ابی داؤد، الادب، باب فی السلام علی اہل الذمۃ، الرقم: ۵۲۰۵ (ب) صحیح البخاری، الاستئذان، باب کیف یکتب الکتب الی۔۔۔ الرقم: ۶۲۶۰
7. سنن ابی داؤد، الادب، باب فی السلام علی اہل الذمۃ، الرقم: ۵۲۰۷

سبق: ۲	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۳ مصافحے کے آداب

۱. کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو سلام اور مصافحہ کرنا چاہیے۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور سلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"[۲]

۲. مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہیے اور مصافحہ کرتے وقت پورا ہاتھ ملائیں، صرف انگلیاں ملانا درست نہیں۔

۳. مصافحہ خالی ہاتھ کے ساتھ کرنا سنت ہے یعنی مصافحہ کرتے وقت ہاتھ میں کوئی چیز کپڑا وغیرہ درمیان میں نہ ہو۔

۴. ہاتھ چھوڑنے میں خود پہل نہ کریں۔

۵. جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو جس کے خالی کرنے میں اسے تکلیف ہو یا وہ جلدی میں ہو تو صرف سلام کریں، مصافحہ نہ کریں۔

۶. مصافحہ کے بعد ہاتھوں کو سینے پر پھیرنا سنت کے خلاف ہے۔

زبان کی حفاظت

زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

زبان کا شکریہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے۔ اس لیے زبان سے صرف وہ بات کریں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور ایسی بات نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں۔

---

[۱] جامع الترمذی، الاستئذان، باب ماجاء فی المصافحۃ، الرقم: ۲۷۳۰

[۲] سنن ابی داود، الادب، باب فی المصافحہ، الرقم: ۵۲۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بندہ کبھی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ مشرق اور مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور دوزخ میں جا گرتا ہے۔"[1]

زبان جسم کا ایک چھوٹا حصہ ہے مگر اسی پر اس کے اچھے اور برے اعمال کا دارومدار ہے۔
اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی زبان کی اچھی طرح حفاظت کریں اور خوب سوچ سمجھ کر بات کریں۔

بات کرنے کے آداب

1. ہمیشہ سچ بولیں، سچ بولنے میں کبھی نہ گھبرائیں، چاہے کتنا ہی بڑا نقصان نظر آئے۔[2]
2. جھوٹ ہرگز نہ بولیں اور نہ ہی جھوٹا وعدہ کریں۔[3]
3. ضرورت کے وقت بات کریں، بے کار بات ہرگز نہ کریں جس سے نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے کار گفتگو کو چھوڑ دے۔"[4]

4. بغیر تحقیق کیے سنی سنائی باتیں نہ کریں کیوں کہ اکثر ایسی باتیں غلط ہوتی ہیں اور نہ ہی ہر ایک کی بات سن کر بغیر تحقیق کیے کوئی عملی قدم اٹھائیں، تاکہ بعد میں اس کام پر پچھتاوا اور افسوس نہ ہو۔[5]
5. نرمی کے ساتھ بات کریں۔ ہمیشہ درمیانی آواز میں بولیں، نہ اتنا آہستہ بولیں کہ سننے والا سن ہی نہ سکے، نہ اتنی بلند آواز سے بولیں کہ سننے والا بوجھ محسوس کرے۔
6. مختصر اور بامقصد گفتگو کریں اس لیے کہ لمبی بات سننے سے سامنے والا اُکتا جاتا ہے۔
7. بات صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کریں۔

---

[1] صحیح مسلم، الزھد، باب حفظ اللسان، الرقم: ۷۴۸۱
[2] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الرقم: ۱۹۷۱
[3] صحیح مسلم، الایمان، باب خصال المنافق، الرقم: ۲۱۱
[4] جامع الترمذی، الزھد، باب حدیث من حسن۔۔۔، الرقم: ۲۳۱۷
[5] سورۃ الحجرات: ۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے جسے ہر ایک سننے والا اچھی طرح سمجھ لیتا۔ [1]

۸ اگر کوئی آپ سے نامناسب بات کہہ دے تو معاف کر دیں اور جواب میں کچھ نہ کہیں۔

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کچھ بات بڑھ گئی اور انہوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ فوراً ان کو خیال ہوا، مجھ سے فرمایا کہ "تو بھی مجھے کچھ کہہ دے تاکہ بدلہ ہو جائے"۔ میں نے بدلے میں کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا: "یا تو کہہ لو ورنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کروں گا"۔ میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ وہ تو اٹھ کر چلے گئے۔ میرے قبیلے بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: "یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو زیادتی کی اور خود ہی الٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شکایت کریں"۔

میں نے کہا: "تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون ہیں؟ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر یہ ناراض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور ان کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کی ہلاکت میں کیا شک ہے۔"

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ تجھے جواب میں اور بدلے میں کہنا نہیں چاہیے۔ البتہ اس کے بدلے میں یوں کہہ:

"اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دیں۔" [2]

---

[1] سنن ابی داؤد، الادب، باب الھدی فی الکلام، الرقم: ۴۸۳۹ [2] ماخوذ از فضائل اعمال ص: ۳۰

۹. دوغلی بات یعنی ایک کے سامنے اِس کے مطلب کی اور دوسرے کے سامنے اُس کے مطلب کی بات نہ کریں۔[1]

۱۰. چغل خوری ہرگز نہ کریں اور نہ ہی کسی کی چغلی سنیں۔[2]

۱۱. ایسا مذاق نہ کریں جس سے کسی کا دل دکھے۔[3]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کبھی کبھی دل لگی کرتے تھے لیکن زبان سے حق ہی کہتے اور اس میں کسی کا دل نہیں دُکھاتے تھے۔ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لیے اونٹ مانگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔''

اس آدمی نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! اونٹنی کا بچہ سواری کے کیا کام آئے گا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اونٹ اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔''[4]

۱۲. کبھی کسی بری بات سے اپنی زبان گندی نہ کریں۔[5]

۱۳. کھانے کے دوران یا مجمع میں ایسی بات نہ کریں جسے لوگ برا محسوس کرتے ہوں، مثلاً: پیشاب، پاخانے کی باتیں کرنا۔

۱۴. نامحرم عورتوں سے ہرگز بات نہ کریں، البتہ بہت ہی مجبوری ہو تو پردے میں صرف ضرورت کی بات کر سکتے ہیں۔[6]

---

[1] سنن ابی داود، الادب، باب فی ذی الوجہین، الرقم: ۴۸۷۳

[2] صحیح البخاری، الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، الرقم: ۶۰۵۶

[3] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی المراء، الرقم: ۱۹۹۵

[4] سنن ابی داود، الادب، باب ما جاء فی المزاح، الرقم: ۴۹۹۸

[5] صحیح البخاری، باب لم یکن النبی فاحشا۔۔۔ الرقم: ۶۰۳۰

[6] شرح النووی علی المسلم، الاشربۃ، باب جواز استتباعہ غیرہ الی۔۔۔ ۲ / ۱۷۷

مسجد کے آداب

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین پر سب سے پسندیدہ جگہ مسجد ہے۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مساجد بنانے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ مسجدوں کو صاف ستھرا رکھا جائے اور ان میں خوش بو لگائی جائے۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت مسجد سے کچرا اٹھاتی تھی، اس کا انتقال ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دفن کرنے کے بعد اطلاع دی گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں کسی کا انتقال ہو جائے تو مجھے اس کی اطلاع دے دیا کرو۔۔۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے اسے جنّت میں دیکھا، اس لیے کہ وہ مسجد سے کچرا اٹھاتی تھی۔"[3]

ہمیں بھی چاہیے کہ مسجد کے آداب کا پورا خیال رکھیں۔ مسجد کے چند آداب یہ ہیں:

1. اپنے چپل جوتے مسجد سے باہر جھاڑ کر سلیقے سے جوڑ کر رکھیں۔
2. جب مسجد میں داخل ہوں تو پہلے سیدھا پاؤں داخل کریں۔[4]
3. "بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ" پڑھ کر مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں۔

"اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

ترجمہ: اے اللہ! تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"[5]

4. مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کریں۔[6]

---

[1] صحیح مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاہ۔۔۔، الرقم: ۱۵۲۸

[2] سنن ابی داؤد، الصلاۃ باب اتخاذ المساجد فی الدور، الرقم: ۴۵۵

[3] مجمع الزوائد: ۲ / ۱۱۵

[4] صحیح البخاری، الصلاۃ، باب التیمّن فی دخول المسجد وغیرہ، الرقم: ۴۲۶

[5] ابن ماجہ، المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، الرقم: ۷۷۱

[6] شرح النووی علی صحیح مسلم، الاعتکاف ۱ / ۳۷۱

5. اگلی صف میں جانے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر نہ جائیں۔ [1]
6. مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل ''تَحِيَّةُ الْمَسْجِد'' پڑھیں۔ [2]
7. نماز ختم ہونے کے بعد فوراً ہی اپنی جگہ سے نہ اٹھیں بل کہ تھوڑی دیر ذکر واذکار میں مشغول رہیں۔
8. جماعت ختم ہوتے ہی فوراً سنتوں کی نیت نہ باندھیں تاکہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔
9. سنت ونوافل وغیرہ مسجد کے دروازوں کے سامنے اور راستے میں نہ پڑھیں بل کہ ایک طرف ہو کر پڑھیں۔
10. نمازی کے سامنے سے ہرگز نہ گزریں، کیوں کہ نمازی کے سامنے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر تمھیں نمازی کے آگے سے گزرنے کا وبال معلوم ہو جائے تو سو سال تک اپنی جگہ ٹھہر کر انتظار کرتے رہو، ایک قدم بھی آگے نہ بڑھو۔'' [3]

11. مسجد میں شور مچانا اور دنیاوی باتیں کرنا منع ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہوں گی، تمھیں چاہیے کہ ان لوگوں کے پاس بھی نہ بیٹھو، اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔'' [4]

12. مسجد میں گم شدہ چیزوں کا اعلان کرنا بھی منع ہے۔ [5]
13. مسجد میں کھیل کود اور بھاگ دوڑ نہ کریں۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلاۃ، باب ما جاء فی النھی تخطی الناس، یوم الجمعۃ، الرقم: ۱۱۱۶

[2] صحیح البخاری، الصلاۃ، باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین، الرقم: ۴۴۴

[3] ابن ماجہ اقامۃ الصلوۃ باب المرور بین یدی المصلی، الرقم: ۹۴۶

[4] شعب الایمان للبیھقی، الرقم: ۲۹۶۲

[5] سنن ابن ماجہ، المساجد، باب النھی عن انشاد الضوال فی المسجد، الرقم: ۷۶۶

۱۴ پیاز، لہسن یا کوئی بھی بدبودار چیز، سگریٹ پی کر یا نسوار وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ جائیں اور مسجد میں جانے سے پہلے اچھی طرح مسواک اور کلی کر کے اس کی بدبو ختم کر کے مسجد میں جائیں۔[1]

۱۵ مسجد سے نکلتے وقت پہلے الٹا پاؤں باہر رکھیں۔[2]

۱۶ ”بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ“ پڑھ کر مسجد سے نکلنے کی دعا پڑھیں۔

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔“[3]

---

[1] صحیح مسلم، المساجد، باب النھی من اکل الثوم او البصل۔۔۔، الرقم: ۱۲۵۴ [2] سنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاۃ، باب ما یقول اذا دخل المسجد۔۔۔ ۲/ ۴۴۲

[3] سنن ابن ماجہ، المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، الرقم: ۷۷۱

سبق: ۳	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۴ لباس کے آداب

۱. لباس اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جس سے صرف انسان کو نوازا گیا ہے، لہٰذا سنت وشریعت کے مطابق صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہترین لباس سفید رنگ کا ہے، تم اسے پہنا کرو اور اپنے مُردوں کو اسی میں کفن دیا کرو۔"[1]

۲. سادہ اور باوقار لباس پہننا چاہیے۔

۳. غیر مسلموں کی طرح لباس ہرگز نہیں پہننا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ زرد رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا۔''[2]

ترجمہ: "یہ کافروں کا لباس ہے، اسے مت پہنو۔"

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔''[3]

ترجمہ: "جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ (قیامت کے دن) انھیں میں سے ہوگا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جب مسلمانوں کو فتوحات ہونے لگیں، قیصر وکسریٰ، روم اور فارس

---

۱. ابن ماجہ، اللباس، باب البیاض من الثیاب، الرقم: ۳۵۶۶
۲. صحیح مسلم، اللباس، باب النھی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الرقم: ۵۴۳۴
۳. سنن ابی داود، اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، الرقم: ۴۰۳۱

کی حکومت کا تختہ اُلٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مسلمانوں کے نام جو ان شہروں میں رہتے تھے یہ فرمان لکھا:

"اِيَّاكُمْ وَزِيَّ اَهْلِ الشِّرْكِ۔"[1]

ترجمہ: "اے مسلمانو! اپنے آپ کو مشرکوں اور کافروں کے لباس اور ہیئت سے دور رکھنا۔"

٣. مردوں کو عورتوں جیسا لباس ہرگز نہیں پہننا چاہیے۔[2]
٤. مردوں کو سرخ یا شوخ رنگ کا لباس نہیں پہننا چاہیے۔[3]
٥. ایسا لباس ہرگز نہیں پہننا چاہیے جس میں کسی جان دار کی تصویر ہو۔[4]
٦. نمائشی و فیشنی لباس نہیں پہننا چاہیے۔[5]
٧. ایسا باریک اور تنگ لباس نہیں پہننا چاہیے جس سے جسم کے اعضا ظاہر ہوں۔[6]
٨. مرد شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔[7]
٩. قمیص اور کرتہ پہنتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ آستین میں ڈالیں پھر اُلٹا ہاتھ، اسی طرح شلوار وغیرہ پہنتے وقت پہلے سیدھا پاؤں ڈالیں پھر الٹا پاؤں۔[8]
١٠. کپڑے اتارنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھیں۔[9]
١١. کپڑے پہننے کے بعد کپڑے پہننے کی دعا پڑھیں۔ (دیکھیے صفحہ نمبر ١٦٣)
١٢. قمیص، اور کرتہ وغیرہ اتارتے وقت پہلے الٹا ہاتھ نکالیں پھر سیدھا ہاتھ، اسی طرح شلوار وغیرہ اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں نکالیں پھر سیدھا پاؤں۔

---

[1] سیرۃ المصطفیٰ، ٢/ ٥١٨، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
[2] صحیح البخاری، اللباس، باب المتشبہین بالنساء، الرقم: ٥٨٨٥
[3] مجمع الزوائد، اللباس، باب ماجاء فی الصباغ، ٥/ ١٢٢، الرقم: ٨٥٦٨
[4] صحیح مسلم، اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، الرقم: ٥٥٢٨
[5] سنن ابی داود، اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، الرقم: ٤٠٢٩
[6] صحیح مسلم، اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات، الرقم: ٥٥٨٢
[7] جامع الترمذی، اللباس، باب ماجاء فی کراھیۃ جر الازار، الرقم: ١٧٣٠
[8] جامع الترمذی، اللباس، باب ماجاء فی القمص، الرقم: ١٧٦٦
[9] الحصن الحصین، ص: ٢٣٨

۱۴ ننگے سر نہیں رہنا چاہیے۔ ٹوپی یا عمامہ پہننا چاہیے اور عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھیں۔[1]

۱۵ عمامہ کا شملہ (نیچے لٹکا ہوا حصہ) آدھی کمر تک رکھیں، اس سے نیچے نہ لٹکائیں۔[2]

جوتا، چپل پہلے سیدھے پاؤں میں پہنیں پھر الٹے پاؤں میں اور اتارتے وقت پہلے الٹے پاؤں سے اتاریں پھر سیدھے پاؤں سے۔[3]

صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہیں چلنا چاہیے۔[4]

شکر

ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

شکر کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر نعمت پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہترین دعا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ہے۔"[5]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔''

قرآن کریم میں "اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان فرماتے ہیں جو بڑی پُر امن اور مطمئن تھی، اُس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بہت کثرت کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف اُن کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔"[6]

---

۱ سنن ابی داود، اللباس، باب فی العمائم، الرقم: ۴۰۷۸

۲ عالمگیری، الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، ۵/ ۳۳۰

۳ سنن ابن ماجہ، اللباس، باب لبس النعال وخلعھا، الرقم: ۳۶۱۶

۴ سنن ابن ماجہ، اللباس، باب المشی فی النعل الواحد، الرقم: ۳۶۱۷

۵ جامع الترمذی، الدعوات، باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة، الرقم: ۳۳۸۳

۶ النحل: ۱۱۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر معاملے اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور یہ بات صرف اور صرف ایمان والے ہی کے لیے ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی ملتی ہے اس پر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے تو شکر کرنے میں اس کے لیے بہتری اور ثواب ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے اس پر وہ صبر کرتا ہے تو صبر کرنے میں اس کے لیے بہتری اور ثواب ہے۔"[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی صرف زبانی تعلیم نہیں دی بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کسی پسندیدہ چیز کو دیکھتے تو یہ فرماتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ''[2]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس کے فضل سے تمام کام پورے ہوئے ہیں۔''

اور جب کسی ناگوار چیز کو دیکھتے تو یہ فرماتے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔''[3]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔''

[1] صحیح مسلم الزھد، باب المؤمن امرہ کلہ خیر، الرقم: ۷۵۰۰ [2] سنن ابن ماجہ، الادب باب فضل الحامدین، الرقم: ۳۸۰۳ [3] ایضاً

سبق: ۴	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلّم:	

سبق:۵ والدین کا ادب واحترام

اسلام نے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی تعلیم دی ہے، کیوں کہ ماں باپ ہماری پرورش کرتے ہیں، ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ہماری خاطر اپنا آرام قربان کر دیتے ہیں، ان کا ہم پر بڑا احسان ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کا ادب واحترام کرنے کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

"اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو، بل کہ ان سے عزّت کے ساتھ بات کیا کرو۔"[1]

ماں باپ کی خدمت کرنے اور ان کو راضی رکھنے میں ہمارے لیے بہت فائدے ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ دونوں تمہاری جنّت اور دوزخ ہیں۔"[2]

یعنی جو شخص اپنے ماں باپ کی خدمت کرے گا، ان کا کہنا مانے گا، ان کو راضی رکھے گا اور ان کی عزّت کرے گا، تو اسے جنّت ملے گی اور جو شخص ان کو تکلیف پہنچائے گا، ان کو ناراض کرے گا، ان کا دل دکھائے گا اور ان کا کہنا نہیں مانے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔

---

[1] بنی اسرائیل: ۲۳
[2] سنن ابن ماجہ، الادب باب برّ الوالدین، الرقم: ۳۶۶۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو فرماں بردار بچہ اپنے ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھے، تو اسے ہر نگاہ پر ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔“

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: اگر کوئی دن میں سو مرتبہ دیکھے (تو کیا ہر مرتبہ مقبول حج کا ثواب ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! (ہر مرتبہ اس کو مقبول حج کا ثواب ملے گا)۔“ [1]

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ماں باپ سے محبت کریں، ان سے نرمی اور ادب سے بات کریں اور ان کے لیے یوں دعا مانگتے رہیں: ”رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا“ [2]

ترجمہ: ”اے میرے رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔“

والدین کی نافرمانی نہ کریں

والدین کی نافرمانی، ان کے ساتھ برا سلوک کرنا، ان کو تکلیف پہنچانا یا ان کی نافرمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں! ضرور بتائیں۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔“ [3]

ماں باپ کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں سزا دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمام گناہوں میں اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں، لیکن ماں باپ کو ستانے کا گناہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کے کرنے والے کو موت سے پہلے دنیا ہی میں سزا دے دیتے ہیں۔“ [4]

[1] شعب الایمان: ۷۸۵۶ [2] بنی اسرائیل: ۲۴ [3] صحیح البخاری، الاستئذان، باب من اتکا بین یدی اصحابہ، الرقم: ۶۲۷۳ [4] شعب الایمان: ۷۸۹۰

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِيَّاكُمْ وَعُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ۔''

ترجمہ: ''والدین کی نافرمانی کرنے سے بچو، کیوں کہ جنت کی خوش بو ایک ہزار سال کی دوری سے محسوس ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کی خوش بو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔'' [1]

لہٰذا ہم لوگوں کو بھی اپنے والدین کی نافرمانی کرنے اور انھیں کسی بھی طرح کی تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہیے، اگر ہم اپنے والدین کو تکلیف پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو جائیں گے اور دنیا و آخرت میں بہت سخت سزا دیں گے۔

تقویٰ

اپنے آپ کو ایسے کاموں سے بچانا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہوں اسے ''تقویٰ'' کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ''تقویٰ'' کی حقیقت کے بارے میں پوچھا۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے امیر المومنین! کیا آپ کبھی کسی ایسے راستے سے گزرے ہیں جس میں ہر طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہوں؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''ہاں! جب میں اونٹ چرایا کرتا تھا تو اکثر ایسے راستوں سے گزرنا پڑتا تھا۔''

[1] طبرانی اوسط، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، الرقم: ۵٦٦۴

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "آپ اس راستے سے کس طرح گزرتے تھے؟"
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں اپنے کپڑے سمیٹ لیتا تھا، ایک طرف اپنا دامن کانٹوں سے بچانے کی کوشش کرتا، دوسری طرف کانٹوں کو راستے سے ہٹاتا اور بہت احتیاط سے قدم رکھتا تھا۔"

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہی تقویٰ ہے۔'' [1]

یعنی جس طرح آدمی کانٹے دار جگہ سے گزرتے ہوئے اپنے بدن اور کپڑوں کو کانٹوں سے بچاتا ہے اسی طرح گناہوں سے اپنے جسم اور روح کی حفاظت کرے۔ اس بات کا خوف ہو کہ کہیں گناہ اسے نقصان نہ پہنچا دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ'' [2]

ترجمہ: "تو حرام سے بچ، تو لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔"

متقی و پرہیزگار بننے کے لیے تین کاموں کی پابندی کیجیے۔ شریعت میں جو کام اہم اور ضروری ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کے طریقے اور نسخے بتاتا ہے تاکہ اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

قرآن کریم ہمیں متقی بننے کے تین نسخے بتاتا ہے:

1. سچے لوگوں کے ساتھ رہنا۔

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝'' [3]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔"

---

[1] معارف القرآن: ۱/ ۴۸۶
[2] جامع الترمذی، الزھد، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، الرقم: ۲۳۰۵
[3] التوبہ: ۱۱۹

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ پرہیزگار بننے کے لیے اپنی صحبت سچے لوگوں کے ساتھ رکھنی چاہیے، جو زبان کے بھی سچے ہوں اور عمل کے بھی سچے۔

۲ زبان کی حفاظت۔

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔''[1]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سیدھی سچی بات کہا کرو، اللہ تمہارے فائدے کے لیے تمہارے کام سنوار دے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا۔''

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ پرہیزگار بننے کے لیے زبان کی حفاظت کرنی چاہیے کہ زبان سے سچ بولیں اور کسی کو زبان سے برا بھلا نہ کہیں۔

۳ آخرت کی فکر۔

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝''[2]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔''

اس آیت میں یہ تعلیم ہے کہ پرہیزگار بننے کے لیے آخرت اور اس کے حساب و کتاب کو یاد رکھیں اس لیے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اچھا یا برا وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔[3]

---

[1] الاحزاب: ۷۰، ۷۱ [2] الحشر: ۱۸ [3] ماخوذ از: معارف القرآن ۸/ ۳۸۸

تقوی کے فضائل اور فائدے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ''[1]

ترجمہ: ''درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔''

اللہ تعالیٰ متقی کے لیے دنیا و آخرت کی مصیبتوں اور مشکلات سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں۔[2]

اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔[3]

اللہ تعالیٰ، متقی کے سب کاموں میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔[4]

اللہ تعالیٰ، متقی کے گناہوں کا کفارہ کر دیتے ہیں۔[5]

اللہ تعالیٰ، متقی کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔[6]

حق و باطل کی پہچان آسان ہو جاتی ہے۔[7]

[1] الحجرات: ۱۳ [2] الطلاق: ۲ [3] الطلاق: ۳ [4] الطلاق: ۴ [5] الطلاق: ۵ [6] الطلاق: ۵ [7] الانفال: ۲۹

سبق: ۵	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:٦ پاکیزہ اور حلال روزی

انسان زندگی گزارنے کے لیے بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔ سر چھپانے کے لیے گھر کا ضرورت مند ہے تو جسم ڈھانکنے کے لیے کپڑے کا محتاج، زندہ رہنے کے لیے کھانا بھی ضروری ہے، گویا مکان، لباس اور غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتے اور اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتے ، اس لیے وہ سود بھی کھاتے ہیں، دوسروں کا مال ہڑپ بھی کرتے ہیں اور تجارت میں دھوکہ فریب سے کام لیتے ہیں، ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔

ایمان والوں کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں حلال وحرام کی پرواہ نہ کرے بل کہ حلال و پاکیزہ چیزوں کو اختیار کرنا اور حرام و ناجائز کاموں سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ خاص طور پر اپنی کمائی اور روزی میں اس بات کا خیال رکھنا بہت اہم ہے۔ ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ پیٹ میں حلال لقمہ ہی جائے، حرام لقمہ پیٹ میں نہ جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ گوشت جنت میں نہ جا سکے گا جو حرام لقمے سے پلا بڑھا ہو۔"[1]

حلال روزی کی برکت سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی کو قبول فرماتے ہیں۔"

بے شک اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو جو حکم فرمایا وہی حکم ایمان والوں کو دیا۔

---

[1] مسند احمد: ۱۴۴۴۱

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسولوں سے ارشاد فرمایا:

''يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؀'' [1]

ترجمہ: ''اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا علم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان والوں سے ارشاد فرمایا:

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ'' [2]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ۔''

اس کے بعد نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے، بکھرے ہوئے بالوں والا، غبار آلود کپڑوں والا (یعنی پریشان حال) دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے: اے اللہ! اے اللہ! لیکن کھانا بھی اس کا حرام ہے، پینا بھی حرام، لباس بھی حرام ہے، ہمیشہ حرام ہی کھایا تو اس کی دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔'' [3]

مطلب یہ ہے کہ مسافر اور پریشان آدمی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر حرام کھانے پینے کی وجہ سے اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی، رد کر دی جاتی ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی دعائیں قبول ہوں اُن کو بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے بچیں اور ایسا کون ہے جو یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول نہ ہو۔

---

[1] المومنون:٥١ [2] البقرة:١٧٢ [3] جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ البقرۃ، الرقم:٢٩٨٩

امانت دار تاجر

انسان کو زندگی میں روزانہ جن کاموں سے واسطہ پڑتا ہے ان میں ایک بہت ہی اہم کام خریدنا اور بیچنا بھی ہے۔ بظاہر یہ ایک دنیوی کام اور ایک انسانی ضرورت ہے۔ مگر اس کام کو انجام دینے میں اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کا خیال رکھا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی پابندی کی جائے تو یہ دنیوی ضرورت عبادت بن جائے گی اور عبادت بھی اس اعلیٰ درجہ کی کہ آدمی کو انبیا، شہدا اور صدیقین کے درجے اور مقام تک پہنچا دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

> "پوری سچائی اور امانت داری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔" [1]

تاجر کے لیے خرید وفروخت میں امتحان کا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سامان بیچ رہا ہوتا ہے جھوٹ بھی بول دیتا ہے، کبھی اس سے بڑھ کر یہ بھی کرتا ہے جھوٹی قسم بھی کھالیتا ہے اور اس کو ہنر سمجھتا ہے۔ یاد رکھیے! جھوٹ بول کر جو سامان بیچا جائے اس میں برکت نہیں رہتی۔ اسی طرح بسا اوقات سامان میں عیب ہوتا ہے اور اس عیب کی وجہ سے اس کی قیمت کچھ گھٹ جاتی ہے، ایسے وقت ایک تاجر کی ذمے داری یہ ہے کہ بیچتے وقت سامان کے عیب کو ظاہر کردے اور خریدنے والے کو بتادے کہ اس میں عیب ہے، اس میں بظاہر نقصان نظر آئے گا، لیکن حقیقت میں دنیا وآخرت کا نفع اسی میں چھپا ہوا ہے، اس طرح کرنے سے کاروبار میں برکت ہوگی اور اللہ کی ناراضگی سے بچ جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

> "جس شخص نے کوئی عیب والی چیز کسی کے ہاتھ فروخت کی اور خریدار کو وہ عیب نہیں بتایا تو اس پر ہمیشہ اللہ کا غصہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔" [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کا عیب چھپانے سے منع بھی فرمایا ہے۔

---

[1] جامع الترمذی، البیوع، باب ما جاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاھم، الرقم: ۱۲۰۹ [2] ابن ماجہ، التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، الرقم: ۲۲۴۷

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلّے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے آپ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر ڈالا تو آپ نے انگلیوں میں گیلا پن محسوس کیا۔ آپ نے اس غلّہ بیچنے والے سے پوچھا: یہ گیلا پن کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! غلے پر بارش کا پانی پڑ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بھیگے ہوئے غلّے کو تم نے ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ خریدنے والے لوگ اس کو دیکھ سکتے، (سن لو) جس نے دھوکہ دیا وہ میرا نہیں یعنی میری اتباع کرنے والا نہیں۔" [1]

اسی طرح ناپ، تول پورا کریں اس میں کمی نہ کریں اور نہ ہی کسی کا حق اپنے ذمے باقی رکھیں۔ قرآن کریم میں ہے:

''وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝'' [2]

ترجمہ: "بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔"

ان آیتوں میں ان لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید بیان فرمائی گئی ہے جو دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے میں تو بڑی سرگرمی دکھاتے ہیں، لیکن جب دوسروں کو حق دینے کا وقت آتا ہے تو ڈنڈی مارتے ہیں۔ یہ وعید صرف ناپ تول ہی سے متعلق نہیں ہے، بل کہ ہر قسم کے حقوق کو شامل ہے۔ [3]

ہر مسلمان تاجر کو اپنی تجارت میں شریعت کا لحاظ رکھنا چاہیے، اس سے ہماری نیکیوں میں اضافہ ہوگا، اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے اور ہماری مدد و نصرت کے فیصلے آسمانوں سے اتریں گے۔ دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی چمکے گی۔

---

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب قول النبی من غش، الرقم: ۲۸۴ [2] المطففین: ۱ تا ۳ [3] ماخوذ از: آسان ترجمہ قرآن، ص: ۱۲۷۱

سبق: ۶	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۷ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

دین اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک، احسان کرنے اور ہدیہ دینے کی تعلیم دی ہے اور اس کے فضائل بیان کیے ہیں۔

ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "اسلام میں سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کھانا کھلانا اور (ہر ایک کو) سلام کرنا، چاہے اس سے تمہاری جان پہچان ہو یا نہ ہو۔" [1]

اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو یہ ہدایات دیں کہ کسی پر احسان کر کے احسان نہ جتلاؤ، ارشاد فرمایا:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى"

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو۔" [2]

اسی طرح جن پر احسان کیا جائے، ہدیہ وغیرہ دیا جائے ان کو یہ ہدایات دیں کہ احسان کرنے والوں، ہدیہ دینے والوں کو اس کا بدلہ دیں یا کم از کم انھیں دُعا ضرور دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کو ہدیہ تحفہ دیا جائے تو اگر اس کے پاس بدلے میں دینے کے لیے کچھ موجود ہو تو وہ اس کو دے دے اور جس کے پاس بدلے میں تحفہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو، تو وہ (بطور شکریہ کے) اس کی تعریف کرے اور اس کے حق میں دعائے خیر کہے۔ جس نے ایسا کیا اس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا اور جس نے ایسا نہیں کیا اور احسان کے معاملے کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔" [3]

---

[1] صحیح البخاری، الایمان، باب اطعام، الطعام من الاسلام، الرقم: ۱۲ [2] البقرۃ: ۲۶۴ [3] سنن ابی داؤد، الادب، باب فی شکر المعروف، الرقم: ۴۸۱۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔" [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجتا تھا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔ [2]

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

"جس آدمی پر کسی نے کوئی احسان کیا اور اس نے احسان کرنے والوں کو یہ دُعا دی:

''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا'' [3]

"یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔"

تو اس نے اس شخص کی پوری تعریف کر دی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو (ایک دن) مہاجرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "جن کے پاس ہم آئے ہیں (یعنی انصار) ہم نے ان جیسے اچھے لوگ نہیں دیکھے، اگر ان پر وسعت ہوتی ہے وہ ہم پر خوب خرچ کرتے ہیں اور اگر تنگی ہو تو بھی ہماری مدد کرتے ہیں، ہمارے حصے کی محنت مشقت خود کرتے ہیں اور نفع میں ہمیں برابر کا شریک رکھتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ سارا اجر و ثواب صرف اُنھی کے حصے میں نہ آ جائے اور آخرت میں ہمیں کوئی ثواب نہ ملے۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نہیں، ایسا نہیں ہوگا، جب تک تم اس احسان کے بدلے ان کے لیے دُعا کرتے رہو گے اور ان کی تعریف یعنی شکریہ ادا کرتے رہو گے۔" [4]

---

[1] سنن ابی داؤد، الادب، باب فی شکر المعروف، الرقم: ۴۸۱۱

[2] صحیح البخاری، الھبۃ، باب المکافاۃ فی الھبۃ، الرقم: ۲۵۸۵

[3] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الثناء بالمعروف، الرقم: ۲۰۳۵

[4] جامع الترمذی، صفۃ القیامۃ، باب ثناء المہاجرین علی صنیع الانصار معہم، الرقم: ۲۴۸۷

کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ

لوگوں سے مانگنا اور سوال کرنا انتہائی بری عادت ہے، یہ مسلمان کی غیرت کے خلاف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو کر کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ اسلام ایسے برے کام کو بالکل پسند نہیں کرتا اور اپنے ماننے والوں کو اِس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے اور ہر ایک کو خودداری اختیار کرنے اور محنت کر کے کمانے کی تعلیم دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی آدمی رسی لے کر جنگل میں جائے اور لکڑیاں کاٹے، اس کا گٹھا اپنی کمر پر لاد کر آئے پھر اس کو بیچے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو لوگوں سے مانگنے کی رسوائی سے بچالے یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے، چاہے لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔"[1]

ایک مرتبہ ایک غریب فقیر انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کچھ مانگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: بس ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ حصہ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ"۔ انہوں نے وہ دونوں چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ نے وہ کمبل اور پیالہ ہاتھ میں لیا اور ارشاد فرمایا: "کون ان دونوں چیزوں کو خریدنے کے لیے تیار ہے؟" ایک صاحب نے عرض کیا: "حضرت! میں ایک درہم میں ان کو لے سکتا ہوں۔"

[1] صحیح البخاری، الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ، الرقم: ۱۴۷۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! (دو یا تین مرتبہ)

"کون ایک درہم سے زیادہ دے گا۔" ایک دوسرے صاحب نے عرض کیا: "میں دو درہم میں لینے کے لیے تیار ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اُن کو دے دیں اور اُن سے دو درہم لے کر اس انصاری کے حوالے کر دیے

اور ارشاد فرمایا:

"ایک درہم سے تم کھانے کا کچھ سامان لے کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔" انہوں نے ایسا ہی کیا اور کلہاڑی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اس کلہاڑی میں لکڑی کا ایک مضبوط دستہ لگا دیا اور اُن سے فرمایا:

"جاؤ لکڑیاں بیچو اور اب میں پندرہ دن تک تم کو نہ دیکھوں"، چناں چہ وہ انصاری چلے گئے اور لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے۔ پھر ایک دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس درہم لے کر حاضر ہوئے، جن میں سے انہوں نے کچھ درہم سے کپڑا خریدا اور کچھ غلّہ وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ تیرے لیے اِس سے بہتر ہے کہ تو لوگوں سے مانگے جس کی وجہ سے قیامت کے دن تیرے چہرے پر داغ ہو۔" [1]

---

[1] سنن ابی داؤد، الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسألۃ، الرقم: ۱۶۴۱

سبق: ۷	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق:۸ دوستی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”آدمی اپنے دوست کے دین پر رہتا ہے، اس لیے جس کسی سے دوستی کریں خوب دیکھ بھال کر کریں۔“ [۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”نیک آدمی کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال مشک والے کے ساتھ بیٹھنے والے کی طرح ہے، اگر مشک نہ بھی ملے تو خوش بو آ ہی جائے گی اور برے آدمی کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال آگ کی بھٹی والے کے ساتھ بیٹھنے والے کی طرح ہے اگر چنگاری کپڑے کو نہ بھی لگے تو دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں۔“ [۲]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خیر کے کام کرنے کی خوب ترغیب دی ہے اور برائی سے دور رہنے کی ہدایات دی ہیں اور اس کو مثال کے ذریعے سمجھایا ہے۔ اچھوں کے ساتھ رہنے سے اچھائی زندگی میں آتی ہے اور بروں کے ساتھ رہنے سے برائی زندگی میں آتی ہے۔ اس لیے نیک لوگ اور علماء کی صحبت میں بیٹھا جائے کہ یہ دنیا وآخرت دونوں میں نفع دیتی ہے اور فاسق اور بدکردار لوگوں کی صحبت سے دور رہا جائے کہ یہ زہر قاتل ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو کسی جگہ کا حاکم بنایا۔ کسی شخص نے ان سے عرض کیا: یہ صاحب حجاج بن یوسف کے زمانے میں اس کی طرف سے بھی حاکم رہ چکے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان حاکم کو معزول کر دیا۔ انھوں نے عرض کیا: میں نے حجاج بن یوسف کے یہاں تھوڑے ہی عرصے کام کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”بُرا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو اس کے ساتھ ایک دن یا اس سے بھی کم رہا۔“ [۳]

---

[۱] الجامع لشعب الایمان، للبیہقی، الرقم: ۸۹۹۲ [۲] سنن ابی داوٗد۔ الادب، باب من یومران یجالس، الرقم: ۴۸۲۹ [۳] فضائل اعمال، ص: ۶۱

اچھے دوست کی صفات:

جس سے ہم دوستی کریں اس میں یہ صفات ہونی چاہییں۔

1. دوست مسلمان ہو۔
2. دوست دین دار ہو کیوں کہ ساتھ رہنے کا اثر ہوتا ہے۔ اچھوں کے ساتھ رہنے سے اپنے اندر خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔
3. دوست عقل مند ہو۔ 4. دوست کے اخلاق اچھے ہوں۔ 5. دوست سچا ہو۔

اچھے دوست سے دوستی کے فائدے:

1. ذکر و عبادت میں مددگار ہوگا۔ 2. قیامت کے دن بھی دوست رہے گا۔
3. ضرورت کے وقت آپ کے کام آئے گا۔ 4. آپ کے راز کی بات راز میں رکھے گا۔
5. آپ کو دھوکا نہیں دے گا۔

برے دوست کی علامتیں:

1. کافر ہو۔ خاص طور پر یہود و نصاریٰ کے ساتھ قرآن کریم میں دوستی سے منع کیا گیا ہے۔

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ"[1]

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یار و مددگار نہ بناؤ۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار و مددگار ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔"

[1] المائدہ:۵۱

اس سے مراد ایسی دوستی اور دلی محبت ہے جس کے نتیجے میں دو آدمیوں کی زندگی کا مقصد اور ان کا نفع ونقصان ایک ہوجائے۔ اس قسم کا تعلق مسلمان کا صرف مسلمان سے ہی ہوسکتا ہے اور کسی غیر مسلم سے ایسا تعلق رکھنا سخت گناہ ہے اور اس آیت میں اسے سختی سے منع گیا گیا ہے۔[1]

٢ بے دین، فاسق، گناہ گار ہو۔

٣ بے وقوف ہو۔

٤ اخلاق برے ہوں۔

٥ جھوٹ بولتا ہو۔

برے دوست سے دوستی کے نقصانات:

١ نیکیوں کی محبت اور گناہوں کی نفرت دل سے نکل جاتی ہے۔

٢ برے دوست کے ساتھ رہنے کا اثر پڑے گا جس کی وجہ سے آپ کی بھی گناہوں کی عادت ہوجائے گی۔

٣ قیامت کے دن برے دوست کی دوستی پر افسوس ہوگا۔

٤ آپ کے راز کی بات دوسروں کو بتادے گا۔

٥ ضرورت کے وقت آپ کے کام نہیں آئے گا، دھوکہ دے دے گا۔

[1] آسان ترجمہ قرآن، آل عمران: ۲۸، ص: ۱۴۵

سچ

سچ: جو زبان سے بولیں وہ ہی دل میں ہو اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہو اس کو "سچ" کہتے ہیں۔

خوبیوں میں سے ایک خوبی کی بات یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولیں۔ اس لیے ہر حال میں سچ بولنے کی پکی عادت بنالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سچ بات کہو، اس لیے کہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچادیتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے صِدِّیقین (سچوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے صادق (سچے) اور امین (امانت دار) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں۔

سچ کے فائدے:

1. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننے کے لیے سچ بولنا ضروری ہے۔
2. سچ ایمان کی نشانی ہے۔
3. سچ میں برکت ہے۔
4. سچ میں اطمینان ہے۔
5. سچ میں نجات ہے۔
6. سچ بولنے والے پر لوگ اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔

[1] صحیح مسلم، البر، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ، الرقم: ۶۶۳۹

جھوٹ

جھوٹ: زبان سے ایسی بات کہنا جو حقیقت میں نہ ہو اسے "جھوٹ" کہتے ہیں۔

جھوٹ بولنا، بری عادت ہے، جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور جھوٹی بات سے بچ کر رہو۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔[2]

جھوٹ کے نقصانات:

1. جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔
2. جھوٹ بولنے سے منہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے جس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔"[3]

3. جھوٹ میں ہلاکت ہے۔
4. جھوٹ بولنے سے اطمینان ختم ہو جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والا اس خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کہیں میرا جھوٹ کسی کو معلوم نہ ہو جائے۔
5. جھوٹ بولنے والے سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے، اگر وہ سچ بھی بولتا ہے تب بھی لوگ اس کی بات پر اعتبار نہیں کرتے۔

---

[1] الحج: ۳۰ [2] کنز العمال، الاخلاق، قسم الاقوال، الرقم: ۸۲۲۶ [3] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الرقم: ۱۹۷۲

سبق: ۸	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق ۹: تواضع اور عاجزی

تواضع: اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا اور کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو مان لینا اس کو "تواضع" کہتے ہیں۔

تواضع، عاجزی اور انکساری اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتے ہیں۔"[۱]

اپنے اندر تواضع اور عاجزی پیدا کرنے کے لیے ان باتوں پر عمل کرنا چاہیے:

۱. چلنے میں عاجزی اختیار کریں، اکڑ کر نہ چلیں۔
۲. جب کسی سے بات کریں تو نرمی، پیار اور محبت سے کریں، منہ پھلا کر بات نہ کریں۔
۳. جب کسی سے ملاقات ہو تو سلام میں پہل کریں۔
۴. مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔
۵. ریا اور شہرت سے دور بھاگیں۔

تواضع اور عاجزی کے فائدے:

۱. اللہ تعالیٰ تواضع کرنے والے کو پسند کرتے ہیں۔
۲. تواضع اختیار کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔
۳. جو بندہ ایک درجہ تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ عِلّیین میں پہنچا دیتے ہیں۔[۲]

---

[۱] الجامع لشعب الایمان فصل فی التواضع، ۱۰/ ۴۵۶
[۲] کنز العمال، الاخلاق، قسم الاقوال، الرقم: ۵۷۱۸

تکبر اور غرور

تکبر: صحیح بات نہ ماننا، اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو اپنے سے چھوٹا سمجھنا اس کو "تکبر" کہتے ہیں۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیچا کر دیتے ہیں۔"[2]

تکبر اور غرور کے نقصانات:

1. اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔
2. جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔[3]
3. تکبر کرنے والے سے لوگ بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔
4. تکبر کرنے والا کبھی ترقی نہیں کرسکتا، بل کہ وہ اپنے اوپر فخر کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہے۔

غیبت

غیبت: کسی کے پیٹھ پیچھے کوئی ایسی بات کہنا جو اس میں ہو اور جس کو وہ سنے تو اس کو بری لگے اس کو "غیبت" کہتے ہیں۔[4]

غیبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نے غیبت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

---

[1] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الکبر، الرقم: ۱۹۹۹ [2] الجامع لشعب الایمان، فصل فی التواضع وترک الزھو والصلف: ۱۰/ ۴۵۶

[3] سنن ابن ماجہ، الزھد، باب البراءۃ من الکبر والتواضع، الرقم: ۴۱۷۳ [4] صحیح مسلم، البر، باب تحریم الغیبۃ، الرقم: ۶۵۹۳

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ''[1]

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو!''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''صفیہ میں تو اتنا عیب ہی بہت ہے کہ اُن کا قد چھوٹا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

''تم نے ایسا جملہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کو گندا کردے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک مرتبہ میں نے کسی کی نقل اتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھے اتنا اتنا یعنی بہت زیادہ مال ملے تب بھی مجھے پسند نہیں کہ کسی کی نقل اتاروں۔''[2]

یہ بات بھی خوب سمجھ لینی چاہیے کہ کسی شخص کی موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کہنا جو اس کے لیے تکلیف دہ ہو اگرچہ غیبت نہیں مگر ''لَمْز'' یعنی طعنہ دینا ہے، جس کا حرام ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔[3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔''[4]

ترجمہ: ''اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

[1] الحجرات: ۱۲ [2] سنن ابی داود، الادب، باب فی الغیبۃ، الرقم: ۴۸۷۵ [3] ماخوذ از: معارف القرآن: ۸/ ۱۲۰ [4] الحجرات: ۱۱

سبق: ۹	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

سبق: ۱۰ حسد

حسد: حسد یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس نعمت دیکھ کر دل میں یہ تمنا اور آرزو کرنا کہ اس کے پاس یہ نعمت باقی نہ رہے، چاہے وہ نعمت خود کو ملے یا نہ ملے اسے ''حسد'' کہتے ہیں۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسد سے بچتے رہو، بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''[2]

حسد کرنا بری عادت ہے۔ اس سے یہ نقصانات ہوتے ہیں:

حسد کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

حسد سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔

طبیعت میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔

حسد سے صحت برباد ہو جاتی ہے۔

حسد کا علاج:

حدیث شریف میں حسد کا علاج یہ بتایا گیا ہے:

''جب (کسی کے پاس نعمت دیکھ کر) حسد پیدا ہو تو (اس سے نعمت) ختم کرنے کی کوشش مت کرو۔''[3]

علما نے لکھا ہے:

جب دوسرے کے پاس نعمت دیکھ کر دل میں حسد اور جلن پیدا ہو تو یہ تین کام کریں:

1. اپنے اس خیال کو دل سے برا سمجھے۔

---

[1] اوجز المسالک: ۱۹/ ۱۱۲، تحت الرقم: ۴۱۳۲ [2] سنن ابی داود، باب فی الحسد، الرقم: ۴۹۰۳ [3] فتح الباری، الادب، باب ما نہی عن التحاسد والتدابر تحت الرقم: ۶۰۶۴

۲ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے خیر کی یوں دعا مانگیں:

''اے اللہ! اس کی اس نعمت میں برکت اور ترقی عطا فرما۔''

۳ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے یہ دعا کریں:

''اے اللہ! میرے دل میں اس نعمت کی وجہ سے جو جلن پیدا ہو رہی ہے، اپنے فضل سے اور رحمت سے اس کو ختم فرما۔''[1]

گالی گلوچ سے بچنا

اسلام نے زبان کی حفاظت کرنے اور اس کے غلط استعمال کرنے سے بچنے کا حکم دیا ہے، ایک سچے پکے مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نرم مزاج اور میٹھی گفتگو کرنے والا ہوتا ہے، اس کی زبان سے گندی باتیں، گالی گلوچ اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ نہیں نکلتے، وہ کسی کو طعنہ نہیں دیتا اور نہ ہی وہ کسی پر لعنت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، گندی باتیں کرنے والا اور بے حیا نہیں ہوتا۔"[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔"[3]

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا! "اے اللہ کے نبی! میری قوم کا ایک شخص مجھے گالی دیتا ہے جب کہ وہ مجھ سے کم درجہ کا ہے، کیا میں اس سے بدلہ لوں؟

[1] اصلاحی خطبات از: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب: ۵ / ۸۳
[2] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی اللعنۃ، الرقم: ۱۹۷۷
[3] صحیح البخاری، الادب باب ما ینھی من السباب واللعن، الرقم: ۶۰۴۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دو شخص گویا کہ دو شیطان ہیں جو آپس میں فحش گوئی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے ہیں۔"[1]

حضرت جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے نصیحت فرما دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کبھی کسی کو گالی نہ دینا"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد سے میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی نہ آزاد کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو۔ نیز رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی تمہیں گالی دے اور تمہیں کسی ایسی بات پر شرم دلائے جو تم میں ہو اور وہ اسے جانتا ہو تو اس کو کسی ایسی بات پر شرم نہ دلانا جو اس میں ہو اور تم اسے جانتے ہو، اس صورت میں اس شرم دلانے کا وبال اُسی پر ہوگا۔"[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپ کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس شخص کے مسلسل برا بھلا کہنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صبر کرنے اور خاموش رہنے پر) خوش ہوتے رہے اور مسکراتے رہے۔ پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ برا بھلا کہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دے دیا۔

[1] ابن حبان: ۱۳ / ۳۴ [2] سنن ابی داؤد، اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار، الرقم: ۴۰۸۴

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر وہاں سے چل دیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے پاس پہنچے اور عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! جب تک وہ شخص مجھے برا بھلا کہتا رہا آپ وہاں تشریف فرما رہے۔ پھر جب میں نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اٹھ گئے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تک تم خاموش تھے اور صبر کر رہے تھے تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا پھر جب تم نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو (وہ فرشتہ چلا گیا اور) شیطان بیچ میں آ گیا اور میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھتا" (لہٰذا میں اٹھ کر چل دیا)۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "ابو بکر! تین باتیں ہیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں۔ (۱) جس بندے پر کوئی ظلم یا زیادتی کی جاتی ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اسے معاف کر دیتا ہے (اور انتقام نہیں لیتا) تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کر کے اس کو قوی کر دیتے ہیں (۲) جو شخص رشتہ ناطہ جوڑنے کے لیے دینے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو بہت زیادہ دیتے ہیں (۳) جو شخص دولت بڑھانے کے لیے سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور بھی کم کر دیتے ہیں۔"[1]

---

[1] مسند احمد: ۲/۴۳۶

سبق: ۱۰	یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں	دستخط معلم:	

نماز کی ڈائری

نماز کی ڈائری پُر کرنے کا طریقہ

فجر۔ف	ظہر۔ظ	عصر۔ع	مغرب۔م	عشا۔عش

1. اگر نماز جماعت سے ادا کی ہے تو یہ ✓ نشان لگائیں۔ جیسے: ظ✓
2. اگر بغیر جماعت کے نماز ادا کی ہے تو یہ ـــ نشان لگائیں۔ جیسے: ظ
3. اگر قضا کر لی ہے تو یہ ○ نشان لگائیں۔ جیسے: (ع)
4. اگر قضا بھی نہ کی ہو تو کوئی نشان نہ لگائیں۔ جیسے: م

بتائے گئے طریقے کے مطابق ہر طالب علم خود نماز کی ڈائری پُر کریں۔

جنوری

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

فروری

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					

دستخط معلم	

مارچ

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

اپریل

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					

دستخط معلم	

مئی

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

جون

تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					

دستخط معلم	

جولائی

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

اگست

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

ستمبر

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					

دستخط معلم	

اکتوبر

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

نومبر

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					

دستخط معلم	

دسمبر

تاریخ	ف	ظ	ع	م	عش
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
۱					
۲					
۳					
۴					
۵					
۶					
۷					
۸					
۹					
۱۰					
۱۱					
۱۲					
۱۳					
۱۴					
۱۵					
۱۶					
۱۷					
۱۸					
۱۹					
۲۰					
۲۱					
۲۲					
۲۳					
۲۴					
۲۵					
۲۶					
۲۷					
۲۸					
۲۹					
۳۰					
۳۱					

دستخط معلم	

مکتب تعلیم القرآن الکریم کا تعارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ''مکتب تعلیم القرآن الکریم'' ایک تعلیمی ادارہ ہے جو علمائے کرام اور تعلیمی ماہرین کے اشتراک سے قائم شدہ ہے جس کے مقاصد یہ ہیں:

- قرآن کریم کی تعلیم کو فروغ دینا......
- بچپن سے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کرنا......
- تعلیمی اداروں کی رہنمائی اور تعلیمی امور میں معاونت کرنا ہے تاکہ تعلیمی ادارے منظم اور مستحکم ہوسکیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس سلسلے میں ادارہ مکتب تعلیم القرآن الکریم حسب ذیل خدمات انجام دے رہا ہے۔

1. پاکستان بھر کے مکاتب اور اسکولوں میں ناظرہ قرآن کریم صحیح تجوید کے ساتھ پڑھانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔
2. تعلیمی اداروں کے لیے نصابی، درسی کتب، نصاب پڑھانے کا طریقہ اور مزید علمی مواد پیش کر رہا ہے۔
   اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! نصابی کتب قرآن وحدیث کی روشنی میں، قومی تعلیمی پالیسی کے مطابق، ماہرین تعلیم، تجربہ کار اساتذہ کرام کی معاونت اور دورِ جدید کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کی جاتی ہیں، نیز مکمل حوالہ جات بھی درج کیے جاتے ہیں تاکہ بات معتمد اور مستند ہو۔
3. اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ادارہ اساتذہ کرام اور منتظمین کے لیے تربیتی نشست (ورک شاپ) کا کم و بیش اوقات کے لیے بلا معاوضہ انعقاد کرتا ہے۔ جس میں تربیتی نصاب پڑھانے کا طریقہ اور کم وقت میں زیادہ بچوں کو نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم پڑھانے کا طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔
4. ادارہ، تمام بچوں کو معیاری تعلیم دینے اور تمام بچوں کی بہترین تربیت کے لیے کوشاں ہے۔

رابطہ نمبر کراچی : 0334-3630795 0323-2163507

رابطہ نمبر لاہور : 0321-4292847 0321-4066762

مکتب تعلیم القرآن الکریم کی مطبوعات

تربیتی نصاب برائے مکاتب قرآنیہ (ناظرہ)

تربیتی نصاب برائے مدارس حفظ

تربیتی نصاب سندھی (ناظرہ) — تربیتی نصاب برائے اسکول

تربیتی نصاب برائے بالغان — معیاری مکتب کے رہنما اصول — نورانی قاعدہ بورڈ پر پڑھانے کا طریقہ

تربیتی نصاب حصہ اول برائے بالغان — قیمت =/140 روپے